فهرستبرگه منابع چاپ سنگی - اداره مخطوطات

بار ثانی

شماره ثبت: ۶۹۹۳

رده‌بندی دیویی: ۸فا۱/۴ ن ۲۳د

سرشناسه: نظیری، محمدحسین، - ۱۰۲۱ق.

عنوان قراردادی: [دیوان]

عنوان: دیوان غزلیات نظیری

کاتب:

محل نشر: حیدرآباد دکن ناشر: اداره افضلیه تاریخ نشر: [بی‌تا]

تاریخ کتابت:

صفحه شمار: ۱۲۹ ص

زبان: فارسی

روش تهیه: وقفی ☑ ابعاد: ۲۴ × ۱۵٫۵ مصور ☐ درسی ☐ گراور یا افست ☐

نوع خط: نستعلیق

توضیحات: سید محمدباقر مولوی عرب‌باهی سبزواری اهدایی ☐ خریداری ☐ ارسالی ☐

تاریخ ثبت: فروردین ۱۳۶۴

یادداشتها: ۱. عنوان جلد: دیوان نظیری نیشابوری

۲. در ابتدا مختصر حالات ملا نظیری نیشابوری به زبان اردو آمده است.

موضوع(ها): ۱. شعر فارسی - قرن ۱۱ق.

شناسه(های) افزوده: الف. جیلانی، محمد، مقدمه‌نویس. ب. مولوی عرب‌باهی سبزواری، محمدباقر، واقف. ج. عنوان.

فهرستگار: اسدزاده

تاریخ فهرستگاری: مرداد ۸۹

۱۰
۳۰۲۵

سازمان کتابخانه ها، موزه ها و مر...

اداره مخطوطات

نام کتاب دیوان غزلیات نظیری

مؤلف محمدحسین نظیری

موضوع ادبیات زبان فارسی

سال چاپ .... محل چاپ حیدرآباد

شماره عمومی ۶۹۹۲ کتابخانه / بخش ....

وقفی / خریداری استاد محمدباقر مولوی ... تاریخ ....

طول ۲۴ عرض ۱۵٫۵ شماره صفحه ها ۱۲۹

ملاحظات ....

١٠
٣٠٢٥

کتابخانه آستان قدس رضوی
کتابخانه ... شماره ٢٣٠٧١ تاریخ ... ٤٢

مختصر حالات ملا نظیری نیشاپوری

نظیری کا نام محمد حسین تخلص نظیری نیشاپور وطن تھا۔ اوائل عمری ہی سے آپکو شاعری کا شوق تھا۔ اور بچپن ہی سے آپ شاعری میں مشہور ہو گئے تھے۔ خراسان میں جب آپکی شاعری کی شہرت کافی ہو چکی تو پھر آپ کاشان تشریف لائے۔ یہاں شعرا کا جمگھٹ تھا۔ حاتم۔ مقصود۔ خوردہ۔ رضائی۔ شجاع۔ فہمی یہاں کے شہرۂ آفاق شعراء تھے۔ ان میں نظیری نے بھی ہر طرح کی طبع آزمائی کی اور خوب نام حاصل کیا۔ چنانچہ یہاں ایک پرانی غزل طرح ہوئی جس میں "یائے" کا قافیہ تھا۔ استادوں نے قافیہ اس طریقہ سے باندھا کہ جو بہت مشکل تھا۔ مگر نظیری نے بھی اس زمین میں اس دلکش انداز سے شعر کہے کہ اُستادانِ فن نے انکے اُستاد ہونیکا اعتراف کر لیا۔

اسی زمانہ میں ادھر ہند میں عبدالرحیم خانخاناں کی فیاضیوں کی شہرت چار دانگ عالم تھی۔ نظیری کو انکے دربار میں پہنچنے کا شوق پیدا ہوا۔ چنانچہ اسی غرض سے نظیری نے ترک وطن کرکے ہند کی راہ لی۔ اور ۹۹۴ھ میں لاہور پہنچے جہاں خانخاناں سے ملاقات کی اور خانخاناں کے درباری شعرا میں منسلک ہو گئے اور اور احمد آباد گجرات میں مقیم رہے۔

اگرچہ خانخاناں کی وساطت سے دربار اکبری میں نظیری کی رسائی ہو چکی تھی۔ اور اکبر کی تعریف میں آپنے بیشمار عمدہ قصاید لکھے مقبول بھی ہوئے۔ مگر آپکو دربار اکبری میں کوئی خاص امتیاز حاصل نہ ہو سکا۔ پھر بھی یہ اکبری دربار کے مراحم سے محروم نہیں رہے ہیں۔

آپکا گہرا تعلق خانخاناں سے ہی رہا ہے۔ اگرچہ آپنے مختلف درباروں میں رسائی حاصل کی تھی مگر آخر تک دربار خانخاناں کی وابستگی کو ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ اور خانخاناں کے اور درباری شعرا مثلاً عرفی شکیبی وغیرہ سے انکے بڑے معرکے رہتے تھے۔ مگر خانخاناں کی نظروں میں انکی وقعت بڑھی ہوئی تھی۔ کہتے ہیں کہ ایکدفعہ نظیری نے خانخاناں سے کہا کہ میں نے ایک لاکھ روپیوں کا ڈھیر کبھی نہیں دیکھا ہے کہ وہ کسقدر ہوتا ہے۔ خانخاناں نے اسی وقت روپیہ منگوا کر سامنے رکھوا دیئے۔ نظیری نے کہا کہ خدا کا شکر آپکی بدولت لاکھ روپیہ کا ڈھیر دیکھنے میں آیا۔ خانخاناں نے وہ روپیہ انکے گھر بھجوا دیا۔ اس واقعہ سے خانخاناں کی نظروں میں نظیری کی منزلت کا پتہ معلوم ہوتا ہے۔

گجرات میں چند سال کے قیام کے بعد نظیری نے حج کا ارادہ کیا۔ اور قصیدہ کے ذریعہ خانخاناں سے زادراہ کے طالب

ہوئے چنانچہ خانخاناں نے اسکا انتظام کرادیا۔ یہ سورت کی بندرگاہ سے جہاز میں سوار ہوکر مکہ معظمہ کو راہی ہوئے راستہ میں چوروں نے لوٹ لیا۔ مگر حج و زیارت دونوں سے مشرف ہوکر سنہ ۱۰۰۱ھ میں واپس گجرات ہوئے۔

یہ وہ زمانہ تھا جبکہ شہزادہ مراد حسب فرمان مہم دکن پر جارہا تھا نظیری نے موقعہ غنیمت سمجھا اور دربار شاہزادہ میں رسائی کے وسائل پیدا کررہے تھے کہ ایک شخص نے انکو دیکھکر خوشی کا اظہار کیا اور کہا اچھے موقعہ پر تمھارا آنا ہوا۔ جشن نوروزہی قصیدہ لکھکر پیش کیجئے۔ اور خود شاہزادہ کے دربار میں انکو پیش کرادیا۔

دربار میں باریاب ہونیوالے کے لئے قاعدہ تھا کہ وہ سجدۂ شکر بجالائے۔ مگر نظیری لنے ایسا نہیں کیا۔ بازپرس ہوئی۔ عرض کیا کہ میں نے اس شان کا آجتک دربار نہیں دیکھا ہے۔ یہ پہلا موقعہ ہے۔ اسلئے میں ششدر ہوگیا۔ حواس مختل ہوگئے۔ اسلئے آئین وآداب دربار کا خیال باقی نہیں رہا۔ اس واقعہ سے نظیری کے پابند مذہب ہونیکا پتہ چلتا ہے کہ جو اور شعراء کے برخلاف مذہب کا بڑا پابند تھا۔ چنانچہ اسنے معبود حقیقی کے سوا مخلوق کے آگے سر جھکانے کو کبھی گوارا نہیں کیا۔ اور نہایت عمدہ جواب سے عتاب شاہی سے بھی خود کو بچالیا۔ نتیجۃً شہزادہ مراد کے دربار میں انکی خاص رسائی ہوگئی۔ اور خود انکو بھی شہزادہ مراد سے دلی محبت تھی سنہ ۱۰۱۴ھ میں جب اکبر لنے وفات پائی اور جہانگیر تخت نشین ہوا۔ تو اس نے بھی نظیری کو دربار میں بلوایا۔ اور یہ انعام وخلعت واسپ سے نوازے گئے۔

نظیری آخر عمر میں تارک الدنیا ہوچکے تھے۔ لیکن اسی زمانہ میں تحصیل علوم دینیہ کا انھیں شوق پیدا ہوا۔ چنانچہ شیخ غوثی امندوی سے عربی کی تحصیل کی اور پھر مولانا حسین جوہری سے تفسیر اور حدیث پڑھی۔ یہ سنہ ۱۰۲۰ھ میں گجرات سے آگرہ آگئے۔ اور اپنا دیوان خانخاناں کو سونپ کر واپس گجرات چلے گئے۔ سنہ ۱۰۲۳ھ میں بمقام احمدآباد گجرات وفات پائی۔ مکان کے قریب ایک مسجد بنوائی تھی اُسی میں دفن ہوئے۔

غرض یہ پایہ کے شاعر گذرے ہیں۔ عرفی، ظہوری، ملک، قمی کے معاصر ومقابل۔ روزمرّہ ومحاورات کے استعمال کرنے میں کافی ملکہ تھا۔ تلمیحات واستعارات کا جس انداز سے انہوں لنے استعمال کیا ہے۔ اس سے زباندانی میں اچھی مدد ملتی ہے۔

خادم العلم

محمد جیلانی کامل نظامیہ معتمد ادارہ افضلیہ

افضلگنج حیدرآباد دکن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وقف کتابخانه آستان قدس رضوی
واقف - مرحوم استاد سید محمد باقر سبزواری
عن بنا ... سبزواری ... ۱۳۰۵ ق

دیوان غزلیات نظیری

بقدر نصاب

ردیف الالف

اذا ماشئت ان تحیی حیوٰة حلوة المحیا — برسوائی برآور سر زمستوری بروں نہ پا
حدیث حسن مشتاقی درون پردہ پنہاں بود — برآمد شوق از خلوت نہاد ایں راز بر صحرا
زخط وخال رخسارش قضا شکلے نمود اول — قلم برداشت ہر ذرہ ورق برگشت از انشا
دراں گلشن ہوا بودم کہ مستی زاد از نرگس — دراں مجلس صفا بودم کہ عشق از حسن شد پیدا — خیدان
بزحمت انفصال افتد چو پیوندے برید از ہم — بفرصت قطرہ دریا میشود چوں قطرہ شد دریا
کجا ناز و نیاز عاشق و معشوق کم گردد — ق — زحاجت حسن مستغنی و ما محتاج استغنا
شراب و شاہد و میخانہ و ساقی ہمہ دلکش — باین خمار بے پروا سرے داریم و صد سودا
تقاضا بر تقاضا میرسد زانسوے دل ہر دم — زمانے نیستم خالی فغاں زیں شوق کار افزا
اگر نالم زحرماں رخ نگرداں حسبةً للہ — قیاس وصل و محرومی گلستانست و نابینا
درون بیت احزاں پیر نابینا چہ میداند — کہ شہرے بر سر سودائے یوسف میکند غوغا

نظیری گر طمع داری کہ مقبول مغاں باشی
فلا تحسد ولا تبخل ولا تحرص علی الدنیا

اے از کرم نریختہ خون سبیل را — وز لطف عید کردہ عزائے خلیل را
در ملک مصر یوسف کنعاں بیاد تو — دریائے نیل ساختہ چشم کحیل را
گوئی بغیر واسطہ در گوش خاکئے — رازے کزاں خبر نبود جبرائیل را
دادہ بکنج فقر نشاں جنت النعیم — کردہ سبیل مشت گدا سلسبیل را

پُل بستہ حرز مہر تو بر معبر کلیم | دل کردہ باد قہر تو خون رود نیل را
ہر فرد گشتہ حاکم ایں ملک غیر تو | ناکردہ گرم جا زدہ کوس رحیل را
درویش و بادشہ بوجود تو قایم اند | خورسند کردۂ تو عزیز و ذلیل را
نفزودہ بر رسوم مقدر بخشش سعی | وز معصیت نہ کاستہ رزق کفیل را
ہیچم گر تو باز ستانی متاع خویش | دارد دو عالم از تو کثیر و قلیل را
قائل بعجز گشت ثنائے تو ہر کہ گفت | در ہستی تو رہ نبود قال و قیل را
در تو باجتہاد نظر کے تواں رسید | صد شبہ در رہ ہست قیاس و دلیل را

توحید حق بیان نظیری بلند ساخت
برتر نہید پایۂ عرش جلیل را

صفا از عقدۂ دلہا ست آں زلف معقد را | بحمد اللہ کہ ربطے ہست با مطلق مقید را
کہ دادے روح را با جسم الفت گر نگردیدے | محمدؐ کارواں سالار ارواح مجرد را
بآں حسن و شمائل طرح عشق افگندہ شد ورنہ | نمی دادند نقش ہستی ایں لوح زبرجد را — بیک ن
بمکتب خانۂ کن مصحف از برداشت آں روزے | کہ عقل کل نمی کرد از الف بے فرق ابجد را — شرن
حدیث دل فروزش بسکہ شد مجموعۂ حکمت | حکیماں جزو وے سازند اوراق مجلد را — جلان
وجودش مرکز پرکار عالم کے شدے ثابت | احد خود قاب قوسین ار نبودے میم احمد را
بمسکن بستر از پہلوے گردش سر دنا گشتہ | کندطے بر براق معرفت اقصائے مقصد را
گرامی میہمانے در رہ امشب میزبان دارد | ملائک صف بصف بربست عرش آراست مسند را

نظیری نشاء ذوقے زجام ہوشمنداں کش — بس ن
مے و مطرب پریشاں میکند مستان سرمد را

ساقی بشو دو رنگی امید و بیم را | بنما بما حقیقت رنگ قدیم را
حرف فریب آدم و ابلیس تا بچند | چندے بگو ترانہ نقل و ندیم را
از ساغر درست خودم بخش جرعۂ | بر طاق نہ حکایت جام دو نیم را — خورم ن
بوسے ز نبید خلوت شبہا شنیدہ ام | پنہاں مکن کہ نیک شناسم شمیم را

آنجا کہ لب ز رشحۂ مے پاک کردہ اند
گل مشکبوئے کردہ ردائے نسیم را شمیم

گو مفلسانِ کعبہ بگریند کاب چشم
بر عرش بردہ از درِ مسجد تیمم را

زیباست گرچہ خلعتِ محمود بر ایاز
سور آں زماں کند کہ بپوشد گلیم را

مطرب بیک دو نغمہ غنی کن دلِ فقیر
ساقی بیک دو جرعہ سخی کن لئیم را

جنسے کہ در خزینہ لطفِ تو نیست نیست
جز احتیاج تحفہ ندیدم کریم را

روز یکہ جرمِ نامہ نظیری بر آورد
از آب عفو شوی کتابِ سقیم را

دار د ز غمزہ حجت قاطع حبیب ما
بیعت بذوالفقار ستاند خطیبِ ما

یکبانگ ذوق گرمی ما را کفایت است
حاجت بتازیانہ ندارد ادیبِ ما

روزے کہ رخ نمود بما کار داشت عشق
زاول حوالۂ دگراں شد نصیبِ ما

ما را تو و قبول نیازے و خلوتے
مال و منالِ ہر دو جہاں از رقیبِ ما

از نکہتِ گلست ضرر دل رمیدہ را
در بر رخِ صبا نکشاید طبیبِ ما

عاشق ز کوئے دوست بتکلیف آمدہ
با صبر و راحت انس نگیرد غریبِ ما

بہتر کہ از حکایت ما در کشی نفس
دل خون شود ز غصۂ کار ہیبِ ما

گل را قصور نیست ترا گر زکام ہست
در بارِ کاروانِ ہمہ ہست طیبِ ما

برپائے بند کونِ نظیری ندیم پا
آویخت عشق از سرِ گردوں صلیبِ ما

بغیر از رنگ و بوئے نیست ایں عشق مجازی را
عطا کن لذت طعم حقیقت عشقبازی را

عزیزاں جان فدا کردم سر و ساماں ہبہ کردم
نیرزم گوشۂ چشمے بنازم بے نیازی را

عبادت کوتاہ و دل تنگ و خاصان ملک نیاب
چہ داند مرد صحرائی طریق کار سازی را

کسے تفسیر رمزِ عاشق و معشوق کم داند
بجز مکی نمے داند نعت ہائے حجازی را

ہمہ سرمایۂ اقرار و ایمان بود در خسارت
فغاں از خال ہندوئیت کہ کافر کرد غازی را

گرسنہ باز شاہنشاہ و ما صیاد بے طالع
ولے کبکے نثار آریم خوئے شاہبازی را

صبوح و صبح برہم خورد چوں بانگ صلوٰۃ آمد بزیر آرید از طاق ایں کہن دلق نمازی را
گر از یک رہ نماید روئے از صد رہ دروں آید
نظیری چارہ چوں سازد فریب کتازی را

طاعتِ ما نیست غیر از ورزشِ پندارِ ما ہست استغفارِ ما محتاجِ استغفارِ ما
ہر کشادی کز سوئے مانند گرہ برکار زد قطعہا کردیم امّا شد ہمہ زنّارِ ما
از نخستیں جلوہ قدِ دلبرے افراشت حسن از نگاہِ اول افتاد ایں گرہ در کارِ ما
شوق صد منصور کشت و عشق صد یوسف فروخت بو العجب ہنگامہا گرم است در بازارِ ما
از شمیمِ گل دماغِ ما پریشاں مے شود بر نمے تابد دمِ عیسیٰ دلِ بیمارِ ما
خانۂ ما خاکساراں بر سرِ راہ صباست شب نمی سوزد چراغ از پستیِ دیوارِ ما
وقتِ می خواراں شبیخونِ قضا برہم نزد تا چراغِ بزمِ مستان شد دلِ ہشیارِ ما
باغباں در موسمِ گل گو درِ بستان بہ بند دفترِ شعرِ ترِ ما بس بود گلزارِ ما
نغمۂ مستانہ مے ریزد نظیری را ز لب
از نوا خالی مبادا خانۂ خمّارِ ما

بر رخ شکستم از خطا رنگ امید و بیم را بیند منجم طالعم از ہم درد تقویم را
علم ارادت گر کند ذوقے نصیب جانِ من منسوخی امرِ قضا باطل کند تقسیم را
عشق از برائے داغِ من آتش بجاناں میزند افغاں کہ کردم دو زخے گلزار ابراہیم را
نقدیکہ دوران بردہ است از کیسۂ عمرم بروں جاوید مستغنی شوم از صد دہد گر نیم را
رفتم کہ مستاں بگذرم در خدمتِ پیرِ مغاں گلبانگ آزادی کشم دو شیئے زنم تسلیم را
نقشے بباطن دیدہ ام خواہم بحسن کودکے آرایش مسند کنم زینت دہم دیہیم را
یوسف کہ کردے سلطنت ہیش ز تعظیم پدر گر شانِ حسنش بنگرد واجب کند تعظیم را
بر آسمانِ سروری خورشید اگر طالع شود جویند ذرّاتِ جہاں بر یکدگر تقدیم را
امروز صاحب ذوقِ دل غیر از نظیری نیست کس
زن شکست بر کاخِ گدا سلطانِ ہفت اقلیم را

چند از مؤذن بشنوم توحید شرک آمیز را — کو عشق تا یکسو نہم شرع خلاف انگیز را

ذکر شب و درد سحر نے حال بخشد نے اثر — خواہم بزنّارے دہم تسبیح دست آویز را

ترکِ شرابِ شبانہ ام بیمار کرد دست ای طبیب — صحت نخواہم یافتن تا نشکنم پرہیز را

خاکے بباد آمیختہ گردے زجا انگیختہ — آبے بمژگاں میزنم خاکِ غبار انگیز را

نے عشق افزاید بریں نے مہر زیبد بیش ازیں — نے ماندہ ظرف قطرۂ پیمانۂ لبریز را

پیوستہ ابرو در کشش ہموارہ مژگاں در زدن — تا کے کسے بر دل خورد ایں دشنہائے تیز را

سیری نظیری زیں چمن کز کہنگی گشتی خشن

در باغ نرمی بیں بہم خار و گلِ نوخیز را

از کف نمی دہد دل آساں ربودہ را — دیدیم زور بازوئے نا آزمودہ را

من در پئے رہائی و او ہر دم از فریب — بر ہر گرہ زند گرہِ ناکشودہ را

دل در امید مرہم و ایں آہوانِ مست — ریزند بر جراحتِ ما مشک سودہ را

ہرگز دلم حلاوتِ آسودگی نیافت — تلخست خواب دیدۂ در خون غنودہ را

آشفتہ داشت خارشِ آسودگی دماغ — دادیم بر ہوا سرِ سودا فزودہ را

نتواں چشید قندِ مکرر و نزاں لباں — نتواں شنود تلخِ مکرر شنودہ را

یکرہ خوشم بخندۂ دنداں نما نکرد — تا کے نماید آں گہرِ نانمودہ را

ساغر کجاست تا گلہ از دل بروں بریم — روشن کنیم خاطرِ کلفت زدودہ را

تا منفعل ز رنجشِ بیجا نہ بینمش — مے آرم اعترافِ گناہِ نبودہ را

نادیدہ جورِ او ز وفا لافہا زدم — نتواں نمود ترکِ ستایش ستودہ را

منظورِ یار گشت نظیری کلامِ ما

بیہودہ صرفِ شکر نکردیم دودہ را

تا یکے بر خرقہ بندم جسمِ غم فرسودہ را — سر بطوفاں میدہم ایں مشتِ خاکِ آسودہ را

در درون پر عنب شد خوشۂ اشکم گرہ — بس فرو خوردم بدل خونہائے ناپالودہ را

گوشہا کر گشت و یارب یاربم کارے نکرد — نیست گویا روزنے ایں سقفِ قیر اندودہ را

خضر صد منزل به پیشم آمد و نشناختم　　باز می باید ز سر گیرم رهِ پیموده را
ده که یک قاصد که باشد محرم ابرار نیست　　چند بر کاغذ نویسم حال و شویم دوده را
از شراب سودمندم بخت بد پرهیز داد　　می که می خوردم نمی خوردم غم بیهوده را
گل ز بهرِ اشک لولوی و رنگ کاهیم　　در بلورین حُقّه دارد کهربای سوده را
از کنایت گاه مستی منع آن لب چون کنم　　می چکد بی خود حلاوت قند آب آلوده را
با نظیری چون نشستی گوش بر حرفش مکن
در پریشانی میفگن خاطر آسوده را

درخور اگر نیَم می لعل فام را　　ای کاش تر کنند سبوی مشام را
بر قدر زخم مرهم لائق نمی دهند　　زان می که طعم نوش کنند مغز و کام را　　گزند
بر بامِ ماه دریغ نتابید هفته ئی　　ماهی که او تمام کند ناتمام را
کس جذبهٔ بکار دل ما نمی کند　　تا چند سر بحلقهٔ در آریم دام را
خارج ز پرده دخل غلط تا بکی کنیم　　مطرب بما نداده نشانِ مقام را
قسمت چنین نهاد که ترکان مست او　　در دور ما بطاق نهادند جام را
کم لذتم که روی ندیدم ز آفتاب　　در خانه پختم این ثمرِ نیم خام را
گر جام صبح بی صفت فقر پر کنند　　خورشید سرنگون نکند کاس شام را
رخت از حرم کشیم نظیری بسومنات
حرمت نمانده حاجی بیت الحرام را

بزیر هر بُنِ مُو چشم روشنی است مرا　　بروشنائی هر ذرّه روزنی ست مرا
شهودِ بت ز پراگندگیم باز آورد　　دلیلِ راهِ حقیقت برهمنی ست مرا
چو سایه از همه سو در کمین خورشیدم　　بهر کجا بنِ خاریست مسکنی ست مرا
بهر سراچه و بستان فرو نمی آیم　　برون ز عالم خاکی نشیمنی ست مرا
بدوستی که ز بس محوِ لذّتِ عشقم　　بکائنات ندانم که دشمنی ست مرا
هزار ناله شهر دود در دد می شنوم　　ز سیل گریه چو کهسار دامنی ست مرا

ز نوشهای سر نشکم لبالب آغوش است — ز حاصلی که ترا نیست خرمنی ست مرا
اگر بمعرکه در خون فتاده ام چه عجب — همیشه رزم بخود چون تهمتنی ست مرا
دریغ رخش فرو ماند و روز بیگه شد — درین سفر که بهر گام رهزنی ست مرا
کدام می که پس از مستیم خمار نداد — چو شیشه در ته هر خنده شیونی ست مرا
بیا ز محنت جان کندنم خلاصی ده — که دم زدن ز فراق تو مردنی ست مرا

گداخت چشم نظیری ز دقت نظرم
که دیده تنگ تر از چشم سوزنی ست مرا

پروانه ایم و شعله بود آشیان ما — آب از شرار سنگ خورد گلستان ما
موریم و بر گذار شکر او فتاده ایم — در راه پایمال شود کاروان ما
تا با نصیب ساخته ایم از حلاوتی — همچون رطب شگفته اند استخوان ما
زه در گلوی ما کند از کینه روزگار — بیند اگر درست قد چون کمان ما تن
خورشید عمر بر سر دیوار و خفته ایم — فریاد از درازی خواب گران ما
صد موج راز رفتن خود مضطرب کند — موجی که بر کنار رود از میان ما
بس درد ماغ هم نفسان مغز سوختیم — در دیده خواب تلخ کند داستان ما
در پیری از هزار جوان زنده دل تریم — صد نو بهار رشک برد بر خزان ما
ذوقی که جا بوادی مجنون گرفته بود — امروز معتکف شده بر آستان ما
در حیرتم که غنچه به بلبل چگونه گفت — رازی که باد هم نشنید از زبان ما

بنیاد ما خرابی ما استوار کرد
گویی که سود ماست نظیری زیان ما

زیستم بسکه بتدبیر خود از خامیها — رفت نام و نسیم در سر خودکامیها
ورع و شیب زبون غم ایامم کرد — یاد دوران جوانی و می آشامیها
طائری نیست که تا بسی زنش بر پا نیست — صید یک مرغ نه کردم ز کهن دامیها
روز عشرت بصداع سر مخمور گذشت — تر نگردید دماغم ز تنک جامیها

دل بلهو و لعب عمر منه کین مرغان　　تکیه بر باد کنند از سبک آرامیها — اندامیها
خلعت سرو باندام صنوبر بتر ند　　جامه زیبنده نماید ز خوش اندامیها
شکر پیرے که هوا و هوس از جوش نشاند　　چون مے کهنه برون آیدم از خامیها
پیش از مرگ خود از آفت هستی رستم　　باجل باز نماندم ز سبک گامیها
در خرابات سرِ نامو سلال گر دیدیم　　بس که اندیشه نه کردیم ز بدنامیها
لوث تقصیر چو از آب کرم شسته شود　　دلق درویش برآید ز سیه فامیها

ساز و برگ و مے و مطرب بنظیری جمعست
بوے خیر آیدش از نیک سرانجامیها

بصاف صبح نگه کن سر سبو بکشا　　دهان چشمه کشادند راه جو بکشا
دل از مطالعهٔ صبح در حجاب مدار　　بخنده مهر بُن و دیده برو بکشا
تنگاف خرقه بدقت چه میکنی پیوند　　لباس فقر و فنا پاره پاره رفو بکشا
برکوه — یکے بکوزه پرهیز خویش سنگے زن　　چو شیشه رشتهٔ تأمل از گلو بکشا
چو موئے جاهِ جهان نقش دیدهٔ بیناست　　اگر نرسته ترا درد و دیده مو بکشا
چو شیر گاهِ قناعت دهان آز ببند　　چو باز دقت هنر بال جستجو بکشا
کم — در اژدهام غم و غصه وقت گم کردی　　ترا که گفت سر کیسه در غلو بکشا
حجاب مانع قربست شرم حائل لطف　　به نزد او ره اظهار آرزو بکشا
چو رنگ چند شوی ملتفت بروئے سخن　　بمغز راه کن و پرده هم چو بو بکشا
ببزم بے بصران پرده بر معانی کش　　دگر بدیده ورے [illegible] رو بکشا

ببزم اهل خرد عقده بر سخن مگذار
چو غیر نیست نظیری کسے بگو بکشا

بر فلک تا بد مسیحا رشتهٔ زنار ما　　بر زمین منصور افرازد ستون دار ما
از معاصی توبه جی کردیم پیش از عاشقی　　این زمان عصیان شود از کفر استغفار ما
از نشان وادی ایمن نفس سوزان ترکیم　　موسی اندر طور می رقصد ز موسیقار ما

گر بطبع زاهدان تلخ است طعم ما چه غم   روشن از رخسار میخواران شود معیار ما
خضر وقتی گو که تعمیر خراب ما کند   زانکه گنجی هست پنهان در ته دیوار ما
هر کجا عشقست مستوی طبیبان خسته اند   از کدامین درد واجوید دل بیمار ما
زیرکان را دانه آب تین خامش نکرد   عندلیب مست رمزی داند از اسرار ما
چون مگس بر قند میجوشیم بر مطلوب خویش   گرمی سودای یوسف ع نشکند بازار ما

خسروی نظمی نظیری نقش شیرین طرح کن
چرخ بار ما کشد چون عشق باشد کار ما

با شهپر عنقا چه لوا بال مگس را   هم نغمهٔ داؤد که دیدست جرس را
در معرض خورشید سها را چه نمایش   با نور تجلی چه ضیا نار قبس را
بس غنچهٔ نشگفته بتاراج خزان رفت   رسمیست که رهزن زند از قافله پس را
پراندن نادان گه نطقم بحیر ماند   بآنکه پره و چشم و نهی بر مژه خس را
در کوی حقیقت چه کند مرد مجازی   در بیشهٔ شیران چه هنر گرگ هوس را
جز حاجت اخوان نسزد تحفهٔ یوسف ع   اینجا نرسد عرض تجمل همه کس را
هر چند نه تریاق بود زهر گران تر   زین جنس بصد من ندهم نیم عدس را
کس همره ما نیست کزان سعی بتازیم   از معرکه بردیم برون گرد فرس را
تا همدم هر بیهده پرواز نه گردد   در سینه شکستیم پر و بال نفس را
در آرزوی یک تن همجنس که عنقاست   از بسکه طپیدیم شکستیم قفس را

صبح از دم خونریز نظیری بهراس ست
از ناوک شب خیز بود بیم عسس را

* نشسته در ظلمم با قمر چه کار مرا   چراغ تیره شبم با سحر چه کار مرا
مسیح دار کند سیر بر فلک روحم   باین طلسم فرو بسته در چه کار مرا
چو ذره محرم جاوید آفتاب شدم   بآشنائی مشت شرر چه کار مرا
اگر قضا و قدر ز آسمان فرود آید   من و خیال تو با خیر و شر چه کار مرا

جنوں بمغزِ دماغم فتیلہ مے سوزد ‌‌ ‌ ‌ ‌ بہ پنبہ کاری داغ جگر چہ کارِ مرا
زطاعتے بریا کردہ اجر مے خواہم ‌ ‌ ‌ ‌ چو بید کاشتہ ام باثمر چہ کار مرا
باشک دیدۂ آلودہ عفو چوں جویم ‌ ‌ ‌ ‌ خزف فروختہ ام باگہر چہ کار مرا
ہزار گونہ شکایت بضمن خاموشیست ‌ ‌ ‌ ‌ بنالۂ کہ ندارد اثر چہ کار مرا
لبھر تا نگدازی بمہر ننوازی ‌ ‌ ‌ ‌ ہلاک تلخ توام باشکر چہ کار مرا
چو حسن تو بکسے در جہاں نمے مانم ‌ ‌ ‌ ‌ غریب در وطنم باسفر چہ کار مرا

نہ رحم ماند نہ شفقت نہ دوستی نہ وفا
دریں دیار نظیری دگر چہ کار مرا

بانگ نے برد ز ہوش مرا ‌ ‌ ‌ ‌ مید ہد مے ز راہِ گوش مرا
نالۂ نائے تا حریم وصال ‌ ‌ ‌ ‌ مے برد در کنار و دوش مرا
نخل نخلست نائے پنداری ‌ ‌ ‌ ‌ مے چشاند بہ نیش نوش مرا
مطرب میگسار در نظر ست ‌ ‌ ‌ ‌ نیست حاجت بمے فروش مرا
سِرّ علیم درون پردۂ راز ‌ ‌ ‌ ‌ نغمہ مے آورد بجوش مرا ‌ ‌ ‌ ‌ ساز
چوں سماعم نقاب بردارد ‌ ‌ ‌ ‌ نشود شرم روئے پوش مرا
غزل مطربم بوجد آورد ‌ ‌ ‌ ‌ جان رود در سر خروش مرا

جوش زد در درون نظیری حرف
کاش بودے سخن نیوش مرا

گل خلعتِ نو داد دگر شاخ کہن را ‌ ‌ ‌ ‌ بر سلطنت حسن سجل ساخت چمن را
شاخ گل خوشبو ببرد باد سحرگاہ ‌ ‌ ‌ ‌ بگشود سرِ نافہ غزالانِ ختن را
شد لالہ بخمیازہ بیادِ مے لعلت ‌ ‌ ‌ ‌ از بادہ لبالب چو قدح دید دہن را
افراخت صراحی سر و گردن بتوجہ ‌ ‌ ‌ ‌ تا خوش بکفِ دست دہد چاہ ذقن را
سر تا بقدم نے بتماشا نگراں شد ‌ ‌ ‌ ‌ تا خوب دہد تنگ بمطرب بر و تن را
در عہد مے و نغمہ زبس دید درستی ‌ ‌ ‌ ‌ سنبل ز خم جعد بروں کردہ شکن را

گلبرگ بناگوش ورخست بود مناسب — گلدستہ شد و بست بر وزلف رسن را
حوران بہاری بہ نثارِ مے دمطرب — در بوسہ گرفتند سراپائے چمن را

برگوش خورد نعرۂ احسنت نظیری
پرسی اگر از مردۂ صد سالہ سخن را

نے عدم بود و نے وجود اینجا — صورت وہم مے نمود اینجا
عکس شخصے فتاد در مسکن — نیک جستیم کس نبود اینجا
حسن ما کرد جلوۂ بر ما — عشق ما دل ز ما ربود اینجا
آنکہ بے نطق و سمع میگویند — ہست در گفت و در شنود اینجا
وانکہ نادیدنیش مے دانند — ہست در معرض شہود اینجا
بوالبشر را قوا ملائکہ اند — جزو کل ہست در سجود اینجا
کرد انانیت از سجود ابا — ہست ابلیس ہست و بود اینجا
نزد تو جبرئیل وحی آورد — عقل برقع ز رُخ کشود اینجا
مردم چشم عالم انسان ست — شخص عالم بما نمود اینجا
دید حسن و جمال آنجا را — در بصر ہر کہ کحل سود اینجا
نسیہ ہا نزد ما ہمہ نقد ست — دیر ہا جملہ ہست زود اینجا

جام گیتی نما نظیری یافت
زنگ از آئینہ زدود اینجا

سراب

مانند سراب بند بر پا — بیہودہ شدیم دشت پیما
بے بحر نمودہ شکل ساحل — بے آب نمودہ موج دریا
سر دادہ بباد بود و نابود — بگرفتہ ز خاک عرض و پہنا
بر اوج رسیدہ گہ ز پستی — در پست فتادہ گہ ز بالا
چوں ظلمت نیستی در آمد — نے ماند رخ و نماند سیما
در نائے دمید دم مغنی — لب بست فرو نشست غوغا

عاشق کہ و عشق چیست دانی | درماندہ و درد بے مداوا
سرگشتۂ مطلب محالیم | اے کاش نبودے ایں تقاضا
آخر بچہ مایۂ قرب جوئیم | بال و پر مور و راہ عنقا
آتش نشود بباد خاموش | از سر نرود بفکر سودا

چوں حق نشود عیاں نظیری
گوئیم کہ لا الٰہ الا

چہ منت از مدد روزگار بر سر ما | کہ حسن فطرت اصلی نمود جوہر ما
بشعر و شاہدم از کودکی نظرباز یست | کہ عشق خیزد از آب و ہوائے کشور ما
ز ذوق ما نشود باخبر مذاق سقیم | درست ذائقہ داند مذاق شکر ما — عیار ن
کمان لعب بزہ کردہ در کمیں بودم | کہ طائرے ننشیند ببام و منظر ما
متاع راحت و شادی بغارت افتاد | چہ فتنہ بود کہ ناگہ در آمد از در ما
کدام عربدہ انگیز طرح جنگ انداخت | کہ سنگ تفرقہ آمد بجام و ساغر ما
کسے شگفتہ ز معجون آب و گل نشود | سرشتہ اند بغم طینت مخمر ما
غش وجود باکسیر عشق زائل کن | کہ زر نشود دست از کیمیائے احمر ما
ستارۂ دل عاشق نہاں کند خورشید | کہ آفتاب فروزاں تر است اختر ما
گداختیم ز درد خمار نایابی | بیک دو جرعہ کس آبے نزد باخگر ما

نوا برآور دریں پردہ کن نظیری رقص
کہ ہست دلبر ما از الست دلبر ما

تمکین خرد برد ز سر شور و شرم را | پیری برہاند از شب غفلت سحرم را
مانند ترنجم کہ خزانست بہارش | دم سردے دہی تازہ کند برگ و برم را
تا سدرہ بپرم اگرم پر بکشانید | ہر چند کہ فرسودہ قفس بال و پرم را — در ن
کوتاہی عیشم پے پیوند دگر انست | دہر از پے تادیب برد شاخ ترم را
در ہر قدمے صد خطرم بر سر راہ ست | وز بہر اقامت نہ مقامے سفرم را

رہ طے نکنم مرحلہ را کہ بہر گام — از ہول مصیبت بگدازد جگرم را
شاید کہ چو تسلیم و رضا بدرقہ گردد — رہ امن شود وادی خوف و خطرم را
سعی کنم و رخت بمنزل برسانم — تا کس نرسانیدہ برہزن خبرم را
از خانۂ چشمش نگذارم بدر آید — بر روئے تو گر راہ نباشد نظرم را
صد لابہ بامید یک ابرام تو کردم — یک بار بتلخی نخریدی شکرم را

چوں توبہ کنم از غزل و قول **نظیری**
دوران خرد از صد ہنر ایں یک ہنرم را

نعت صلعم

اے کردہ خراب خانہا را — برہم زدہ آستانہا را
صیاد دو شاں بدام زلفت — در باختہ صید خانہا را
کردہ بہ بتانِ دلربا شرط — بربزہ بگرد نشانہا را
وز بہر تو صد ہزار صیاد — آراستہ دام و دانہا را
شاہان بفصاحت تو دادہ — مفتاح در خزانہا را
در عقدۂ جعد نیم تابت — مشاطہ شکستہ شانہا را
تا کشتۂ غمزۂ تو گردم — پرداختہ ام بہانہا را
زآمد شد ہر مزار و معبد — فرسودہ ام آستانہا را
شیرازۂ نظم خویش بندم — منسوخ کنم فسانہا را
صوتے بنوائے نو برآرم — برباد دہم ترانہا را

گردید ندیم غم **نظیری**
خواری نرسد یگانہا را

نیست زیں دہر آب و دانۂ ما — ملکوت است آشیانۂ ما
کبک کہسار و بلبل گلزار — گوش دارند بہ ترانۂ ما
ہر طرف صوت تازہ بندند — از غزلہائے عاشقانۂ ما

حرف شیرین شود فراموشش　　خسرو ار بشنود فسانهٔ ما

دین فروشان خانه بر دوشیم　　دلق و دستار ماست خانهٔ ما

مسلم ملک و مال مے بازیم　　دل خورسند بس خزانهٔ ما

لمن الملک مے زنیم امروز　　غیر ما کیست در زمانهٔ ما

خور پس از استوا سجود کند　　بس بلند است آستانهٔ ما

عذر از ما که برق در ابریم　　رعد مے نالد از زبانهٔ ما

زخم قوس قضا بما نرسد　　هست تیر قدر نشانهٔ ما

خرج یک روزهٔ نظیری نیست
حاصل عمر جاودانهٔ ما

بربدن نرود ز تواند ریشهٔ ما　　سالها پنجه بهم داده رگ و ریشهٔ ما

اصل ما آب ز سر چشمهٔ تحقیق خورد　　گل تسلیم و رضا آورد اندیشهٔ ما

مے منصور که در جوش ز خامیها بود　　بعد دورے بقوام آمد در شیشهٔ ما

در خس و خانه نه بینیم بجز جلوهٔ دوست　　شجر وادی ایمن بود از بیشهٔ ما

عشق آورده خلیل الله را در عجب　　با همه کوه شود گر صنم از تیشهٔ ما

کوهکن از هنر عشق ندارد خبری　　کار ما هست که عشق است همین پیشهٔ ما　　نام

گل و برگ چمن عشق نظیری مائیم
نرود تا ابد از خاک رگ و ریشهٔ ما

نظر بر روی او دزدیده بکشا　　ز خود گم گردد بر روی دیده بکشا

گل پژمردهٔ ما باغبان چید　　صبا گو غنچهٔ ناچیده بکشا

مبادا عالمے را جان بر آید　　گره از زلف خود فهمیده بکشا

بگلشن بگذر و در طعنهٔ گل　　زبان بلبل شوریده بکشا

برافشان کاکل و شمشاد را گو　　شکنج طرهٔ ژولیده بکشا

گره بر چین ابرو از چه داری　　سر این نافهٔ پیچیده بکشا

ز رمزِ عشق آگاہی نظیری
معمّائے ازل نشنیدہ بکشا — ازدل

مستی ربودہ از کفِ ہستی زمامِ ما — مطرب نمی دہد خبرے از مقامِ ما
تا گشتہ ایم غافل ازو دور ماندہ ایم — ہر رام مے شویم کہ وحشی ست رامِ ما
دانی کہ نورِ مردمکِ چشمِ عالمیم — بینی اگر بدیدۂ معنی خرامِ ما
خود را برہنہ بر صفِ شمشیر می زنیم — کاندر فنائے ماست بقائے دوامِ ما
برکف کلیدِ جنت و بر لب سلامِ حور — رضواں ستاد در طلبِ بارِ عامِ ما
خرمن بباد رفت دریں دشتِ پُر فریب — مرغے نسود گوشۂ بالے بدامِ ما
پستان دایہ درکفِ مشتاق شاہد است — بے گریہ قطرۂ نچکاند بکامِ ما
تا اقتدا بحافظِ شیراز کردہ ایم — گردیدہ مقتدائے دو عالم کلامِ ما
باران گریہ طبعِ نظیری بہار ساخت
کو باد تا برد بگلستان پیامِ ما

در پردہ رہ ندادند وقتِ سخن صبا را — من نیک می شناسم پیغامِ آشنا را
عیشِ دیارِ غربت چوں برق در گذار است — نتواں بقید کردن ذوقِ گریزپا را
وجد و سماعِ صوفی خالی ازاں مقام است — چیزے بیار ماند آں آہوِ خطا را
از خوردہ کہ دارد گل در قبا نگنجد — جائیکہ ہست ذوقے مے گردد آشکارا
با فقر و تنگدستی تنوم ست عجب و مستی — در کشورِ غیوراں نخوت کشد گدا را
بر قدرِ قابلیت دادند ہر چہ دادند — حق راست بر تو حجت تہمت مکن قضا را — منہ
از مزرعۂ عقبیٰ یا سبزہ زارِ دنیا — تا دانم از کجائی حرفے بگو خدا را
انصاف و مہربانی عہد از جہاں برانداخت — شد راستی خوشامد شد دوستی مدارا
با شادِ عشقباز آں آخر کسے بگوید — بے آب و دانہ کشتی مرغانِ خوش نوا را
از کاہشِ خیاں بر قدرِ خود فزاید — با این خسیس مردم یاری مگیر یارا
خود فطرتی نظیری حل دقیق خود کن

حاصل ز کامِ مردم بانگ است آسیا را

ادب گرفته عنانِ خمارِ مستیِ ما برابر است بلندیِ ما و پستیِ ما

بخود ز دوست نیاییم تا ز می مستیم تمام دوست‌پرستی است می‌پرستیِ ما

هزار ساغر دیدار شد تهی و هنوز فزود حوصلهٔ ماست شوق و مستیِ ما

خمارِ شوق ندارد صبوحِ ما هرگز بیک طلوع بود نشئهٔ الستیِ ما

مثالِ صورتِ موهوم بی‌نشان بودیم بمنظرِ تو کشیدند نقشِ هستیِ ما

ز خفه گهرت کار بر نمی‌آید ز تنگیِ دهنِ تست تنگدستیِ ما

ز گوشهای نظیری طپانچه بدست بر بخت
عذارِ دف نخورد ضربتِ دو دستیِ ما

ز شهرِ دوست می‌آیم پیامِ عشق بر لب‌ها به تلقینی کنم آزاد طفلان را ز مکتب‌ها

بگو منصور از زندان انا الحق گو برون آید که دینِ عشق ظاهر گشت و باطل شد مذهب‌ها

چو من هر کس طبیبی دارد از زحمت چه غم دارد که آهی برکشم بر کوه و صحرا افکنم تب‌ها

سحرگه خسته در بحر از خلوت برون آیم چو پروانه که از صحبت برآید آخرِ شب‌ها

ز دستِ او جراحت‌های زهرآلوده تا نایم بزخمِ ناصحان سوزن زنند از نیشِ عقرب‌ها

دلِ شب داشت در دستی از کد و ز آهِ حرمانم بسوی آسمان دیدم فرو بارید کوکب‌ها

بمحضِ التفاتی زنده دارد آفرینش را اگر نازی کند از هم فرو ریزند قالب‌ها

زبیدادی که بر دل شد نکردم ضبطِ خود اول کنون کآتش بیکجا باره پشیمانم ز یارب‌ها

نظیری پر گشا تا دیدهٔ دل در گشایندت
که از تنگیِ عالم تنگ می‌گردند مشرب‌ها

گر بسخن در آورم عشقِ سخن‌سرای را بر برو دوش سر دهی گریهٔ های‌های را

گل بخزان شگفته شد وین دلِ بسته وا نشد در چمنِ خلسة نی بخت گره‌گشای را

نی ز رهی خبر دهم نی بدلی اثر کنم صوتِ نحیفِ کاروان زمزمهٔ درای را

هر املی که صعب‌تر رهروی عاشقان شود طعمهٔ استخوانِ سر دهد حملهٔ همای را

درس ادیب گر بود زمزمهٔ محبتی   جمعه بمکتب آورد طفل گریزپائے را
خاتم جم شکسته تن هیکل عشق ساخته   منظرِ دوست کرده دل جامِ جهاں نمائے را
پیش نظیری از فلک درد دلے برم که هست
بر درِ شه اثر بلے نالهٔ آں گدائے را   ن ترددے

بگذر از عشق که نه خلوه نه کام است اینجا   دل بحسرت نه و بس کار تمام ست اینجا
خط آزادگی سرو بمرغاں ندهند   باز گردید که سیمرغ بدام ست اینجا
فکرِ طوبیٰ و جناں در ورعِ عشق خطاست   هرچه در شرع مباح ست حرام ست اینجا
جرعه از شبه خاطر زگلو بر گردد   هاں بهش باش که جام لب بام ست اینجا
خود بخود بانگ زنم خود بخود آوا شنوم   خبرم نیست که گویم چه مقام ست اینجا
همه مے نوشی و مستی و نشاط و طرب ست   کس چه داند که شب و روز کدام ست اینجا
ز ابر ساغرِ مه رخسارهٔ ساقی بنمود   شکر لله که تجلّی بدوام ست اینجا
غائب از دیدهٔ بازم نشود یکساعت   آنکه رم خورده ازدهم همه رام ست اینجا
فیض آب خضر از نظم نظیری ریزد
که صفائے سحری تا دمِ شام ست اینجا

از چاه غبغبش بدر آورده ماه را   بر ماهِ عقرب سیهش بسته راه را
عابد که بیندش بدر آید ز خانقاه   سلطاں که یابدش بگذارد سپاه را
گر روز حشر پرده ز رویش بر افگنند   ایزد بروئے بنده نیارد گناه را
آں کج کلاه چو با صفِ عشاق بگذرد   شاهاں ز سر نهند هوائے کلاه را
از هیبت تجلی دیدار سوختیم   برق آورد بشارتِ باراں گیاه را
عاجز شده است دیده ز ادراکِ حسن او   در عرصهٔ جمال نگنجد نگاه را
بارے چو در بغل همه خرمن نمے رود   بیجاده در کنار کشد برگ کاه را
امید هست کز سر آں بام بگذرد   یا در میان کوئے کشودیم آه را
خاکش بفرق کن که بجاناں نمی رسد   عاشق گر التفات کند مال و جاه را

گر این عطش بخلد نظیری ز جان رود
جویم ز سلسبیل بآتش پناه را

برائے خشت خم خوہیم گو آں پیر ترسا را   کزیں بازیچہ طفلاں خرد مشتِ گلِ ما را
جہاں را نیست آں معنی کہ باید فکر آں کردن   الف با خوانِ ہر مکتب شگافد ایں معما را
نجود از بہر حسرت دادراہم ورنہ معلومست   نہ دریا چند در آغوش گنجد موج دریا را
ہمیں بس شاہد بے اختیاریہائے مشتاقاں   کہ عذرا ز جانب یوسف بود جرمے زلیخا را
خموشی نزل عشق آرم کہ بر درگاہ سلطاناں   کماں بر زہ نمی آرند بازوئے توانا را
ہمیں مقدار میخواہیم از رخ پردہ برداری   کہ بشناسیم قدر بینش نادان و دانا را

نظیری خاطرے از داغ دل آزردہ تر دارد
قدم ہشیار نہ اینجا کہ در خون می نہی پا را

تو اگر ز کعبہ راندی دگر از کنشت ما را   غم بندہ پرورِ تو ببرد ز بہشت ما را
حدیث راست گویاں ہمہ مذاق تلخیم   بسفینۂ عزیزاں نتواں نوشت ما را
گل و برگ خانۂ ما ہمہ بلبلانِ مستند   کہ بعاشقی برآمد ہمہ کار و کشت ما را
کہ نشست نیم ساعت بر ماز لال طبعاں   کہ نہ پردہ تا بہ نیامد ہمہ خوب و زشت ما را
ز عتاب تلخ ساقی دل ما غبار دارد   بحلاوت حریفاں نتواں سرشت ما را
ہمہ روز دست حسرت چو مگس ز دور لیسیم   کہ سر آستیں نہاں بشکر بہشت ما را
نہ صنم بجائے یابی نہ گلے بآب و رونق   ز خطا بہم برآمد ہمہ خاک و خشت ما را
بتواضع حجم وکے سرِ ما فرو نیاید   کہ حدیث عشق و سودا شدہ سرنوشت ما را

بصداع غم نظیری ز خمار بادہ رستیم
نکند دماغ خوشبو گلِ صد بہشت ما را

جز نام صنم نقش مکن لوح جبیں را   تا چپ نکنی راست نخوانند نگیں را
از شوق شہیدان حریم سر کویش   چوں دانہ در آغوش نگنجند زمیں را
پیداست رہائی من از ضعفِ امیدم   نی زود بسر میرسد آوازِ حزیں را

من دام به نخچیرگه انداخته بودم / شیر آمد و بگرفت ز من دام و کمین را
آب رخے از آبله گفتم برسانم / وادی بر هم ریخت تف آبله چین را
با تیغ بتسلیم و با خصم بشفقت / با مهر بدل ساختم از عشق تو کین را

بیرون نهم از خویش اگر پائے نظیری
یک پایه فروتر نهم عرش برین را

دل شکسته بود تحفهٔ خزینهٔ ما / نگین ملک توان ساخت ز آبگینهٔ ما
تو کار غیب چه دانی که چیست طعنه مزن / که جز بمصلحتے نشکنند سفینهٔ ما
مکن بکشتن ما مشورت که نابوده ست / بفال دوست مبارک نه بود کینهٔ ما
هزار کار درست از شکست ما گردد / طلسم ما بشکن و برخور از دفینهٔ ما
یگانه ایم به بیقدری از چه بر در دوست / بقدر ذرّه توان یافتن قرینهٔ ما
چراغ صومعها زنده میتوان کردن / بدوستی تو یعنی بسوز سینهٔ ما

ز بعد کعبه نظیری زیارت ما کن
که دلبر نمکین است در مدینهٔ ما

زبان پیام هوس داشت شستم انشا را / در دل سینه بریدم سر تمنّا را
چه گونه عرض تمنا کنم که حسن غیور / نداده راه درین پرده رمز و ایما را
دران نظاره که بر تیغ و کف شعور نبود / ز رشک سوخته بود آگهی زلیخا را
ذخیرهٔ ز جنون بهار نهادیم / کم ست شود تنک مایگان سودا را
نوازشے ز کرم مے کنند محبت نیست / توان شناختن از دوستی مدارا را
گر از ورع بگدا زاهدان قدح ندهند / چه مانعست حریفان باده پیما را
گذشت شوق ز اندازه گوشهٔ نظرے / که مے خموش کند مست بے محابا را
بکینهٔ دل بے رحم کافرت نازم / که کرده است بمن دوست گبر و ترسا را

بدیهه سنج نظیری اگر تو خواهی بود
شکر فروش کند طوطی شکرخا را

هر گه رقم کنم تو عذر گناه را | ریزم چو خامه از مژه خون سیاه را
شاید که شرم ذلّت ما را گران خرند | آنجا که خرمنیست بها برگ کاه را
مطرب رهِ سماع بآهنگ می زند | صوفی خانقاه غلط کرده راه را
آن عارفان که در رمضان باده میخورند | بینند در زلال قدح عکس ماه را
معراج ما نهایت افتادگی بود | در عشق قرب سدره بود قعر چاه را
آنجا که بی تفاوتی وسع رحمت ست | بدخواه انفعال دهد نیک خواه را
گر خون یک قبیله ازان رخ طلب کنند | سلطان زداد خواه نخواهد گواه را
گر عین عشقبازی و مستی شود حساب | فرد گناه برد بشفاعت گناه را
عشق آمد و بخرقهٔ پشمین فروختیم | تشریف شاه اکبر و عباس شاه را
کردیم خاک مسکنت و نیستی بسر | تعظیم صدر منزلت و بارگاه را

سرگشته اند خلق نظیری بیا که ما
روشن کنیم زمزمهٔ خانقاه را

نگاه گم شده بر راهِ کوے یار مرا | گسسته عقد گهر گریه در کنار مرا
خود از محبت جانان بخود حسد دارم | ز رشک غیر کنون بر گذشته کار مرا
ز بس یقین که شود صاف سینه صاف ترم | غبار دل نشوم گر کنی غبار مرا — شوخی
به بی بری مزنم طعنه کز هزار چمن | قضا گذاشته اینجا بیادگار مرا
ز روزگار چه منت که بر سر من نیست | بروزگارِ تو افگنده روزگار مرا
خدا ز افتِ پژمردگی نگهدارد | شگفته است دل و طبع زین بهار مرا
مزاج دوست خموشی خرد ولے چه کنم | گل محبتم این ناله هست خار مرا — داد

تعلق تو نظیری به پستیم دارد
توجهی که کند دست واگذار مرا

امشب خوش آشناست بروئیش نگاهِ ما | گویا حجاب سوخته از برقِ آهِ ما
از بسکه مے شدیم بحسرت جدا ازو | خوں می چکید روز وداع از نگاه ما

شغل محبت ست که مانع ز طاعت ست — روز جزا بس ست ہمیں عذر خواہِ ما
دوزخ اگر بچاشنی آتش دل است — اہل بہشت رشک برند از گناہِ ما
دل بے غمت مباد کزیں فیض گشتہ است — رحمت طفیلِ نفسِ صبحگاہِ ما
صد سیل وصل آمد و صد تشنہ تازہ شد — ہرگز نبود نشو و نما در گیاہِ ما
مانخل ماتمیم نظیری ز ما حذر
غمگیں شود کسے کہ بود در پناہ ما

ازیں ویرانہ بر می خواستم ویرانہٴ خود را — ازیں ویرانہ بیروں می برم دیوانہٴ خود را
حریفان نشہ مہر و محبت را نمے دانند — بدست دشمن خود می دہم پیمانہٴ خود را
نہ مورش خواہد از سختی نہ مرغش چیند از تلخی — نمی بینم ز جنس ہیچ خرمن دانہٴ خود را
ز بیم آنکہ طبل رحلتے ناگاہ بنوازند — ہمیشہ رخت بر درگاہ دارم خانہٴ خود را
عزیزاں دیدہ از خاکسترم سازند نورانی — تو شمع بزم خلوت مے کنی پروانہٴ خود را
بآیاتِ زبور و نغمہٴ داؤد نفروشم — بیانِ دردناک و نعرہٴ مستانہٴ خود را
نظیری قصہٴ فرہاد و خسرو داستانے شد
کنوں من ہم کتابے میکنم افسانہٴ خود را

آنکہ بر ما رقم کیں زدہ از کینہٴ ما — نقش آئینہ خود دیدہ در آئینہٴ ما
عید و نوروز بود مکتب ما را ہر روز — بمحبت گذرد شنبہ و آدینہٴ ما
محضرِ سلطنتِ عشق اگر برخوانند — خاتم و سکہ بر آرند ز گنجینہٴ ما
خوردہ دل زخمے ازاں غمزہ کہ نتوانی دوخت — تو کہ صد بار فزوں دوختہٴ سینہٴ ما
زاں نگاہے کہ بدنبالہٴ چشمت نرسید — خوں فرو میچکد از خرقہٴ پشمینہٴ ما
آزمودیم بزورے امسال نبود — قدحے داشت خم از بادہٴ پارینہٴ ما
طرفہ شورے سحر از سینہ نظیری برخاست
ساخت کارِ ہمہ را گریہٴ دوشینہٴ ما

غبار از دل بمژگان روبم و بینم نشانش را — بآب دیدہ شویم خاک و جویم آستانش را

ز مستیهائے شوق آن بلبل شوریده احوالم — که نشناسد اگر صد بار بیند آشیانش را
اثر میکرد گاہے ناله ام از بسکه نالیدم — کنون از ناله من خواب آید پاسبانش را
همه در عشق او از رشک با من دشمن جانند — که با من مهربان سازد دل نامهربانش را
مرا زین عشق شورانگیز در در رشک خواهد گشت — که هر کس بر سر هر کوئے خواند داستانش را
سوالِ بوسه کردم از آن رخ لب گزید از قهر — ضیافت کرد ابرامش بشیرینی لبانش را

نظیری قاتلے دارد که آمرزیده مے گردد
سگان از کوئے او گر بگذرانند استخوانش را

هر روز جویم آب رخِ روز رفته را — گویم بنوک خنجر ننگ ز مردم نهفته را
لب بستم از سخن که درین مجمع نفاق — بر یافتم ز گفته حدیث نه گفته را
هرگز شب امید بدوران من ندید — جام مے دو ساله و ماهِ دو هفته را
خفاش بخت من چو نه بیند چه فائده — گر سرمه ز آفتاب کشد چشم خفته را
در خون همیشه نشترِ مژگان شکسته ام — ناسفته کرده ام همه دُرهائے سفته را
فراش کوئے دوست شعلهٔ ناله سحر — در چشم بخت کن خس و خاشاک رُفته را

زهر ست آب دیده نظیری نه اشک تلخ
در دیده آب مے کنم الماس تفته را

دلا گذار که آئینه کرده سنگ ترا — کدام صیقل ابرو زدوده زنگ ترا
تو کعبه در دل ما کافران چرا جوئی — گر آذری که تراشیده است سنگ ترا
کسے شکاری عشق ترا چه مے داند — نشانه دیگر و زخمے دگر خدنگ ترا
ز خار خار محبت دل ترا چه خبر — که گل بجیب نگنجد قبائے تنگ ترا
بهر کسے نظر از شیوهٔ دگر داری — کسے درست نفهمیده ریو و رنگ ترا
بنغمه زد گرم زنده ساز اے مطرب — چه معجز ست که در پرده نیست چنگ ترا
تو حرف تلخ فروشی و من شکر نوشم — که چاشنی هزار آشتی ست جنگ ترا

تو از نسیم نظیری بشور مے آئی

چو گل نہاں نتواں کرد بو و رنگ ترا

کردم ز شکوہ منع دل زار خویش را — انداختم بروز جزا کار خویش را
وقت نظارۂ بت پرہیزگار خویش — شویم بگریہ دیدۂ خونبار خویش را
جرم من است پیش تو گر قدر من کم است — خود کردہ‌ام پسند خریدار خویش را
صد مشتری است جنس دلم را چو آفتاب — من گرم میکنم تو بازار خویش را
ترسم کہ ذمہ رفتہ بہ بیداد خو کنی — بر کین مدار طبع ستمگار خویش را
ایدل مجو نجات کہ صیاد پیشگان — در دام می کشند گرفتار خویش را

غیرت بود کہ دوش نظیری بیاد تو
آسان نمود مردن دشوار خویش را

فراق دوستاں بسیار پیش آمد دل ما را — غم مردن گرفت از ما ہوائے منزل ما را
گل افشاں بود با تو ہر سر خار و بن سنگے — تو چوں رفتی ازینجا آفتے زد حاصل ما را
عفاک اللہ بقید عشقم از ہستی برآوردی — بیک مشکل نمودی حل ہزاراں مشکل ما را
اگر مقبول اگر مردود حرف ما اثر دارد — تواں تعویذ بازو کرد سحر باطل ما را
سرشت ما خواص مہر و طبع دوستی دارد — برہمن بت ہمی سازد مگر مشت گل ما را
ہمہ افسانۂ گیسو و رخسار تو مے گویم — شب ما نور مے بخشد چراغ محفل ما را
بشارت در گذر داریم و شاہد در نظر دائم — بدیدار تو چشم افتادہ بخت مقبل ما را

دریں صحرا نظیری نیست لاغر تر ز ما صیدے
کہ بر فتراک مے بندد شکار بسمل ما را

زحرمانم غمی در خاطر یاراں شود پیدا — چو بیمارے کہ مرگش بر پرستاراں شود پیدا
چو بیدا گردم از راہے جہاں یاراں مند از من — کہ بد مستے میان جمع ہشیاراں شود پیدا
کسے نگریزد از ما گر ازیں تقوی بروں آیم — طرب زنہار ماند در کوئے میخواراں شود پیدا
نے از حلقۂ پرہیزگاراں بر نمی خیزد — کہ بر مردم مسلمانی و دینداراں شود پیدا
پشیمانی مکش از بیع من کہ یہ ما اہل قیمت را — تو چوں صاحب شوی ذوق خریداراں شود پیدا

زلیخا گو بیا را بزم و فرش دلبری مفگن — که آں یوسف ع بزندانِ گرفتاراں شود پیدا
چراغ زنده میخواہی، در شب زنده داراں زن — که بیداریِ بخت از بخت بیداراں شود پیدا

نظیری کاش بنمائی که در ساغر چه میداری
که پیش زاہداں قدرِ گنہگاراں شود پیدا

از پئے آشوب ما در زلف دارد شانه را — شورشِ زنجیر در شور آورد دیوانه را
حسن بنیادِ محبت بر پریشانی نهاد — تا نشورد خاک، دہقاں نریزد دانه را
حور و جنت جلوهٔ بر زاہد در راه دوست — اندک اندک عشق در کار آورد بیگانه را
عشق کامل نیست تا در بند مال و مسکنی — آں زماں آتش علم گردد که سوزد خانه را
هر چه زد خود را بر آتش محو آتش گشت و رفت — در حقیقت شعله بال و پر بود پروانه را — شود (ن)
جائے یک ناخن درستی در سراپائم نماند — هر زماں دیوانه ویراں تر کند ویرانه را
گر رود عشق از مزاجِ پیر لذت کے رود — بوئے مے باقی بود گر بشکنی پیمانه را
عقدهٔ دل در شکنج طره نکشاید بعقل — یک گره زاں زلف در هم بشکند صد شانه را — ادہم (ن)

سرگذشت عہد گل را از نظیری بشنوید
عندلیب آشفته تر می گوید ایں افسانه را

زعاشق میشود معشوق را نام و نشاں پیدا — ثمر نیکو نیاید تا نگردد باغباں پیدا
خودیہا محو گردد گر تو از رخ پرده برداری — گماں پوشیده گردد هر کجا گردد عیاں پیدا
من آں روز یکه بر رخ فتنه میشد زلف میگفتم — که روزے خویش نخواہد گشت هرگز در جہاں پیدا
در آں صحرائے بے پرسش که رہبر راہزن باشد — دل مجروح گردد کارواں در کارواں پیدا
تبے گر عارض جسمم شود آں را دوا سازم — چه سازم سوز عشقے را که شد در استخواں پیدا
تمنایش چو گردد گرد خاطر مضطرب گردم — چو محتاجے که گردد در سرایش میہماں پیدا
بغل از نامهٔ احباب پُر گردد نمے خواند — که مے ترسد شود مکتوب من هم در میاں پیدا
نمیدانم ز من در جاں سیارہا چه نقصاں شد — که اکثر میشود در بدگمانی امتحاں پیدا

نظیری سوئے او کم رو که امروز ست یا فردا

که از خاکسترت هم نیست در کویش نشان پیدا

زبس بود دلِ خود کام ناسپاس مرا — زرد سے ہم رسد اندوه بیقیاس مرا
بلا مقام مرا بیش ازین نمیدانست — غم تو کرد درین شهر روشناس مرا
چه روز بود که تشریف عشق پوشیدم — که خوشدلی نشناسد درین لباس مرا
ز رشک دوش چنین در هم که نتوان بُرد — ببزمِ وصل تو امشب بالتماس مرا
رسے که داشت ملک سیلش از توجه غیر — چنان نمود بچشمم که شد هراس مرا
ازان زآه نظیری فراغتے داری
کزین فسرده دلان کردهٔ قیاس مرا

شرم مے آید ز قاصد طفلِ محبوب مرا — بر سرِ راهش ببیند از ید مکتوب مرا
دست پروردِ توام اے عشق پاسِ من بدار — هر که بیند از تو مے داند بد و خوب مرا
فرصتت بادا که می باید ستمگارے چنیں — ایں قرار و طاقت و ایں صبرِ ایوب مرا
ناز پرورد وصالم گوش بر حرفم مکن — آرزو بسیار باشد طبع محجوب مرا
بے سوالے خون خود در حشر می بخشم باد — زانکه دانم از طلب عارست مطلوب مرا
شوخ طبعی ز اختلاط غیر منعت چوں کنم — بیش ازیں نتوان شنیدن حرفِ دلکوب مرا
امشب از یوسف رخے چشم نظیری روشنست
باز نورے هست در کاشانهٔ یعقوبؑ مرا

دیدمش در دل نهفتم آهِ پُر تاثیر را — در کمان از بسکه دزدیدم شکستم تیر را
پائے رفتن نیست زیں بزمم که در بیروں در — بخت دارد در کمین هجر گریباں گیر را
خوشدل از غیرم که در بزم وصال او نیافت — ذوق دردِ اضطراب و لذتِ تغییر را
از کمند عشق جستن میشود ترکِ ادب — ورنه طغیانِ جنوں از هم کند زنجیر را
بے سبب دادی گر آزارم خجل از من مباش — کرده ام خاطر نشانِ خویش صد تقصیر را
گشته دل پامالِ حسرت عشوه در کارش مکن — قلب زر اندود ما ضائع کند اکسیر را
از نگاہے شد نظیری صید و من در انفعال

زانکه این وحشی نمے ارزد بہائے تیر را

کجا بودی که امشب سوختی آزرده جانے را | بقدر روز محشر طول دادی ہر زمانے را
بسوا لے کن زمین امروز تا غوغا لبشہر افتد | که اعجاز فلانے کرد گویا بے زبانے را
تجنیس بہر نرخے که می گیرند اخلاص و وفا خوب ست | پس از عمرے گذار افتاد بر یا کاروانے را
کتاب ہفت ملت گر بخواند آدمی عامیست | نخواند تا ز جزو آشنائی داستانے را
بافسوں موم آہن کردن آساں تر ازاں باشد | که از کیں بر سر مہر آورم نا مہربانے را
بعشاق اشک گرم و رنگ زرد از بہر آں دادند | که از استغنا فرود آرند مستغنی جوانے را
اگر از خار خارِ بے وفائی ہائے گل نبود | سحر گه غنچه لیبے بر نه خیزد گلستانے را
دلا سیلاب خوں را از شگافِ سینه بیروں کن | که امشب سوده ام بر دیده خاک آستانے را

نمیدانم نظیری کیست چوں می آمدم زاں کو
بحالِ مرگ دیدم بر سرِ ره ناتوانے را

طعم ہلاہل میدہد زہر فراقت آب را | تا تلخ کردی عیش من شیریں ندیدم خواب را
درہائے رحمت بر رخم تا شام مردن وا کنند | گر چشمم از رویت کند یک صبح فتح الباب را
از دولت گم گشته ام شاید نشانے داد ہند | بالائے بدریائے امید افگنده ام قلاب را
زاہل دردل باہش تر ند آناں که بیروں در ند | اکثر بخاصان میدہد سلطاں شراب ناب را
طوفاں بہر جانب برو بکشا معلم بادباں | لنگر نیندازد کسے دریائے بے پایاب را
وعظ طبیب صبر من بر جاں گوارا گشته اند | من سخت تر سازم مرض از تلخ تر جلاب را
با غایتِ بیطاقتی از عشق نتوانم گریخت | گوئی که آتش بسته ره از ہر طرف سیماب را
در انتظار رحمت لب تشنگاں افتاده اند | ساقی بکوثر زن قدح دریاب زود اصحاب را

کار نظیری در رضا غم خوردن و خوش بودنست
دارم مے مردآزما خوش باد شیخ و شاب را

ردیف الباء

خانه در کوئے مغاں کردم خراب | عاقبت ہم طبع گشتم با شراب

ن اندرون [illegible]

دهر پیرم کرده امّا ذوق عشق گرم تر دارد مزاجم از شباب
از جوانی هست ذوقی در سرم از نمک ماندست شوری در کباب
هر چه خوانم از ورق از اشک و آه عشقم افتادست بر درس کتاب ن افگنده
زنده دارد مرد را آثار مرد نام گل باقیست چون گردد گلاب
گوش بر تشریف فرمانم که هست جان مشتاقم سوالش را جواب
بر امید او بعجز بسته ام باد را بر خاک و آتش را بآب
چارهٔ ناسور تسلیم ست و بس خلق مرهم می نهند از اضطراب
ن از چه به که پوشم چشم ازین دل خفتگان روی بیداران نگر بینیم بخواب

چشمهٔ حیوان نظیری هیچ نیست
عالمی تاریک و قحط آفتاب

میم در جام و ماهم تا سحر پروردست امشب دو دستم تا بوقت صبح طوق گردنست امشب
دو چشمم محلهٔ آیین بسته اند از گریهٔ شادی در و بام از چراغان سر بسر روشنست امشب
ن خیالم شماری تا سحر دستم بزلف در همی دارد مگر با نم گریبانست و دامن دامنست امشب
همه شب بر لب و رخسار و گیسو میزنم بوسه گل و نسرین و سنبل را صبا در خرمنست امشب
مغنی میگساری میکند ساقی نوا سازی ازین شادی که در بزم حسودان شیونست امشب
بدل طرح وصال جاودانی نقش می بندم گرم خود دوست می آید بخلوت دشمنست امشب

باقبال محبت شاهدی در نظر دارم
نه من با بخت خویشم نی نظیری با منست امشب

سحر منادی بلبل بگلستان دریاب صلای صحبت گل میزند زمان دریاب
هر آن دقیقه که دریافتی ز عمر از تست که میشود نفس رفته را ضمان دریاب
ترا فریضه بود رفتنی بخانهٔ دوست درون اگر نگذارند آستان دریاب
هزار واقعه با روزگارم افتاده است بیک کرشمهٔ نظّم اگر توان دریاب
نظارهٔ گل دهر از وداع باد دهد مبین بهار دی و معنی خزان دریاب

هنوز بوئے دلم بر مشام مے آید — دمے کہ آتشم افتد بجانمان دریاب
کشتگان تہ پیالہ چو بر خاکِ تشنگاں ریزی — مرا کہ سوختہ ام مغز استخواں دریاب
مباد زخم تو جز من بدیگرے آید — گہے کہ تیر جفا مے کشی نشاں دریاب

مکش ملال نظیری کہ جسم و جاں کاہست
زلال جام کش و عمر جاوداں دریاب

سبزۂ عیش ز بوم و بر ہجراں مطلب — نیشکر حاصل مصر ست ز کنعاں مطلب
رسنِ زلف پئے حیلہ در آویختہ اند — جز دل تشنہ ازاں چاہِ زنخداں مطلب
در دیاریکہ سجودِ خم ابرو رسمیست — غیر محراب کز دقبلۂ ویراں مطلب
فرض و سنت بتماشائے تو از یادم رفت — پردہ بر روئے فگن یاز من ایماں مطلب
بعد ازاں کز چہ نسیاں بدرم آوردی — پیش گر گم نگن و قیمتم ارزاں مطلب
مہرکیں نیست کہ ہر جا طلبی یافت شود — آنچہ ہرگز نپذیرند بدوراں مطلب
لخت دل قوت کن و شکر احباب مخواہ — دودِ دل سرمہ کن و کحل صفاہان مطلب
آب حیواں ز کفِ دردکشاں میچ شد — و خضر دشت مپیما و بیاباں مطلب
عشاق همہ از کاہش احباب بخویش افزایند — قیمت یاری ازیں خویش فروشاں مطلب مهر

جلوہ از حوصلہ بیش ست نظیری ہشدار
کشتئ نوح نشد ساختہ طوفاں مطلب

آنکہ شب داد توبہ ام ز شراب — امشبم باز دید مست و خراب
لب ساغر چناں زنم بوسہ — کہ در آرم حریف را از خواب
مزہ کز راح آتشیں گیرم — خاک را در دہاں بگردد آب
عضو عضوم پرست از مستی — کاہلی ہا ہمہ شوند شتاب
ظرف لبریز کردم از بادہ — ہمچو ماہ دو ہفتہ از مہتاب
راہ مستی گرفتہ جانب دوست — میبردم تا برآرمش ز حجاب
چو نزے شوم ز خود ہر دم — رفتم از دست مطرباً دریاب

قوتم نیست لیپت کن پرده　　طاقتم نیست گوش چنگ متاب

بر نظیری اگر به بخشایند
بجزع داغ نمی شود این باب

چون غنچه دل مبند و چو بو بر هوا متاب　　بر گل سوار باش و عنان از صبا متاب

آمیزش از صلاح دو یک دل بهم رسد　　جائیکه تار میل نباشد دو تا متاب

شوقی اگر نجات ز خود بینیت دهد　　بگریزد رخ ز آئینه هم بر قفا متاب

بر سفره هیچ نیست سوال از برون چرا　　قفل کشوده بر در گنج عطا متاب

شغل توام ز گوشهٔ خاطر نمی رود　　گوشم چو طفل از پی هر مدعا متاب

بر صفحهٔ نقشها همه زیبا کشیده اند　　بر قبح بد ست کوته چون و چرا متاب

هرگز خضر به تشنه زلال بقا نداد　　مس بر امیدواری این کیمیا متاب

آه زدیم و پیرهن پاره سوختیم　　گو همنشین فتیلهٔ بیداغ ها متاب

چشم از امیدواری دیدار روشنست　　گو روشنی مهر مهم بر سرا متاب

معشوق ساقی است مزن بر پیاله دست　　یوسف نموده رخ لبصر از توتیا متاب

افسون لب بکار نظیری کفایت ست
نعلش در آتش از پی مهر و وفا متاب

ثنائی

میباش واز مزاج حریفان نشان طلب　　با طبع هر که راست نیاید کران طلب

چون رهبری بصحبت نیکان گران مباش　　جایت اگر بصدر دهند آستان طلب

همدان کنج باش و قناعت بخاک کن　　همسایه همای شو و استخوان طلب

شوخ انیست عالم از و انتخاب کن　　مغلوبه انیست دهر درو مهربان طلب

در طبع دوستان ز حسد راستی نماند　　انصاف اگر طلب کنی از دشمنان طلب

از حلقهای زلف طلسمی بچنگ آر　　وز شغل آن ز وسوسهٔ دل امان طلب

دست کسی بدامن محمل نمی رسد　　کورانه بر صدای جرس کاروان طلب

هرگاه یوسفی ز تو در راه مانده است　　شیون کن و ز گم شدهٔ خود نشان طلب

تنگ است در طریق کریماں معاملت
جاں از نظیری از طلبی رائیگاں طلب

عشق دہد با دل شوریدہ تاب　　پرورشِ ذرہ کند آفتاب
کم نشود سوز دل از سیلِ اشک　　آتش سودا نہ نشیند بآب
آہ کہ عاشق کشد از تشنگی ست　　دود کند دل چو نباشد کباب
با سخن تلخ تبسم خوش ست　　نشہ دہد شہد چو گردد شراب
دیر رود جاں کہ توئی در دلم　　شعلہ کند بر سر شمع اضطراب
در شب ہجراں نبود روشنی　　گرچہ بود تا بسحر ماہتاب

دیدہ نظیری نشناسد رخش
بسکہ گذارد نگہم از حجاب

ردیف التاء

ابرے بنظر آمد و تفے ز میاں جست　ق　صد فتنہ بہر مرحلہ از خواب گراں جست
انگیخت ازاں ظلمت و پرتو دل جائے　　ز پردہ بردل آمد و در خانہ جاں جست　تن
آسودہ ز آفات بہم ساختہ بودیم　　ناگاہ خطائے شد و تیرے ز کماں جست
نشنید کس از کس سخن مہر و محبت　ق　شوقے بتفہیم آمد و حرفے ز زباں جست
در مدعیاں غلغلہ افتاد ازیں رشک　　منصف بمیاں آمد و منکر بکراں جست
دلبست با و سر بسر اجزائے جہاں را　　زیں سلسلہ حاصل کہ بجائے نتواں جست

زیں بیش حکایت نتواں کرد نظیری
افروخت ورق در کف و آتش ز زباں جست

گر تجلی مانعست درگاہ ہجراں حائل ست　　حیرت اندر حیرت ست و مشکل اندر مشکل ست
بے نہایت از بر ما بود تا مقصد مقام　　منزل کونین طے کردیم و اول منزل است
زخم ما بیطالعاں پیدا و پنہاں ست و تیغ　　بخت مقبولے کہ چشمش بر جمال قاتل است
از نم فیضے کہ با ایں مشت خاک آمیختند　　حاملان عرش را بار امانت در گل است

عقدۂ ما را رسول و نامہ نتواند کشود — بُعد ظاہر بیں بچشم دُوری ما در دل است
بام و در پُر جلوۂ حسن است اہل حال را — ہر کہ صورت دوست میدارد ز معنی غافل است
سینہ را بخراش و در وے دانۂ اشکے فشاں — اینکہ شوری خاک و ریزی تخم را بیحاصل است
میرمن — از حدیث سود و سودائے ز دم دیوانہ وار — حرف لیلیٰ گوی تا دانی کہ مجنوں عاقل است

از کرم شاید درے بر روئے مسکین وا کنند
بیشتر شبہا دریں درگہ نظیری سائل است

غیر من در پس ایں پردہ سخن سازے ہست — راز در دل نتواں داشت کہ غمازے ہست
زخم کاریست صراحی و قدح بر چینید — نیم بسمل شدۂ بر سر پروازے ہست
بلبلاں گل ز گلستاں بشبستاں آرید — کہ دریں کنج قفس زمزمہ پردازے ہست
گو کہ ایں صف شکناں قصد ضعیفاں نکنند — کہ دریں قافلہ گلہے قدر اندازے ہست
تو مپندار کہ ایں قصہ بخود میگویم — گوش نزدیک لبم آر کہ آوازے ہست
عشقبازیم بمعشوق مزاجی انداخت — کز نیازیم کہ با اوست بخود نازے ہست

دی نظیری ز رسید است کہ امروز رود
صحبتے را بود انجام کہ آغازے ہست

رہ حریف گر فہم کہ شیشہ یار من است — خرد بیادہ شد از من کہ می سوار من است
جراحتم ہمہ راحت شد از سعادت عشق — گلے کہ در رہ من بشگفد ز خار من است
اگر درستی در کار جام و مینا ہست — شکستہ بستہ از عہد استوار من است
صبا بطرف چمن خواند ابر بر لب گشت — بہر دو گام حریفے در انتظار من است
شراب جور میسر نگشت و توبہ گریست — شفیع جرم خوشیہائے روزگار من است
شبے کہ با تو قدح نوشم و لبے بگزم — کنند فرشتہ سجودم کہ کار کار من است
گلم با آتش دل آب مے خورد ہمہ عمر — شگفتہ روی بجا وید با بہار من است
بسوز و ساز ندیمم بآہ و نالہ حریص — غمست دارو دے در دے کہ سازگار من است

باضطراب دلا جاں سپار و حال مپرس

که اختیار نظیری هم اختیار من است

ذوقے بکمال است و صلاے بدوام ست   امروز بما منزلت عشق تمام است

بر صوفی بے وجد و بال است عبادت   بر شیشه که خالیست نمی سجده حرام است

دادیم بمعشوقه و مے دنیا و دیں را   بدنام شدن در دو جهاں غایت نام است

احیاے شب ماه و صبوحی حریفاں   مهتاب همه روزن و صبح همه بام است

جمعے که گرفتاری ایام شناسند   چوں شپره از نور گریزند که دام است

میگریم و از گریه چو طفلم خبرے نیست   در دل هوسے هست ندانم که کدام است

ساقی غم دوراں مخور و رطل گراں ده   شادست جهاں تا مے حسن تو بجام است

گوئید بزاهد که چه عصمت تو شده   بوئے مے دوشینه هنوزم بمشام است

رنجور الم دیده پیری است نظیری
جام سحری چوں نخورد ماه صیام است

هوا بدیهه رسانست و باغ موزوں است   بهر ترنم مرغے هزار مضموں است

زبان بلبل شوخ از سخن نمی افتد   اگرچه خورده ز رنگ گل هرچه در مکنوں است

بهوش زی که تو گر از بروں نمی بینی   دروں پرده به بتخانه هرچه بیروں است

اگر بلذت لطف نهاں رسی دانی   که اندکے تو ز نقصت چگونه افزوں است

بشور وادی و فریاد سیل خوش داریم   کز اهل سلسله است هر که مجنوں است

ز روئے دوست هویدا بود سعادت دوست   نوشته اند بعنواں که خاتمت چوں است

اگر کنار بیابان عشق دریابی   ز خون کشته ببینی هزار جیحوں است

نشان ذوق حقیقت بنازکاں ندهند   چه شد که فاخته تنگدی و سرو موزوں است

بهیچ کاسه چشم گدائی پر نشود   مگر ز کاسه آں دیدگاں که وارون است

چو نام توبه گرفتم قدح بیاد آمد
بنوش باده نظیری که فال میموں است

بے عشق عقل راهبرے در دماغ نیست   بد سوز و آں فتیله که از شعله داغ نیست

هرگز فرشته از سر بالش نمی رود — آنرا که مرغ نامه بجز در سراغ نیست — برد
طعنم به بیخودی چه زنی محتسب برو — ما را فراغتست ترا اگر فراغ نیست
ما حال خویش بر پر عنقا نوشته ایم — در بال هدهد و سر منقار زاغ نیست
چوں چند بر خرابی خود فال میزنیم — کیں نغمه از ترانهٔ مرغان باغ نیست
از خنده هائے تلخ صراحی بکار ما — جز خون دل بگردش چشم ایاغ نیست

تلخ است بے تو عمر نظیری چه زندگیست
بیمار را که بر سر بالیں چراغ نیست

صافی شوم از کون و در دُرد صفا نیست — بر عرش زنم جوش که در خمکده جا نیست
روئیم همه چوں سایه که در خدمت خورشید — صد گونه سجود است که در طاعت ما نیست
لطفِ نظر سوختگاں تابش برق است — اینجا پر پروانه طلب بال هما نیست
چندانکه دراں جبهه خدنگست نصیب است — در همت ما جستن و در شست خطا نیست
بخرام بگلشن که پئے سیر صبوحی — پیغام گلے نیست که با بادِ صبا نیست
توفیق نکوکاری ما و تو عطائیست — اخلاص بدینار و مروت بهبا نیست
صد گونه دوا در سرِ هر شاخ گیاهست — اما چه ترا درد نداد ند دوا نیست
گر کفر و ضلالت بود ار دین و هدایت — خوش باش که کار ازلی خبط و خطا نیست

با حکم قضا ساز که در دیرِ نظیری
مقبول مغاں نیست نمازے که قضا نیست

اختر شناس در روش بخت من گم است — مشکل فتاده کار نه در دست انجم است
دوران صلائے تفرقه داد و شراب نیست — یک پاره در صراحی و یک پاره در خم است
ساقی چو فیض اوست همه صرف او کنم — ایں جرعه که در تهٔ جام تکلم است
شیریں نکرده خندهٔ شادی مذاق کس — گل نیز تلخ گشته ز زهر تبسم است
باشد بنا امیدی خویشم تجلیے — کو آشنائے گوشهٔ چشم ترحم است
آسودمی اگر بجز دم کس گذاشتے — از جور او کشنده ترم رحم مردم است

ناخن ہمیشہ در جگر خارہ میزنم
پر لیست سعی زخمش مرا سنگ و سم است

کے سر ز کار بستہ بر آرم کہ چرخ را
دوراں نماند و رخنۂ امید من گم است

گفتار بے نتیجہ نظیری نمے خرند
عودیکہ سوزد و ندہد بوئے ہیزم است

لخت دل بر جیب و جیبم بر کنار افتادہ است
دست و دل گم گشتہ تا بازم چہ کار افتادہ است

ساز و برگ شادمانی را کہ مے داند کجاست
درہم اندوہ و نشاط روزگار افتادہ است

خستہ دل تر ملیتوم تا تلخ تر نوشم دوا
پند مردم در مذاقم خوشگوار افتادہ است

از کدورت بر نیایم گر صفا دستم دہد
تیرہ روزم بخت با من سازگار افتادہ است

غصہ مرد و غم بماتم سوخت اکنوں ہجر را
صد چراغ مردہ بر گرد مزار افتادہ است

ظرف ایں ہنگامہ پیدا کن خرابانست ایں
گرد ہر ویرانہ صد منصور و دار افتادہ است

کے نظیری خوار ماند عشق را نسبت قویست
یک دو روزے غایتش از اعتبار افتادہ است

عشق تو قید علائق زرہ ما بر داشت
ہر کہ مجنون تو شد سلسلہ از پا بر داشت

جنس از زندہ دارباب بصارت مشتاق
نتواں دست ز بیعانۂ سودا بر داشت

چوں تواں گشت کنوں ساکن خلوت کہ باغ
مجلس آراست گل و مرغ تقاضا بر داشت

دست در گردن معشوق حمائل کردم
نتواں کف پئے ہر عرض تمنا بر داشت

عارفاں گوشۂ چشمے بدو عالم ندہند
ہر کجا باد نقاب از رخ زیبا بر داشت

محضر بندگی از مرتبۂ من بیش است
ایں نشاں را دل مفلس ز کجا تا بر داشت

پردہ می بایدم آویخت کہ ہر کس نگریست
شرح سودائے ترا نسخہ ز سیما بر داشت

بسکہ نازک دلم از عشق حدیثے تا رفت
اشکم از پردہ بروں آمد و غوغا بر داشت

طفل در گریہ نظیری چو تو کافر خو نیست
پدرت نازک ا ایں در زر سا بر داشت

بوئے از اں دو سلسلۂ خم بخم گذشت
شیخ از حرم بر آمد و گبر از صنم گذشت

خیز از سفالِ خضر زلالِ بقا بنوش — کیں آبِ زندگی ز سرِ جامِ جم گذشت
نبود علایق دو جہاں گردِ دامنش — چوں من مجردے کہ ز دیر و حرم گذشت
ناموس و ننگ در نظرِ من برابر است — ہر کس ز خود گذشت ز شادی و غم گذشت
جز رفت و آمدِ نفسے نیست درمیاں — جاوید زیست ہر کہ ازیں یکدو دم گذشت
برقِ دل رمیدۂ ما را طلب مکن — کیں برتو از سواد وجود و عدم گذشت

چوں عندلیب مست نظیری ترانہ گوست
از خار و گل بریدہ شد از مدح و ذم گذشت

فرحتے نیست کہ در پہلوی آں صد غم نیست — روز مولودِ جہاں کم ز شبِ ماتم نیست
ہمہ جا تیر کماں خانۂ ابرو رفت است — نیش ہر جا طلبی ہست و لے مرہم نیست
برخ ازاں است کہ ایں فتنہ برانگیختہ اند — ذلت ما ز نزاعِ ملک و آدم نیست
عارفاں گوش کہ بر پردۂ ساز ازل اند — در پس پردہ شناسند کہ نامحرم نیست
بدمِ عیسوی و معجزِ روح اللہی — خلق دانند کہ از اہل خطا مریم نیست
رسمِ ناموسِ جہاں زود ز سر بر داریم — کیں علاقہ بہ برافسرِ ما محکم نیست
ترکِ دیگر نفزائیم کہ پشمینۂ فقر — جز باندازۂ فرقِ پسر ادہم نیست
علمے چند ز عیبِ دگراں بر دوزیم — کانقدر جامۂ رسوائی ما معلم نیست

نتواں حکم خطا کرد نظیری القضا
حکم بر صورت امر است کہ آں مبہم نیست

امروز آنچہ تاج سر ماست دست ماست — سرمایۂ درستی نادر شکست ماست
نادان بر آبگینۂ ما سنگ مے زند — گر ہوشمندئی بکسے ہست مست ماست
سر می کنیم در سرِ پیمانِ خویشتن — ایمانِ ما ہماں بہ بندِ الست ماست
اندیشہ از فرازِ ثریا گذشتہ است — کوتاہی کہ ہست ز تقدیرِ پست ماست تقریر
بر چہرۂ حقیقت اگر ماندہ پردۂ — جرمِ نگاہ دیدۂ صورت پرست ماست
شاہانہ فرش مسند کرسی نہادہ اند — ایں طارمِ خراب چہ جائے نشست ماست

ننگست اگر بخاتم جمشید ننگریم
پیچاک زلف یار نظیری نشست ماست

چنان ز خانه برون رفتنم بدل تنگست | که آستانه بیابان دو گام فرسنگ است
بجان در تن مفلوج گشته می مانم | که در بر آمدنم رنج و بودنم ننگ است
رگ روان بگدازد چون گریه گرم شود | شراره در دل فولاد و قطره در سنگ است
بدامن دل پاک تو داغ من نرسد | زبس گریسته‌ام خون دیده بیرنگ است
دلم ز صورت کارم غریق اندوه است | که عکس طلعت زنگی بر آئینه زنگ است
بگردش مه و خورشید طعنه‌ها داریم | به بخت خویش زبان کار بر سر جنگ است
غریب نقش خیالی بر آب زد دیده | بجز خدای که داند که اینچه نیرنگ است
نوا بگوش اگر مختلف رسد چه عجب | که یک ترانهٔ ما در هزار آهنگ است

سخن بذوق بود در مذاق بنشیند
بصفحه کلک نظیری چو زخمه بر چنگ است

حریف صافی و دردی نه خطا اینجا است | تمیز ناخوش و خوش میکنی بلا اینجا است
بغیر دل همه نقش و نگار بی معنی است | همین ورق که سیه گشته مدعا اینجا است
ز فرق تا قدمش هر کجا که می نگرم | کرشمه دامن دل میکشد که جا اینجا است
خطا بردم دیوانه کس نمی گیرد | جنون نداری و آشفته خطا اینجا است
بدل ز دل گذرے هست تا محبت هست | ره چمن نتوان بست تا صبا اینجا است
بدی و نیکی ما شکر بر تو پنهان نیست | هزار دشمن دیرینه آشنا اینجا است
هر اشک دیدهٔ دل بی تو بسته نگشاید | اگرچه یک گره و صد گره کشا اینجا است
بهر کجا روم اخلاص را خریدار نیست | متاع کاسد و بازار ناروا اینجا است

ز کوی عجز نظیری سر نیاز مکش
ز هر رهی که در آیند انتها اینجا است

شب از فسانه‌ام ز جنون خانه پر شده است | ز گریه‌ام دیار ز ویرانه پر شده است

زاں طرّه کے شکایتِ آشفتگی رسد
مارا که زلفِ او چو کفِ شانه پُر شده است

افگنده پرده از رخِ ساقی نسیمِ صبح
دیر و حرم ز نعرهٔ مستانه پُر شده است

بازم بکلبه کیست نه شمع و نه آفتاب
بام و درم ز ذرّه و پروانه پُر شده است

تر بسم بلاله و سمن او زیاں رسد
طرفِ چمن ز سبزهٔ بیگانه پُر شده است

تنگ است جائے بر نفس امشب بخلوتم
یک آشنا نیامده و خانه پر شده است

هرگز عطائے ساقی مارا کرانه نیست
از تنگ ظرفی است که پیمانه پر شده است

آں شاخ گل بچوں تو نظیری نمی رسد
دار الشفائے شهر ز دیوانه پُر شده است

بشنود و شمع درد رازی از شبِ یلدا گذشت
آفتابِ امروز چوں برق از سرِ ما گذشت

تیرش خطائے نیست کز خوں شکاری سرخ نیست
آفتے بود ایں شکار افگن کزیں صحرا گذشت

شوکتِ حسنش کسے را فرصتِ آہے نداد
گرچه پر شور او خواہے بود او تنها گذشت

جلوه اش ننمود از بس محو رفتارش شدم
ناله ام نشنید از بس گرم استغنا گذشت

خواستے آشفتگی دستار بُردن از سرش
بسکه سرمست و بخود مغرور و بے پروا گذشت

بار پریشاناں چه گویم صولتِ هجرش چه کرد
بادپایے آمد و بر دفترِ دلها گذشت

باز امشب با سگِ کویش نظیری هم سر است
شوکتے دیدم که پنداری جمِ دارا گذشت

در شهرِ ما بدولتِ عشق احتیاج نیست
در هیچ گوشه نیست که صد تخت و تاج نیست

چشمِ ترے بجیبِ جبیں میتواں فروخت
کار وفا هنوز چناں بے رواج نیست

خاطر بخندهٔ گل و مُل وا نمے شود
غیر از گریستن غمِ دل را علاج نیست

شهرے بشیشهٔ دل ما سنگ می زند
در هیچ پائے نشترے از زجاج نیست

کس زیرِ چرخ توسنِ آزادگی نتاخت
تاراج می کنند براهے که باج نیست

ما خط رسانده ایم بهمه مسلّمی
آفت رسیده را غمِ باج و خراج نیست

از نوشتن روزگار نظیری گداختیم

این بادہ را موافقتے بامزاج نیست

شور چمن زنغمۂ آزادی من است
روئی شگفتۂ سحر از شادئی من است

میخانہ ام ببوئے بہارم کشادہ اند
ہرجا خرابی است زآبادئی من است

بیہوشیم بجلوہ گہ گلستان برد
من بلبلم کہ نکہتِ گل ہادئی من است

بے ذوق عشق کار بساماں نمی رسد
شاگرد عشق بودن از استادئی من است

عشقم نوید زندگی جاوداں دہد
آں چشمہ کہ گمشدہ در وادئی من است

گردوں بعشق زائچہ طالعم نوشت
نیک اخترے نشانۂ ہمزادئی من است

حسرت برم ہمیشہ **نظیری** ز صید گاہ
زیں خوئے رحم کافت صیّادئی من است

بحرف اہل غرض قرب بعد ما بند است
دل شکستہ ما را ہزار پیوند است

ازاں دمم کہ بحسرت فگندہ دیدن او
نگہ بگوشۂ چشمم ہنوز در بند است

نظر دلیر نشد تا مژہ بہ پیش آمد
حجاب اگر پر کاہست کوہ الوند است

دو چشم ساکن بیت الحزن بمن گرید
کہ من اسیر معشوقم او بفرزند است

بچشم درازدستی حسن کہ گل بجیبم ریخت
کہ تا بدامنم از جیب در شکر خند است

بکینہ جوئی افلاک عشق مے بازیم
کہ ہر کہ دشمن ما شد بدوست مانند است

نہ عیب تست کہ بیگانہ دار میگذری
کسے کہ زود گسل نیست دیر پیوند است

بیا کہ از مئے پارینہ تلخ کام تریم
اگر تو زہر چکانی بکام ما قند است

ہمہ ترانۂ آفاق را ز بر دارم
بگوشم آنچہ نمی گردد آشنا پند است

نظیری از تو بجاں کندن است لب بکشا
بایں قدر کہ بگوئی نمیر خورسند است

دل کہ جمعست غم از بے سر و سامانی نیست
فکر جمعست اگر نیست پریشانی نیست

بیضہ در چنگل شہباز نہد طائر ما
در فضائے کہ منم بال پرافشانی نیست

گر کنم یاد ز بتخانہ مرا عیب مکن
ہر کرا مہر وطن نیست مسلمانی نیست

لاابالی شود دریاب فراخیٔ نشاط　　　چند در تنگیٔ مشرب که فراوانی نیست
نیست لذت ز نظربازی ترسے که درو　　　خندهٔ زیر لب و گریهٔ پنهانی نیست
ترک ادبار بتاج سر جم دوخته اند　　　هیچ سر نیست کش این نیل به پیشانی نیست
بر در خلوت ما پر هماے بخشند　　　هدهدے را که بسر تاج سلیمانی نیست
طبل دردیشیٔ ما بر در جاوید زدند　　　بر لب بام بجز نوبت سلطانی نیست
صحبت آئینه طبعان بدمی تیره شود　　　در چنیں بزم گہے جائے گرانجانی نیست
تو بمعموریٔ مصری و من مجنوں را　　　نبرد شوق بر آں کوچه که ویرانی نیست

از فسوں دانیٔ چشمان سیاہے که تراست
صد نظیری بنگه داشتن ارزانی نیست

محبت تو بهر دل نشست کین ننشست　　　دمے بهر که نشستی دگر غمیں ننشست
بمحفلے که تو دامن برنجش افشاندی　　　مگس ز تلخی عیشم بر انگبیں ننشست
همیشه گرمی خویت در آتشم دارد　　　بجوں نشستم و آں خوئے آتشیں ننشست　خوئی
حجاب عشق غبارے میان ما انگیخت　　　که از فشاندن دامان و آستیں ننشست
گره بگوشهٔ ابرو نگه بجانب غیر　　　به بزم دشمن خود هیچکس چنیں ننشست
تو می روی و من از اضطراب می میرم　　　کسے بحال چنیں روز واپسیں ننشست
چناں گرانی خویش از درت سبک بردم　　　که از سجود نوام گرد بر جبیں ننشست

غمت ندیده رو خانهٔ نظیری را
که چوں بهانهٔ خوبے تو در کمیں ننشست

عشقست که علم دو جہاں مختصر اوست　　　مجموعهٔ احوال دو عالم خبر اوست　حکم
صد راه زنم در صف اندیشه نشسته　　　حرز دل آگاه نشیں از نظر اوست
بیگانگیش بار دہد اشک ندامت　　　ایں تخم ہمانست که طوفاں ثمر اوست
با دآوریش راه نما باید بو ہمائش　　　ایں خانه ہمانست که امید در اوست
گر نا نوشته است ازو با ببر جائے نگہدار　　　کاں دل که ز ناوک نہراسد سپر اوست

گر زمزمهٔ رہ زندت از پے آں رو
کاں دل کہ زجا رفت رہش بر گذر اوست

گریاں زگلستانِ جہاں رفت نظیری
ہر لالہ کہ از خاک دمد چشم تر اوست

نشاط عید گدا عجب بادشاہ بشکست
شد از معانقہ چیں بر رخ قبا بشکست

چناں بیکدگر آمیختند شیخ و ندیم
کہ شیشہ مست در آغوش پارسا بشکست

رئیس و مفتی و قاضی برقص بر جستند
نشاط نائے و دہل شرم روستا بشکست

مبادا زپئے جاں بود چشم قربانی
نگاہ تا نرود زاں بساط پا بشکست
مسافر

دل شکستہ دراں کوئے می کنند درست
چنانکہ خود شناسی کہ از کجا بشکست

بآب خضر سکندر نبرد زآئینہ راہ
سفال میکدہ جامِ جہاں نما بشکست

بفطر روزہ مے داد پیر بادہ فروش
کہ ہم گدا ز حسد کاسۂ گدا بشکست

زمانہ طفل طبیعت شد آنقدر کہ ادیب
کمر بہ بست پئے شوخی و عصا بشکست

شکست توبۂ ہر کس بقدر حال امروز
نظیری از خم مے دعوی از ہوا بشکست

خمار مے بلبم قفل زد ایاغ کجاست
کلید میکدہ گم کردہ ام چراغ کجاست

نہ عندلیب غزلخواں نہ شاخ گل خنداں
دریں بہار کسے را دل و دماغ کجاست

شگوفہ را بہ نم ابر جامہ در گرو ست
برہنہ را سر و ساماں عیش باغ کجاست

یکے بگرد گلستاں خویش سیرے کن
ببیں کہ یک گل بے صد ہزار داغ کجاست

ہزار جنس مرادم بوقت در گرو ست
دمے کہ صاحب دفتے دہد سراغ کجاست

زشغلِ کار خودم یک نفس رہائی نیست
محتبے کہ دہد از خودم فراغ کجاست

بجز دیدہ نظیری لبا زہ بادہ بخواہ
برائے راغ نے ہیچ چشم زاغ کجاست

گر شرر گر شعلہ ہر جا گشت پیدا آتش است
چارۂ دل کن کہ با آتش مدارا آتش است

زنسک مانع شوق غالب در تو یا رب چوں رسم
یاد عاشق بر میانِ ہمنت دریا آتش است

چوں چراغِ مردہ از صحبت دلے آوردہ ام — از درم خلوت نشینانم تمنّا آتش است
گر بظاہر کاہلم امّا بباطن چابکم — تن اگر خاکست امّا دل سراپا آتش است
گر بکفرستاں بری ایں روئے آتشناک را — برہمن در رقص می آید کہ حق با آتش است
از نسیمِ صبح مے سوزد حریفاں را اجال — نازکاں را بر سرآں کوی سرما آتش است
در سلم رسمست مارا دین و دُنیا باختن — ہر کرا در سر قماری ہست سودا آتش است
عاشقی و حُسن را در پردہ نتواں داشتن — شعلہ غمازی کند ناچار ہر جا آتش است

گریۂ گرم نظیری ریگ در وادی گداخت
از سر تشکش تا بزانو در تہ پا آتش است

نشست پہلوئے من و ز رقیب جام گرفت — گل تلافی من رنگ انتقام گرفت
بصد کمند نہ استادِ غم چو مست شدیم — در سرائے بہ بستیم راہ بام گرفت
قضا سمندِ نشاطِ کرام پیش آورد — قدر عنان مرا از کف لیام گرفت
معاندانِ بُت پندار جملہ بشکستند — کہ کارِ بُت شکنی رونق تمام گرفت
نیافت صبح دمم آغوش دوست از بر دوست — تمتعے کہ لب از ذکر ایں پیام گرفت
بجنگ و عربدہ راضی نشدم ز شرم برآ — کہ تیغ غمزہ دگر زنگ در نیام گرفت

نظیری و مے [illegible] گدائے خواہد شد
فقیہ شہر کہ او عادت کرام گرفت

آں دہد در گریہ پند ما کہ با ما دشمن است — ہر کہ می گیرد شناور را بدریا دشمن است
ہر کرا دِل از درون شاد ست با بیروں چہ کار — شمع را خلوت نگہبانست و صحرا دشمن است
خود مگر از در در آئی ورنہ از ما تا بہ تو — صد بیابانست و در ہر گام صد جا دشمن است
دل ازاں آزردہ تر داریم کا زارش کنند — خصمئ خود مے کند ہر کس کہ با ما دشمن است
خوں ز چشم کاروانے ریخت در بازار مصر — ہر کہ را یوسف بود کالا لبو دادشمن است
تا غمم گردید مونس گلفتم با کس نماند — دوست چوں ہمخوابہ گردد مو براعضا دشمن است
ہائے ہائے گریۂ باید کہ دل خالی کنند — ورنہ چوں در دل گرہ باشد مداوا دشمن است

گر بہار آید نظیری در خزاں با من مگو
خاطرِ مشغولِ عاشق را تماشا دشمن است

جُز محبت ہر چہ بردم سُود در محشر نداشت ‏ ‏ ‏ دینِ و دانش عرض کردم کس بچیزے بر نداشت

ن میزانِ

ہر عمل را اجر سنجیدند در میدانِ حشر ‏ ‏ ‏ قیمتِ چشمِ تَرِ آبم چشمۂ کوثر نداشت

در دلم از عشق سوزے ماند و زجان شعلۂ ‏ ‏ ‏ ہیز مے را کاتش ما سوخت خاکستر نداشت

در دلِ او در دِ ما از نالہ تا ثیرے نکرد ‏ ‏ ‏ بُردم غے نامۂ ما را کہ بال و پر نداشت

شکر کز غم مردم و پیشت نگشتم شرمسار ‏ ‏ ‏ حالِ خود ہر چند میگفتم دلست باور نداشت

کاتبِ اعمال چوں اجر فراقم را نوشت ‏ ‏ ‏ جز رقم بر وصل دادن چارۂ دیگر نداشت

از دلِ بُر درد جانم را نظیری ریش کرد
کم دو چارم شد کہ چشمے تا بدامن تر نداشت

باز دل جائے گل دیوانگی بو کردہ است ‏ ‏ ‏ دیدہ ام از گریہ آبے تازہ در جو کردہ است

خاطرے دارم چناں کز نو بہارِ دستی ‏ ‏ ‏ صد گلستانم پدید از ہر بُن مو کردہ است

اے تو ئی دمساز حرفِ ماست چندیں دلپذیر ‏ ‏ ‏ عشق را نازم کہ موم از آہن او کردہ است

از چراغ وصل دل را نوردہ کاینجائے تست ‏ ‏ ‏ ورنہ با تاریکیٔ ہجراں نظر خو کردہ است

ہر کہ جز خود دید با من آشنا بیگانہ ساخت ‏ ‏ ‏ عشق تو یا دوشمن دیا دوست یکرو کردہ است

دست و دل بشکن کہ اینجا عاجزی آید بکار ‏ ‏ ‏ ایں کمال را چاشنی کے زور بازو کردہ است

در مرادِ ما نظیری یا ربت کارے نکرد
برہمن بہ زیں دعا در کارِ ہندو کردہ است

آنچہ رحم از دل برد تا ثیر فریاد من است ‏ ‏ ‏ وانچہ نسیاں آورد خاصیت یادِ من است

ساختن ممنوں دیدار و بحسرت سوختن ‏ ‏ ‏ از تصرف ہائے حرمانِ خدا دادِ من است

حرف عاشق بے زبانی شکوہ حال عاجز یست ‏ ‏ ‏ آنچہ ہر گز آشنا یا لب نشد دادِ من است

نیست در عالم تمنائے کہ از قیدم نجست ‏ ‏ ‏ ہر کجا بینی ہوائے صید آزاد من است

مضطرب دارم چرا دل در رہ آوارگی ‏ ‏ ‏ پشت توفیق و نوکل خستۂ زادِ من است

آں شکارم من کہ لایق ہم بکشتن نیستم ‌‌‌ ‌ شرم می آید مرا ز آنکہ صیادِ من است
خشم مرد و شکوہ رفت اکنوں ز شستِ عشق تو ‌ ‌ آرزو غلطاں بخوں در تربت آبادِ من است

کارِ دشوار نظیری گریہ مے آرد کہ او
شاد از تدبیرہائے سست بنیادِ من است

شہر ویراں شدہ گر بستانہ ماست ‌ ‌ ہر کجا ہست غمے دربدر از خانہ ماست
از ہمہ سورہ پیغولۂ صحرا بستند ‌ ‌ ہر کرا مے نگری در پئے دیوانہ ماست
بال و پر سوختہ ہر یک بکنارے رفتند ‌ ‌ آنکہ ناید بدر از بزم تو پروانہ ماست
بتماشائے جہاں باز نمانیم از تو ‌ ‌ آنچہ دامِ دگراں ساختہ دانہ ماست
بسرِ بادہ فروشاں کہ بمسجد نزویم ‌ ‌ تا بہ مے خانہ نشئہ در تہ پیمانہ ماست
ماکہ خورشید پرستیم بمحفل چہ کنیم ‌ ‌ آفتاب از ہمہ جا روئے بویرانہ ماست
خواب ما را بصد افسوں و نگہ مے بندد ‌ ‌ جادواں را ہمہ جا گوش بر افسانہ ماست
تا کے از موعظتِ خلوتیاں مے شنویم ‌ ‌ ہوش ما محو تماشا گہِ جانانہ ماست

صحن و دیوار و در و بام نظیری امشب
ہمہ در وجد و سماع اند کہ در خانہ ماست

پیش مشتاق تو ویرانہ و آباد یکے است ‌ ‌ ہر طرف راہ نشد کوفہ و بغداد یکیست
بحریم دل شیریں نبود صف نعال ‌ ‌ عشق چوں بار دہد خسرو و فرہاد یکیست
ما کہ تسلیم بہ شمشیر ارادت شدہ ایم ‌ ‌ پیش ما بسمل دی کردن و امداد یکیست
در بر اغیار بنہ بید کہ در گلشنِ ما ‌ ‌ شانہ با دو سر طرہ و شمشاد یکیست
پابگل ماند اگر گلبن اگر خار بن است ‌ ‌ باغ را سرو خرامندہ و شمشاد یکیست
بتو ذاری و تو تائی مادر نگرفت ‌ ‌ موم در پنجۂ عشق تو و فولاد یکیست

نیم بسمل شدہ ماندیم نظیری افسوس
صید بر یکدگر افتادہ و صیاد یکیست

درخوں دیدہ گشتہ تنم بسمل تو نیست ‌ ‌ زیں مرحمت ملاف کہ کار دل تو نیست

از آبگینه حوصلهٔ ما تنک تر است صبر از دے طلب که درو منزل تو نیست
گویا دو انده ریشه نهال محلّتم مے بینم از تو آنچه در آب و گل تو نیست
زیں بیش شیشهٔ دل ما هم ز سنگ بود بے نسبت آشنا دل ما با دل تو نیست
بے یار مانده روئے تو از بیم خوئے تو ورنه کدام کس که دلش مائل تو نیست
بس جا نگداز میگذرد سر گذشت شمع پروانهٔ نسوخته در محفل تو نیست

خونِ ترا چه قدر نظیری خموش باش
ایں بس که دعوی از طرف قاتل تو نیست

آنکه صد نامهٔ ما خواند و جوابے ننوشت سطرے از غیر نیامد که کتابے ننوشت
شمع بے شعله به پروانه فرستاد آں دوست گر بما نامه رواں کرد عتابے ننوشت
کفِ پائے بره بادیه ام ریش نشد که فریب سرِ خارش بسرابے ننوشت
قدمے نا مدم از منزل ساماں بیروں در رهِ عشق که گنجے بخرابے ننوشت
اشک و آه از در ایں مدرسه بردم که ادیب حرزِ حسنِ تو بهر مشک و گلابے ننوشت
سینهٔ ریش ازیں راز نگردید که عشق قصهٔ بر سرِ منقار عقابے ننوشت

عقدِ دُر چند نظیری بهوس نظم کنی
هیچ کس نظم تو بر طرف نقابے ننوشت

یک آه گرم صیقل زنگار عالم است موقوف لب کشودن ما کار عالم است
مشاطهٔ فراق تو بر چهره ام سرشت خونابهٔ که گونهٔ رخسار عالم است
خود رائی خیال تو از دیده ام رماند آں معنئ که قبلهٔ گفتار عالم است
بر من شب فراق شد از جرم نا کسے صبحے که طالع از در و دیوار عالم است
صیادئ کرشمهٔ تو دانه نفگند در دام هر نگه که نه پرکار عالم است
ایں عیب و عار عشق و هنر را کجا برم کانم نمے خرد که خریدار عالم است
حور و کنارِ کوثر و رضوان و صحن خلد ما و جمال یار که گلزار عالم است
تا یک دلت پسند کند قرب او مجوی سرمایهٔ قبول در انکار عالم است

گر پیر سالکی خبر از طفل راہ پرس
شرم از طلب مدار کہ زنّار عالم است

دانائی فریب تو معنی نہ پرورد
در ضمن نکتہ کہ نہ اسرار عالم است

قانون شکوہ چند نظیری نوا کنی
این نغمۂ تو باعث آزار عالم است

نعت

زہے نسخہ آفرینش جمالت
نکت یاب مجموعۂ کل خیالت

بفطرت زبونی نکاہد زبونت (زبولت)
زظلمت برونی نیاشد زوالت

ہمیشہ حق از قول و رائے تو روشن
بپوشیدہ موج حوادث زلالت

بجد خرد ہست پرواز ہر تن
تو روحی خرد پرّ داز پرّ و بالت

ہمہ وجد با صوفیاں راز قولت
ہمہ حالہا قدسیاں راز حالت

باعجاز قولت کہ ایمان نیارد
حلالست بود خون منکر حلالت

بباطن ترا دیدہ آدم مقدّم
ز صدر جناں شد بصف نعالت

بہ پیرامنت سایہ ظاہر نگردد
کہ خور گشتہ طالع فراز نہالت

بحسن تو نقاشش نقشے نیارد
کہ صنعت گری ختم شد بر کمالت

تواں گفت لیس کمثلہ لشانت
کہ در غیب نبود مثال مثالت

نظیری چناں ساز صافی سخن را
کہ روح نبی خوش شود از مقالت

گر کند گیتی وفائے با وفاداران خوشست
زندگانی با عزیزان عیش با یاران خوشست

محنت شبگیر با شوق حرم دشوار نیست
گر بیادت بگذرد شبہائے بیداراں خوشست

نرگس شوخ تو مست از نالۂ شب خیز ماست
میفروشاں را اسرار غوغائے میخواران خوشست

مال و عصمت را زلیخا بد دریں سودا نباخت
ماہ کنعاں بردن از خیل خریداران خوشست

فرخہ نگذاشت گردوں تا ازاں بیروں روم
پیر کودک دل چہ با قید گرفتاران خوشست

ذوق با مرغان پراند مرغ نو پرواز را
کہ بکوئے دوست رفتن باہواداراں خوشست

چہ پژمردہ استیلائے عشق آزاد ساخت
چوں مرض طغیاں نماید خواب بیداراں خوشست

(ن — بیماراں)

ساقی گلرنگ باید ساغرِ گل رنگ را | مے پرستاں را نظر بر لاله رخساراں خوشست

غرق طوفاں شد نظیری هر که دل در مال بست
رخت بیروں ده که کشتیٔ سبکساراں خوشست

جزائے حسنِ عمل در شریعت عربیست | بعرفِ عفو نکردن گناه بے ادبیست
سوادِ دل ز مے سالخورده روشن کن | که عینک بصرش نا نگینهٔ حلبی است
قبول بے هنراں التفاتِ معشوق است | عنایت ازلی را نشانه بے سببی است
جمال حال شود ترجمان استحقاق | دلیلِ آب جگر تفتگی و تشنه لبی است
زمن مشاطهٔ بستاں صداق مے طلبد | هنوز دختر رز در سراچه عنبی است
مگو که رفتم و قسمت نبود دریا یم | که نارسیدن طالب نشان بے طلبی است
ز دوست روئے مگرداں و تن بفرمان ده | که هر که صاحب این حال شد ولی و نبی است
خلاف رسم دریں عهد خرقِ عادت داں | که کارهائے چنیں از شمار بو العجبی است
شب سیاه صباحِ سفید مے آرد | چراغ مطّلب از دودمان بولهبی است
به تیغ قطع ارادت نمے شود ما را | خلوص بندگیٔ ما شرافتِ نسبی است

مگر ز دوست ملالت بود نظیری را
که مستی سحری از نیاز نیم شبی است

ترا بکعبه مرا کار با دل افتاده است | بکعبه بت کدهٔ من مقابل افتاده است
صدائے هجرس از شتری غریب مدان | که روحِ ماست بدنبالِ محمل افتاده است
سپند طالع اگر حرص این نگاه کند | صلیبِ زلف بتانم حمایل افتاده است
بعزم کعبه کنید اتفاق خلوتیاں | که پیر صومعه را بار در گل افتاده است
ز کنج مستی کرده قبله باده فروش | دلش بگوشهٔ میخانه مائل افتاده است
شکسته بر ورق جبهه تو خامه حکیم | که ابروان ترا عقده مشکل افتاده است
حریف بیں چه براحت بساط می چینند | ز نیزه بازی افلاک غافل افتاده است
حریم خاک چه قرباں گه منا دیدم | که هر طرف نگهی بسمل افتاده است

یکے بگو عزیزانِ شہر سیرے کن — ببین کہ نقش املہا چہ باطل افتادہ است
مجردانِ سبک سیر از جہاں رفتند — گہر بقعر یم و خس بساحل افتادہ است
گدائے پیر مغاں شو کہ بادشاہ و فقیر — بر آستانہ میخانہ سائل افتادہ است

ضرر بمال نظیری پیش بیں نرسد
کہ او بوادی و زمحتش بمنزل افتادہ است

فخر والانسبتاں از بند اوست — آنچہ ہرگز نگسلد پیوند اوست
گردن شمشاد راز لفش نجست — سرو از آزادگانِ بند اوست
گرچہ شکل نیستی دارد دہانش — ہستی جانباز شکر خند اوست
نقش زلفش دایہ بر عہدش شکست — گر شکستے ہست در سوگند اوست
طرہ اش را ہست پیوندی بصلح — چیں ابرو گرچہ خویشاوند اوست
ہر شبم بے خواست می آید بخواب — بسترم مشک و عبیر آگند اوست
مشربش صفرائے بیماراں شکست — نوش میجوش از ترنج و قند اوست
زود آمیزش بہر دم مے کند — مشک را بو اند کے مانند اوست
حسن گل بر باد حرماں زود رفت — ہر کہ تمکینی ندارد پند اوست
کینہ کش از دوستانِ بہر جوئے — طبع مغرور خرد خرسند اوست
بار تکلیفش ز دوش انداختم — گو ببخش ہر کس کہ حاجتمند اوست

ظلم اخوان بر نظیری مے کنند
معنی او بہتر از فرزند اوست

معشوقۂ من قبلہ نما قبلہ نظر گشت — تا گشت نظر با رخ چوں آئینہ بر گشت
غرق کرم حیلہ گرانم کہ دراں کوئے — سفتم شبۂ دیدہ و ہم سلکِ گہر گشت
زد خندۂ شیریں نمکے بر دل ریشم — اشکم بحلاوت شد و آہم باثر گشت
اوراق گل اندر بغل غنچہ نگنجید — تا عطر دمم ہم نفس باد سحر گشت
پیداست دل آمیزیم از گونۂ گفتار — چوں رنگ ثمر گشت بلے طعم ثمر گشت

شاید شوم انگشت نما همچو مهِ نو　　نعلم که در آتش ز رخش بود قمر گشت
زاں کاکلم از و عطر فشانست که دستم　　با سنبل خوشبوش براں طرف کمر گشت
تا بوسه که خیراں مذاقاں نکند دست　　دنداں ندم آں ساعد چوں شاخ شکر گشت
در هر خم آں زلف کمیں گاه بلائیست　　با ایں همه زاں روی نخواهم بخطر گشت
عقلے که کلید در گنجینه ام آں بود　　تا عشق در آمد بمیاں حلقهٔ در گشت
با ایں دل پُر عربده شرمنده عشقم　　هر جا که غمے تیغ برآورد سپر گشت

هر نسخهٔ شعرے که برآورد نظیری
از غیرتِ آں نافهٔ چیں خونِ جگر گشت

نظر بظاهر و صیاد در قفا خفت است　　اجل رسیده چه داند بلا کجا خفت است
نگار عشوه آں چشم نیم باز رهیم　　که فتنه ساخته از خواب پائے ناخفته است
کسے بقلب شبم ترکتاز مے آرد　　که در فراشِ قصب پائے زور حنا خفت است
شمیم مهر ز باغ وفا نمی آید　　بهر چمن که تو شگفتهٔ صبا خفت است
طبیب عشق ببرد طمع ز بیمارے　　که شب براحت ازیں درد بیدوا خفته است
کس از معانقهٔ روز وصل یابد ذوق　　که چند شب بهم آغوش خود جدا خفت است
بگیر کامِ دل اے کعبتین مردم چشم　　که نرد دست آمده و نقش در خفا خفت است
شب امید به از صبح عید مے گذرد　　که آشنائے تمنائے آشنا خفت است

فسانه صرفِ نظیری مکن که خواب کند
شکسته که بصد دردِ مبتلا خفت است

خوئے نه عربده جو افتاده است　　کشته بر هر سر کو افتاد است
بادب زی که سر مستاں را　　نه کمندے به گلو افتاد است
آنکه افتاد بریں در راهش　　قدمش از تک و پو افتاد است
در خرابات مغاں مستاں را　　کاسه بشکسته سبو افتاد است
خوشئی ماز گل و بستاں نیست　　صحبت یار نکو افتاد است

خوش عبیرے بہم آمیختہ عشق — خو بجو بوے بہوا افتاد است
عشق از سنبل و گل وا پیچیدم — زہ براں گلشن کو افتاد است
جائے دل خوردۂ بینا بہ چینم — وہ کہ بارم بغلو افتاد است
دلبرم را سر رسوائی نیست — کار جیبم بہ رفو افتاد است
با خودم دشمن جاں باید بود — چکنم دوست عدو افتاد است

ہر نفس دلق نظیری رنگے ست
عشق را چشم برو افتاد است

جمال ساقی ما در ضمیر لالہ گذشت — کہ لالہ رالے لعل از سر پیالہ گذشت
دراں شمائل موزوں نگر کہ ہر کس دید — بحسن معنی صد دفتر و رسالہ گذشت
بقصد ضبط نگہ چیں برابرواں انداخت — ولے نشد کہ کمند از سر غزالہ گذشت
دلم ز حرص سوال از لبش جواب نیافت — جو آں گدائے سراسیمہ کز نوالہ گذشت
سپہر ہر چہ کند روز بیت بخشم مرد — کہ روز تخم ازاں گشت گر حوالہ گذشت
دو سالہ دُردکش دیر بود دام عجبست — کہ شصت سالہ تواں از مے دو سالہ گذشت
سرے ز قلقل مینا بروں نیاوردم — اگرچہ عمر بتحقیق ایں مقالہ گذشت
بطعنہ از بر ما غافلانِ فارغ دل — چناں گذشت کہ بر دشت لالہ زالہ گذشت

جفا نماند ز بسکہ دار خود چو دار ستم
بیا کہ کار نظیری ز آہ و نالہ گذشت

ہجراں نگہے سود و بداغ دل ما ریخت — سودائے تو آتش ز دماغ دل ما ریخت
ہر روغن صافی کہ بہ بیہودہ فلک سوخت — غم در وئی آنزا بچراغ دل ما ریخت
رفتیم بسر زود دریں محفل مستاں — ساقی مے تندے بایاغ دل ما ریخت
ما را بہ نشاط و طرب آساں نگذارند — غم خون جہانے بسراغ دل ما ریخت
ہر نخل امیدے کہ نشاندیم دریں باغ — برگ و برش از لائے ایاغ دل ما ریخت
کلفت ز کجا آمد و رنجش ز کجا خاست — بد گرد ملالے بفراغ دل ما ریخت

بر عشرت ما زود ملالست نظیری
تا صبح نفس زد گلِ باغ دل ما ریخت

گل بیداد دستہ بستۂ اوست — مہر در دل خسک شکستہ اوست
ہمہ جا ناخنِ تصرف بند — ہر کرا سینہ ایست خستۂ اوست
ایں کہ گم گشتہ عہد و شرط وفا — ریو درنگ زیاد جستۂ اوست
بر د اندیشۂ بتاں ز دلم — کعبۂ دل صنم شکستہ اوست
خس بستاں و خار دیوارش — قیدِ مرغِ رسن گسستۂ اوست
سرو بالا و عبہر نظرش — دست پرورد و خانہ رستہ اوست
تا بر آید برنگ رخسارش — بادہ در خون دل نشستہ اوست
موجۂ بادہ بر گل مہتاب — رخ از آب بادہ شستۂ اوست
عشق ہر دم بتازہ سودایش — نقل کہنہ فروشش رشتہ اوست
بسوئے مغاں خطا نرسد — کہ بدستِ کریم دستۂ اوست

نزل روح الامین نظیری را
نامۂ پیک پے خستۂ اوست

دلے دارم کہ طاقت کار او نیست — تحمل غیر عیب عار او نیست
دلے دارم کہ قلزمہائے امواج — حریفِ آہ آتشبار او نیست
دلِ سختم براحت مے ستیزد — فلک را دست بر آزار او نیست
نشاطِ عندلیب از بو و رنگست — نوائے ما ز موسیقار او نیست
کجا پا شد بہ بند و قید دستار — تنِ مجنوں کہ جز سربار او نیست
مریضِ عشق را مردن علاجست — دوائے درد در بازار او نیست
سرِ مرغے نپرّد از کمیں گاہ — کہ آب و دانہ در منقار او نیست
زباں بازی کند سوسن از آنست — کہ آب شرم در رخسار او نیست
باینہا شد کعبہ از کوئے تو ممتاز — کہ رشکے بر در و دیوار او نیست

کجا کنعاں کجا بغداد مستاں　　انا الحق گو سرے بردار او نیست

نظیری ایں عبیر از عشق سازد
کدا ایں عطر از گلزار او نیست

بختم ایں بس کہ مشتری شدہ دوست　　ہرچہ خلقم بہا نہند نکوست
بشکنم رنگِ رخ چو مستسقی　　آب ہر کس بقدر ظرف سبوست
در برابر بہ ذوق کم بندند　　اثر قبض و بسط در ابروست
قطع دنیا نمے شود چہ کنم　　قوت مور جستن از سر جوست
نیست ممکن بزندگی آرام　　تا نفس باقی است رنگ و بوست
شاہدانِ چمن تہیدست اند　　جامۂ سرو تا سر زانوست
باش عریاں بدن کہ جامۂ گل　　کم دہد بو کہ حلہ تو بر توست
بوئے گل چاشنیٔ مل دارد　　آں تبسم خندہ را چہ بوی چہ خوست
آب تلخی بعطر پروردند　　نام کردند کیں گل خوشبوست
خط قرآں نگار او کوفی　　چشم محراب گرد او ہندوست
خط فریبندہ کس چنیں ننوشت　　یارب ایں معجز است یا جادوست

بر نظیری ست گوش خلق امروز
میر مجلس ندیم شیریں گوشت

ہر کہ نوشید مے شوق تو نسیانش نیست　　و آنکہ محو تو شد اندیشۂ ہجرانش نیست
دل بحسن تو مقید شد و جا دید بماند　　کہ ز فکر تو برو آمدن آسانش نیست
تا یکے فکر تواں کرد و سخن تازہ نوشت　　قصۂ شوق حدیثے ست کہ پایانش نیست
ہیچ کس نامۂ سربستۂ ما فہم نہ کرد　　نہ ہمیں خاتمہ اش نیست کہ عنوانش نیست
سبب از عقل مپرسید کہ علم نامۂ ما　　درس عشق است کہ از علم دبستانش نیست
از دلم راہ دولت عشق نمودست خوشم　　کہ بآں خانہ درے ہست کہ دربانش نیست
راہ دیگر بسوئے کعبہ اعرابی ہست　　کہ غم از سرزنش خار مغیلانش نیست

خاطرِ غیب نمائے تو مگر جام جم است
کہ رخ حال من از آئینہ پنہانش نیست

سایۂ نامۂ تو بال ہمامے داند
ہدہد ما کہ بسر تاج سلیمانش نیست

مرد تاجر کہ ز غربت بوطن مے آید
تحفۂ خوبتر از نامۂ اخوانش نیست

چوں قلم گریۂ شادی کنم از نامۂ دوست
کہ بجز از دل خندہ قرہ گریانش نیست

بس کہ از وقت فہم تو نظیری بگداخت
نکتۂ نیست کہ آمیختہ با جانش نیست

قرعہ بر وصل زند دیدہ و سامانش نیست
کین خیالست از آن چشم کہ حیرانش نیست

نرگس از گردش چشمت بشراب افتادہ است
می پرستے ست کہ مخمور بدوانش نیست

شد ز شرم قدمت خضر نہاں در ظلمات
کہ بجان بخشی آں چشمۂ حیوانش نیست

در جواب تو فرو ماندہ نرم از طفلی
کہ بسفتن شکند گوہر نادانش نیست

دل ز اندیشۂ وصل تو بجا باز نگشت
کہ جدائی ز ملاقات تو آسانش نیست

عشق ما واقعۂ نیست کہ آخر گردد
ہر چہ آغاز ندارد غم پایانش نیست

شادم از دل کہ مئے عشق تو مدہوشش کرد
خبر از ننگ وصال و غم ہجرانش نیست

چرخ را کاسۂ پر خون شفق گردان است
لالہ را ننگ بہ پیمانہ کہ پیمانش نیست

دولت عشق ندارد خطر از عین کمال
کین سعادت بکمالست کہ نقصانش نیست

ما بایمان قوی عہد تو محکم داریم
آنکہ پیمان شکند قوت ایمانش نیست

ہر جراحت کہ دلم داشت بمرہم بہ شد
داغ در دیست کہ جز وصل تو درمانش نیست

گر نظیری بفلک بر شدہ باشد چو مسیح
بیت معمور بہ از کلبۂ ویرانش نیست

عشق عصیانست اگر مستور نیست
کشتۂ جرم زباں مغفور نیست

عشق در صنعت تصرف میکند
در میاں فرہاد جز مزدور نیست

برتر از عشقست حال پایۂ
راہ از من تا جنوں پر دور نیست

آنکہ منصورست برار مل سید
ایں انا الحق گوئے خود منصور نیست

حسنت از سر ہوش بیروں می برد　　بیش ازیں گنجایشِ مقدور نیست
مایۂ صد ماہ کنعانے بحُسن　　مصر در خوبی چنیں معمور نیست
کے بشر استغفر اللہ گو یمت　　راست می گفتم ولے دستور نیست
دلفریبی ہائے دشمن دیدہ　　جان سپاریہائے ما منظور نیست

عشرت و عیش نظیری کو نہ است
در سرائے تنگدستاں سور نیست

ایں نخل کہ از چشمۂ جاں رستہ کہ کشت است　　دیں خط کہ دہد یاد ز معجز کہ نوشت است
ما فتنہ ز مشاطۂ حسنیم نہ از عشق　　زنّارِ مغاں رشتۂ خط و زلف کہ رشت است
جز از اثرِ دہشتِ تو وحشتِ ما نیست　　با پردہ بگو پردۂ رخسار کہ ہشت است
زیں بخت دلِ پارہ جاں چاشنی گیر　　بر گریۂ تلخ و نمک خندہ بہ رشت است
ذوقِ غمم از طینتِ خاکی نرود ہیچ　　ہر چند بشادی گِلِ آدم نہ سرشت است
کوئے تو نظارہ کن و خوئے تو بنگر　　گوید کس اگر آدمی را کہ فرشت است
سرتاسرِ صحرائے رُخت لالہ و نسرین است　　صد رنگ دگر گل کہ ندانند کہ کشت است
گل جامہ ز بس سبک از نازکی انداخت　　عریانیِ گلزار ز کوتاہیِ زشت است

در جرم از ترکِ فنائے تو نظیری
کس غیر اجل فرش اہل در نہ نوشت است

نالۂ ما نغمۂ اہلِ نوا را گرم ساخت　　شوقِ ما ہنگامۂ ایں ماجرا را گرم ساخت
ز آتشِ وادی بیفگندیم نعلین از قدم　　موسیٰؑ ما گرم رو گردید و ما را گرم ساخت
در گرفت از بہر خاطر گرمیِ پروانہ سوخت　　شمعِ مجلس شد کہ در کاشانہ جا را گرم ساخت
گرمیِ ہنگامۂ گلشن پئے آشوبِ ماست　　گل شگفت از نعرۂ بلبل کہ ما را گرم ساخت
مایۂ مہر و محبت از رواج افتادہ بود　　صحبتِ ما روز بازارِ وفا را گرم ساخت
کیں خسرو گر نبودے ساختے فرہاد کار　　طعنۂ ناموس خوئے بادشا را گرم ساخت
ہر بنِ مژگاں بچشمم خلق قربان کردہ است　　گریۂ من داستانِ کربلا را گرم ساخت

اعتمادے بر شمیم حلۂ یوسف نداشت
سرمۂ خاکسترم باد صبا را گرم ساخت

شد ز غربت قدر من معلوم بر اہل وطن
گرمی ہنگامۂ مہر آشنا را گرم ساخت

دیدم اشفاق رخت محروم گشتم از نسبت
وسعت احسان و استغنا گدا را گرم ساخت

از غلوئے رفتم معلوم شد حسن قبول
چون مراد دل اجابت شد دعا را گرم ساخت

رشحۂ ابرست این نظیری یا صبا یا عطر گل
بلبل از شعر ترت صوت و نوا را گرم ساخت

گل صلاے عام زد مرغ از سحرخوانی نشست
روز شد پروانہ از بال و پر افشانی نشست

خانۂ زین گشت جولان گاہ ماہ خرگہے
بر سر بازار شور ماہ کنعانی نشست

دیدہ پا انداز رخش تحفۂ لایق ندید
در مقام پا ہمہ جا فرش پیشانی نشست

مردم چشم از فروغش بست آئین خانہ را
باز شہ در کلبۂ مسکین بمہمانی نشست

تشنہ لب ماندیم از وے چون زآب کوثر دوزخی
جنتے از خویشتن کرد و برضوانی نشست

خندہ زد بر طرز مجلس دل ز غم آزاد گشت
نکتہ راند از درج لب عقل از پریشانی نشست

جانفشانی عذر بے سامانی غم خانہ گفت
تا پشیمان رفت اگرچہ با پشیمانی نشست

تا بہ تعظیم از شکوہ طلعتش برخاستم
آنچنان محوم کہ نتوانم ز حیرانی نشست

بیشتر چندان کہ رفتم بیش شد سرگشتگی
چون تواند ذرہ با خورشید نورانی نشست

سرور احرار عبداللہ خان گنج بخش
کز خود و از ہرچہ در ملک جہان فانی نشست

در چمن با خارہ گل در کوہ با خارہ لعل
قطرۂ باران از انعامش بعمّانی نشست

تخت شاہان دکن بیشک اقامتگاہ اوست
ہین ز صدر سلطنت بر مسند خانی نشست

شاہ را شغل جہانگیری مسلّم گشتہ بود
بادل و آراستہ بر تخت جہانبانی نشست

اینکہ گویند اسم اعظم داشت جم افسانہ ایست
ہمتے او داشت بر تخت سلیمانی نشست

ہمت از وے جو کہ این ہست اگر دستت دہد
جذبۂ گیرد گریبانت کہ نتوانی نشست

رشک ملک خسروان امروز شادروان اوست
کو بہ از خاقان نظیری بہ خاقانی نشست

تا بعیش و عشرت دایم کہ دولت بر سریر

مهربان تر ما وے از معشوق پنهانی نشست

بشرح حالت من ناچهاد اطراف است — هزار قافله در زیر بار اوصاف است
بمهربانی او اعتماد نتوان کرد — که تازه عاشقم و خاطرش بمن صاف است
بناله اشک نشانم که تازه دولت را — عطائے نیم درم دستگاه صد لاف است
بعشوه کرد تبسم بخنده جان دادم — خلاف دوست نمودن خلاف انصاف است
بهشت روزے نابالغ محبت نیست — کسے که طفل بمیرد مقامش اعراف است
بتلخی از لب ایں شاهدانِ شاه شناس — اگر شویم مکرم کمال الطاف است
هزار مصر شکر صرف مهماں سازند — نوالۂ بفقیر ار دهند اسراف است
ز عالمے که کسے دوستی بسر نرساند — وفا مجوئے که عنقا هنوز در قاف است
اگر ز راز دلت آگهم عجیب مدان — که علم کشف نه از قسم علم کشاف است
بیک تبسم دز دیده ام فراهم ساز — که چوں رخ تو پریشانیم ز اطراف است
نظیری از ره سنجیدگی شود غالب
دغل مساز که میزان بدست صراف است

می قدح شمع شبستان انیست — مونس خلوتِ مستان انیست
پر ترک ده که بذوقے برسم — مرکبم تا بگلستان انیست
باش تا سجدۂ میخانه کنم — کعبۂ باده پرستان انیست
غافل از طوق صراحی بگذر — دست زن عروۂ مستان انیست
یک سبو ساده و یک خم باده — برگ و ساماں زمستان انیست
مے و خمار و خرابات مغاں — درس استاد و دبستان انیست
گردن تاک بسبازی بنرند — سر و سر فتنۂ بستان انیست
کہربا رنگ تهمتن زور ست — زال یار رستم دستان انیست
مے فردوس نظیری جستی
بمیان آمده بستان انیست

دل بقرب و بعد او مهجور نیست ‏ ‏ از نظر دورست از دل دور نیست

گرچه زان نور است روشن دیده‌ها ‏ ‏ دیده‌ها را طاقت آن نور نیست

شمع مجلس تیغ غیرت آخته است ‏ ‏ نیست یک پروانه کو رنجور نیست

عجز واصل شد چو عجب از سر نهاد ‏ ‏ کبر جز از سرکشی مهجور نیست

اجتهاد عقل نفی شاهد است ‏ ‏ بس بزرگ است این خطا معذور نیست

بی‌غمی گردد بمرحم زخم‌ها ‏ ‏ عشق غیر از علت ناسور نیست

بفرمان بت پرستی می‌کنند ‏ ‏ بنده در افعال جز مجبور نیست

شور ازان گل‌های هوائی در سر است ‏ ‏ غیر شورے در سر مخمور نیست

بس نظیری زین فغان جان خراش
ناله دل نغمهٔ طنبور نیست

کس ننمود جرعه کز جگرم گزک نخواست ‏ ‏ بی‌نمکی نگفت کس کز سخنم نمک نخواست

هر که زیاده دادمش بیشتر ستم نمود ‏ ‏ پر ترکش نساختم کاسه که پر و ترک نخواست

آمده نقش باز هم ورنه فراز دیده‌ام ‏ ‏ کس ننشست کز حسد بجا و دوش دو یک نخواست

من همه عجز و همگنان میل نزاع می‌کنند ‏ ‏ هر که حریف با شد عاقل از و خسک نخواست

رنگ رخ سخن نشان می‌دهد از عیار مرد ‏ ‏ صاحب فهم خورده بین نادره را محک نخواست

گفت و شنود دوستان مایهٔ عیش میشود ‏ ‏ آنکه شمرده زد نفس همدمی ملک نخواست

عالم و یک مسیح دم دیر مغان و یک صنم ‏ ‏ هر چه نخواست برای من اختر نه فلک نخواست

مصرع نظم بی غلط صیغهٔ نثر بی سقط ‏ ‏ نسخهٔ نظم و نثر من نقطهٔ سهو و شک نخواست

طبع نظیری از ازل معجزه خیز آمده
کز انگ جابلی کمش نسخهٔ صنع حک نخواست

گریزد از صف ما هر که مرد غوغا نیست ‏ ‏ کسی که کشته نشد از قبیلهٔ ما نیست

جمال مغبچه دیدی شراب مغبچه نوش ‏ ‏ مگو بعذر که در کیش ما مدارا نیست

نیامدی تا بسرش ناز و عشوه صف بسته ‏ ‏ هزار معرکه در خدمت تماشا نیست

بخاک مے بخزی کاکلے کہ دل نبرد
کہ خار خشک بہ از سنبلے کہ بویا نیست

بحکم عقل عمل در طریق عشق مکن
کہ راہ دور کند رہبرے کہ دانا نیست

فلک سراسر بازار دہر غم چیداست
نشاط نیست کہ یکجائے ہست و یکجا نیست

نشاط رفتہ ز دوراں بصبر بستانم
کہ بد معاملہ آزردہ از تقاضا نیست

بپائے خویش گجا می تواں رسید کجا
کہ طے راہ فنا جز ببال عنقا نیست

ہوائے وصل کسے میکند کہ بوالہوس ست
دراں دلے کہ محبت بود تمنا نیست

نظیری ہست بجائے ز غمزہ خونیں تر
بشکوہ تا دلت آزردہ ہست گویا نیست

عشق مرا زبان حکایت برید نیست
مکتوب سربمہر دلم نشنید نیست

رازیکہ در دکست ز دل بایدم نہفت
گلہائے ناشگفتہ ایں باغ چید نیست

جلد و بیاض و دفترم از راز دل پرست
چشمم بہرچہ مے فتد از ہم درید نیست

در سینہ تا بجنید برآرم فرد برم
ایں نیم قطرہ خون کہ ز مژگاں چکید نیست

خصم آں حریف نیست کہ دل کیں کشد ازو
زیں تیر نیم کش پر و پیکاں کشید نیست

گفتم اگر بمنزل مقصود پے برم
یک بار چند گام بہرسو دوید نیست

چوں یافت دل کہ بر سر راہے رسیدہ ام
نشست از طلب کہ باں کو رسید نیست

رفتیم در دو بکنہ جانش نیافتیم
قانع نگشت دل برسیدن کہ دید نیست

دیدیم و دیدنش ز خودی بیخودی نداد
ایں زہر اگر بحوصلہ گنجد چشید نیست

زیں عشق صد بلاست نظیری فسانہ چند
افسوں خامشی بلب و دل دمید نیست

بیا کہ مردم و بر راہ چشم جاں بلب باز است
بگفتگوئے تو زخم مرادہاں باز است

بخن ما اگرت میل ہست مانع نیست
مے مغانہ سبیل و در مغاں باز است

چو یوسفی تو کہ در مصر حسن چوں تو کسے
بر دل نیامدہ تا راہ کارواں باز است

در آرزوئے نثار قدم تو ہمہ شب
گہر فروش دو چشم مرادکاں بلب باز است

نمی رود چو گرسنه دلی چه سود ازین — که خوان وصل پر و دست میهمان بازاست
چو بلبل قفسم من ازین چه ذوق مرا — که گل شگفته و درهای بوستان بازاست
صمد بجای صنم بر زبانم آمده است — تنم فتاده و زنّارم از میان بازاست
دعا کنید بوقت شهادتم او را — که آن دمیست که درهای بوستان بازاست

مکن شتاب نظیری بکار جانبازی
که چشم کارشناسان کاروان بازاست

زبان طعنهٔ ما کوته از بریدن نیست — علاج شکوهٔ عاشق بجز شنیدن نیست
زبسکه گشته ام از درد انتظار ضعیف — نگاه را برخت قوت رسیدن نیست
چنانکه خانه زندانیان فرود آید — شکسته جان قفس و جرأت پریدن نیست
زبی تعلقی خویشتن باین شادم — که جان سپردن اگر هست دل طپیدن نیست
بهجر و وصل و ملال و نشاط گریه کنم — دران دلی که طلب هست آرمیدن نیست
زتار زلف تو زنّار بر میان دارم — بیا که مصلحت پیرهن دریدن نیست

گرفته طبع نظیری سوال ازو مکنید
درخت گل شگفته است و وقت چیدن نیست

این هندی خیل کجکلهان از سپاه کیست — دین قبله را که کج شده طرف کلاه کیست
دامن کشان چو ابر بگلزار میرود — تا آب نرگس که و برق گیاه کیست
پایم به پیش از سر این کو نمی رود — یاران خبر دهید که این جلوه گاه کیست
آن ابروی کشیده کمان از چه خانه خاست — وین غمزه گرفته کمین در پناه کیست
گیرم تبسمت کند انکار کشتنم — آن غمزهٔ حریص سیاست گواه کیست
گرد سر تو گشتن و مردن گناه من — دیدن هلاک و رحم نکردن گناه کیست
بر باد داده طرّه ز رخسار یار گر — لخت جگر بجیب که گل در نگاه کیست
می بیندم بخون و نمی آردم بیاد — کاین گریه های تلخ ز زهر نگاه کیست
از کف بعذر دامن و دستت نمی دهم — دانسته ام که گوشهٔ چشمت براه کیست

کف میکشد بزلف و نمی گویدش کسے — کاں زلف درہم از اثرِ دودِ آہ کیست

چوں بگذرد نظیری خونیں کفن بحشر
خلقے فغاں کنند کہ ایں دادخواہ کیست

خواہم ایں بستان پر غم را بشورے در شکست — ایں قفس تنگ ست بر مرغ تو بال و پر شکست
روزگار از خاطرم چوں نیل از رخسار شست — آسماں بر آتشم چوں عود بر مجمر شکست
پائے از پیش آمد و کارم ز پس دامن گرفت — دست در اندیشۂ یارم بزیر سر شکست
طعم شکر داد عشق ار در گلو کافور ریخت — تلخی میداد غم در شیرم از شکر شکست
دیدنش بر عشرت من حسرت دیگر فزود — خواستم پیکاں بر آرم در جگر نشتر شکست
دوستاں ہرگز نہ بیند از محبت عیب دوست — خاطرم خوش شد اگر مے ریخت گر ساغر شکست
در رخش آہے کشیدم خاطرم آزادہ شد — یاد بر بستاں وزید و شاخ نازک تر شکست
مے کشم حرماں مے بے ظرف در بزم وصال — شوق دل پیمانہ ام را بر لبِ کوثر شکست

در بروں در نظیری شد ہلاک از انتظار
مژدہ بخشید مسکیں را کہ مجلس بر شکست

داند اخلاص مرا و ز حال من آگاہ نیست — در دلش رہ دارم و بر آستانش راہ نیست
بخت با ما سرکش ست و مدعا با ما بجنگ — کہربائے شوق ما را جذبۂ یک کاہ نیست
فصلہا شد از تباہی بر نیامد عمرہا — کشتی ما را سفر از سیر سال و ماہ نیست
شست دل صد رہ کشودم بر ہدف کارے نکرد — گوئیا پیکانِ پر ما ایں خدنگِ آہ نیست
خاطرِ دوراں زکین دوستاں در عہدِ تو — آنچناں پر شد کہ دلہا را بدلہا راہ نیست
عرضِ حالِ جملہ رہ دارد بخلوت گاہِ قرب — جز دعائے من کہ آں مقبول ایں درگاہ نیست
بیش ازیں در جاں سپاریہا ازاں لب تبسمتم — حرفِ تلخی بود اکنوں نگاہ ہست و نگاہ نیست
جستجوئے وصل با ایں زندگی بیطاقتی است — ذوقے از پرواز با ایں رشتۂ کوتاہ نیست

گر نظیری شکوہ از بے مہریت دارد مرنج
عیب صاحب را کہ چوں شد بندہ دولتخواہ نیست

هر کس شهید آں مژه هاے دراز نیست
در شرع بر جنازهٔ آنکس نماز نیست

محمود را اگرچه جهاں زیر خاتم است
جائے نهش ز گوشهٔ چشم ایاز نیست

شه را چو پرده از رخ شاهد بر افگند
چشمش سوئے خراج خطا و طراز نیست

معذورم از ضعیف و جگر خسته مانده ام
در عرصهٔ حرم که بجز شاهباز نیست

عاشق وفا نماید و معشوق سرکشی
حسن از حجاب خالی و عشق از نیاز نیست

دایم کماں کشے بکمیں گاه نشسته است
آں طاق ابرو از گرهٔ فتنه باز نیست

کو غمزهٔ خشمگیں شود کو ناز کینه ورز
یک شیوه بے کرشمهٔ عاشق نواز نیست

مارا چه اعتبار و اثر با وجود دوست
جائے که جلوه کرد حقیقت مجاز نیست

یار از غرور مست و نظیری بخود اسیر
بیچاره دل که هیچ کش چاره ساز نیست

عشق را کام بعهد دل خود کام تو نیست
صبح امید و شب وصل در ایام تو نیست

دیده ام دفتر پیمان وفا حرف بحرف
نام خوباں همه ثبت است همیں نام تو نیست

من دل شفته آزار تنے دانم نیست
که ز خویشم خبر از لذت دشنام تو نیست

آب حیواں نخورد صید تو از لذت تیغ
جاں بحسرت دهد آں مرغ که در دام تو نیست

آتشم در سر و ساماں بچه تدبیر زدی
یا سر موئے چو مرا نیست که از رام تو نیست

آخر اے در گرامی ز کدام آب و گلی
هیچ دل نیست که پروردهٔ اکرام تو نیست

بر براز زندگی قامت موزوں نازم
یک قبا نیست که شائستهٔ اندام تو نیست

باش در دوستی از خویشش نظیری نومید
که ز آغاز تو پاینده تر انجام تو نیست

هر کرا معنی بے خیزد ز دل گفتار نیست
نیست یک عارف که خود ساقی و خود خمار نیست

خلد خار کوئے یارے هست هر کس را دلیست
نشگفد هر گل که در پاے دلش ایں خار نیست

سحر چشم بت بکار ست و دعائے برهمن
گبر هر تارے که بندد بر میان زنار نیست

توبهٔ هشیار مے گویند مے گردد قبول
تا نخوستم مے مرا یارائے استغفار نیست

مستی و شاہد پرستی ہرزہ خندی و نشاط
کار کار میگسار انست و دیگر کار نیست

پیش پائے گرم و سرد روزگار افتادہ ایم
سایہ در دیرانہ ام از پستی دیوار نیست

اند کے لے نالہ امشب بے اثر مے یابمت
آنکہ ہر شب می شنید امشب مگر بیدار نیست

مردم از شرمندگی تا چند با ہر ناکسے
مردمم از دور بنمایند و گویم یار نیست

مجلس آخر شد نظیری حال خود با او بگو
ہر نفس بزمے و ہر دم صحبتے در کار نیست

داغ دل در عشق افسردن نمیداند کہ چیست
لالۂ ایں باغ پژمردن نمیداند کہ چیست

خندہ بر حالم مزن کیں گریہ ہر کس را گرفت
دامن از خون دل افشردن نمیداند کہ چیست

باغبان دہر نخلِ عمر را آبے نداد
کاشتن دانست پروردن نمیداند کہ چیست

عشق از یک تاختن بنگاہ دل تاراج کرد
صبر بیدلِ حملہ آوردن نمیداند کہ چیست

زخم پیکانم بآب زندگی شوید دہن
ہر کہ تیر او خورد مردن نمیداند کہ چیست

ترک خصمی کن کہ دارد خوئے افعی روزگار
نیست تا آزردہ آزردن نمیداند کہ چیست

غنج و افسوں زلیخا کار در یوسف نکرد
ہر کہ دل در باخت دل بردن نمیداند کہ چیست

عشرتِ تنگِ دلِ مانوس ہر گلشن است
غنچہ برگ عیش گستردن نمیداند کہ چیست

از حجاب امشب نظیری بادہ بر سجادہ ریخت
پارسا آداب مے خوردن نمے داند کہ چیست

گشت دوزخ شررے ز آتش سودائش ریخت
شد قیامت قطرۂ فتنہ ز بالائش ریخت

ہر کرا زلف جعد مشک بہ پیمانہ فگند
خندۂ شکر نمک سودہ بصہبائش ریخت

حسن در پردہ نہاں بود کہ نقد دو جہاں
عشق از گریہ بدل گرمی سودائش ریخت

کام ازاں یافت زلیخا کہ چو یوسف ع را دید
اول اسباب تعلق ہمہ در پائش ریخت

از پئے تربیتم خضر دہد آب حیات
عشق تا بر گل من تخم تمنائش ریخت

سرمہ در چشم بلا غمزۂ بے باکش کرد
بادہ در جام حیا نرگس شہلائش ریخت

نخل پیوند تو ہر چند نظیری بر کند

در نفس تخم نوی عشق تو بر جانش بریخت

رفتی بہ بزم غیر نکو نامی تو رفت — ناموس صد قبیلہ ز یکتا خامی تو رفت
اکنوں اگر فرشتہ نکو گویدت چہ سود — در شہر صد حکایت بدنامی تو رفت
ہم صحبت رقیب شدی از غرور حسن — نام خوش تو در سر خود کامی تو رفت
یاران متفق ہمہ انکار مے کنند — ہر جا حدیث نیک سرانجامی تو رفت
رندے کہ میفروشش ندادیش در روئے — مشہور خاص و عام بہم جامی تو رفت
برد از رخ تو رنگ حیا بادۂ ہوس — شرمے کہ بود در ہمہ جا جامی تو رفت

با کاوکاو غمزہ **نظیری** اثر نماند
فارغ نشیں کہ خون دل آشامی تو رفت

ہیچ راز از دیدۂ صاحب تمیزاں دور نیست — تا بصد راز لب خبر دارم ولے دستور نیست
ہر کہ از معشوق غافل گشت لذت در نیافت — دیدۂ بے معرفت را درد دنیا نور نیست
گل گریباں چاک و نرگس مست رفتند از چمن — مر ورا غیر از ہوائے در سر مخمور نیست
بر در پیر مغاں ہرگز نمے میرد کسے — در مقامے کآب حیوانست غیر از صور نیست
چوں سرائے کارواں کاہست دنیا بر گذر — شب نمی آید کہ صد مسکین در و رنجور نیست
سینۂ دارم کہ از مراہم جراحت مے شود — زخمے از نیش محبت نیست کان ناسور نیست
بندہ گر بیباکی کرد از خداوندی بخش — گرچہ مغرور است انا جز بتو مغرور نیست
بر بجا گر عشق انجا لاف رفعت مے زند — جلوہ ہا در بطن عاشق ہست کاندر طور نیست
کوہکن را خود بناخن سنگ مے باید برید — جوئے شیر و مزد شیریں کار ہر مزدور نیست
عشق یوسف را دریں سودا بدنیائے فروخت — بندگی خواہد ہمیشہ زادگی منظور نیست
گر نزی گر عرش انجا لاف رفعت میزند — جلوہ ہا در بطن ماہی ہست کاندر طور نیست

عافیت خواہی **نظیری** بستۂ خوباں مشو
از نتاج حسن اگر حور از ملک مستور نیست

ردیف الثاء

عطاش را نه تو البست و لے خطا باعث بس است بهر کرم ناله گدا باعث
اگرچه رزق گدا باز نمی گردد مقدر است که می گردش دعا باعث
خزاں درود و سحاب آب داد دهقاں کشت ببیں که بردد که پرورد شد چها باعث
جنون عشق بتقدیر بود من چه کنم ببوئے گل که شدم مست شد صبا باعث
بر آستانهٔ پیر مغاں رہے خواہم تو گر سبب نشوی می شود خدا باعث
خراب مست چنیں میریم نمی دانم در آفریدن من شد چه مدعا باعث
لئیم را مے و معشوق اگر کریم نه کرد سخاش را نشود گنج و کیمیا باعث
عجب ز همت درویش اگر قبول کند سعادتے که شود سایهٔ هما باعث

ریا ز دیر به مسجد برد نظیری را
که فقر باده کش و گبر پارسا باعث

بر طبع ساده زود شود خوشگوار بحث دارد برائے طفل شکر در کنار بحث
پرخشمگیں مباش چناں کز پئے نزاع بر هر غبار خاسته سازی سوار بحث
از هر غمے بخاطر ما کیں سبک تر است ایں راح ما بر ترح کند در عیار بحث
آنم که حال مستی و مخموریم یکیست هرگز نکرده ام بکسے در خمار بحث
ریزم گل نیاز و تضرع در اضطراب زاں بر ستیزه ام نگرفته است بار بحث
خط سلمی بکفِ صدق داده اند هرگز ز راستی نشود شرمسار بحث

مطلب گریزد از تو نظیری جفا مکش
جز در ضمیر کند نگیرد قرار بحث

ردیف الجیم

فسونِ خط تو پیغام بعثت شب داج نگاه بر رخ تو مصطفے است بر معراج

ظهور حسن تو اُمنیتے بدوران داد / که بادشاه ز رعیت نمی ستاند باج
چه صلح بود که حسن تو باوفا انگیخت / کز آب و آتش ما برد اختلاف مزاج
میانِ زخم و خدنگ تو الفتے پیوست / که از دکانِ مسیحا نمی خرند علاج
حسود مهرهٔ دل قلب کرد و غافل ازیں / که کعبتین دغا خانه مے دهد تاراج
سرشک رزق در انگور روا نے گردد / بنود سیم دغل را هیچ جائے رواج
سوارِ معرکهٔ آخرالزماں ایرج / که طالعش بظفر کرده اند استخراج
چناں بعربده قلب عدو بهم شکند / که شیر پنجه کشاید بر بساط زجاج
مثال نسبت اعقاب جدّ او نیست / که آں قدر که گهر بیش بیش قیمت تاج
قبول تربیت استاد مے کند شاگرد / هوائے معرکه شهباز می کند دراج
بیان قصهٔ رزمش نکو نمے دانم / وگرنه نظم کنم بود مے هم آنجا کاج
غنیمتے که من از گنج فقر یافته ام / خراج ملک دهند و نمے دهم بخراج

سر نظیری و خاک سرائے پیرمغاں
ز آستاں کریماں کجا رود محتاج

ردیف الجیم فارسی

اے کعبه که گرد تن نشنید بصفا هیچ / جائیکه عطائے تو بود کفر و خطا هیچ
نرخ نظر حسن قبول تو بلند است / ریزیم دل ار بر سرِ دل تا بسما هیچ
گر بهرهٔ از خلق و سرشت تو نداد / خاک پے روح القدس و آب بقا هیچ
با قهر تو علت نه و با مهر بهانه / آنرا که مرادِ تو بلا خواست دعا هیچ
عشق تو مرا از بت و زنار برآورد / آنرا که تو کردی طلب اعراض و رضا هیچ
با آنکه پے چشم عزیزاں نگراں بود / رفتیم و نه کردیم نگاہے بقضا هیچ
کونین چکار آیدم از با تو نباشم / بے دولتِ وصل تو نعیم دو سرا هیچ
کم حوصلگی از طرفِ ماست وگرنه / از بحر نوالت نشود کم بعطا هیچ

از تست کہ ایں زمزمہ با طبع نظیری ست
بانگے کہ نباشد نکند کوہ صدا ہیچ

ردیف الحاء

دل و نائے دریدیم بآوازۂ صبح
بانگ فتحے نشنیدیم ز دروازۂ صبح

دیر گشتیم ز فیض سحر آگاہ دریغ
جامۂ پارہ نہ کردیم باندازۂ صبح

مے و معشوق باندازہ ما مے باید
رطل خورشید کند خارۂ خمیازۂ صبح

کم خراش است دم مرغ سحر برخیزید
جگرے تازہ کنیم از نمک تازۂ صبح

مغفر جام بیارا برش مے درزین کش
تا بیک حملہ کنم غارت جمازۂ صبح

پر شب بہ شبخون دعا بشکستم
علم رود زنم بر در دروازۂ صبح

رفتہ اوراق شب و روز بہم برچینم
بخیۂ ثابت و سیارۂ شیرازۂ صبح

دست در گردن عذرائے جہاں اندازم
حلۂ روز بہم برزنم و غازۂ صبح

سرو و شمشاد بوجد اند نظیری وقتست
بر شاخ سرائیم سر آوازۂ صبح

گوش گل مے درد از مژدۂ پیغام صبوح
زندہ دارد نفس باد صبا نام صبوح

تا تو مرغ فلکی رام گلستاں شدۂ
خواب مرغ سحری رفتہ و آرام صبوح

تو گل از مرغ سحرگاہ گرفتار تری
دم نزد صبح حریفاں کہ نشد دام صبوح

در خیال بزم کہ مستان سحر مے نوشند
صاف خورشید بود دُرد تہ جام صبوح

دست و پا گر نزند دل نفسم مے گیرد
در گلو روز قضا دم ز لب بام صبوح

غم مطلوب سر از دامن دلبر نگرفت
لائہ نیم شبی کردم و ابرام صبوح

حق دید از نظیری نرسانی بتمام
در شب وصل ادا گر نکنی دام صبوح

ماندہ ام بادیے از ہجر عزیزان مجروح
دیدہ شد غرقہ طوفاں چو جگر گوشہ نوح

دررهٔ دوست هلاک تن و فرزندی ماست
بردر وصل وداع کس و پیوند فتوح

صد بهانه که یکی برزند بر تقصیر
صد کنایت که یکی را نبود رنگ صبوح

گاهم از قدر هوا سنگ ببارد ظاهر
گاهم از کلک قضا جرم بزاید مشروح

بردل و سینهٔ من داغ جفا گردد مهر
دررگ و ریشهٔ من قوت بلا گردد روح

نه بخود حامل پیمان محبت گشتم
عشوه دیدم و خوش بود سر از جام صبوح

صالح و طالح اگر حمله چو من داجو بیند
توبه در توبه ز زشتی بگریزد چو نصوح

سوی رحمن علی العرش توجه کردم
بانگ زد عرش که پاکی ز مکان یا سبوح

درصحبت همه بر روی نظیری بستند
بخودا فاتح الابواب در سخن مفتوح

ردیف الخا

چگونه نام تو آریم برزبان گستاخ
که یاد تو نتوان کرد در نهان گستاخ

اگر بگلبن تو بلبلے پناه آرد
کسے تمیز ندش گل بر آشیان گستاخ

هزار جمند که در راه تو شهید شود
هما نمی کندش قصد استخوان گستاخ

باب خنجر جلاد ده طهارت ما
که پیش تو نتوانیم داد جان گستاخ

اگر سوای ازاں لب کنیم خیره به بخشش
بمیزبان کریم است میهمان گستاخ

بکعبه سجدهٔ عارف نمے کنند قبول
اگر بدیر نهد پا بر آستان گستاخ

محرمات حرمگاه های معبود اند
بمقتضای طبیعت نده عیان گستاخ

عجب که جان بسلامت برند مغروران
ستارگان قدر انداز و آسمان گستاخ

چگونه حرمت درویش پارسا ماند
سوال زشت و غنی سخت دل زبان گستاخ

مباد صاعقهٔ بے نیازی بجهد
چنین مجوی نظیری ازو نشان گستاخ

چو نیست حد که ببالین نهم سرے گستاخ
چه سود از حرم امن و خوابگاه فراخ

هزار جای زبرون می زنند طبل رحیل
هنوز رخت ز ایوان کسی نبرده بکاخ

نشسته نغمه سرایان بهم چه دانستیم
که سنگ تفرقه مان می پراند از سر شاخ

ز دام و دانهٔ صیاد مرغ می نالد
خبر نداشت که بر سیخ می کشد طبّاخ

غبار لشکر یاجوج غم جهان بگرفت
که گفت سدّ سکندر نمی شود سوراخ

بهیچ حیله ز پیش اجل خلاصی نیست
ز گرگ اگر بهی پوست می کند سلاخ

چنان رسید جراحت بدل که دیده ندید
ز زخم حادثه ز دنا گهان نظیری آخ

ردیف الدال

پرده برداشته ام از غم پنهانی چند
بزبان می رود امروز گریبانی چند

زان ضعیفان که وفا داشت درین شهر اسیر
قفسی چند بجا مانده و زندانی چند

سر و سامان سخن کردن این جمع نیست
پهلوی من بنشانید پریشانی چند

بس خرابی که ز یکدیگریان نشناسند
مانده ایم از ده غارت زده ویرانی چند

کشته از بسکه فتادند کفن نتوان کرد
فکر خورشید قیامت کن و عریانی چند

هیچ دل را ستم حادثه مجروح نکرد
که نه لعل تو بر آن ریخت نمکدانی چند

هیچکس را سر پای نزد ایام که ما
پشت دستی نگزیدیم بدندانی چند

بر عشرت طلبی بخت دل آرام بیرول
چیده ام از گل این بادیه دامانی چند

چشم بر فیض نظیری همه خوبان دارند
کاسه در پیش گدا داشته سلطانی چند

شمع را زنده دلی در شب تار آخر شد
روز عشرت همه در خواب خمار آخر شد

شاخ سرکش شد و دست همه کوته بماند
جور گل چین و نزاع سر خار آخر شد

عندلیب ار نسراید بقفس معذورست
گل ها بازار نبردند بهار آخر شد

خلعت دهر باندازهٔ حال اکنون نیست
چرخ را رشته بهم رفت و مدار آخر شد

ہمچو دینار کہ در پائے کریماں افتد — کس نگفت از چہ شماریم و شمار آخر شد
کمتر از رنگِ حنا بود بما لطفِ جہاں — سرِ دستے نفشاندیم و نگار آخر شد
فکرِ ناآمدہ اینست کہ امسال گذشت — غمِ آیندہ ہماں بود کہ پار آخر شد
نقشِ رخسارِ تو بر صفحۂ جاں گشت رقم — پردہ بریک طرف انداز کہ کار آخر شد

شاہداں گوشۂ چشمے بنظیری دارند
ہر چہ دل صید ہمی کرد شکار آخر شد

ذوقے زمے نزاد کہ صد شور و شر نشد — بیباکے از مذاقِ خمِ مے بدر نشد
ایں رسمہائے تازہ ز حرماں عہد ماست — عنقا بروزگار کسے نامہ بر نشد
باز ایں چہ آفت است درختِ امید را — امسال ہم شگوفہ فشاند و ثمر نشد
بیہودہ برگذرگہ آفت نشستہ ایم — شد کاروان و مردِ رہے جلوہ گر نشد
رسوا منم دگرنہ تو صد بار در دلم — رفتی و آمدی کہ کسے را خبر نشد
دستار مارِ گنج گرہ در گلو شود — خم را کہ خشتِ میکدہ تاجِ سر نشد
شب زندہ دار باش کہ تا پیرِ بت تراش — بیدار بودہ بت کدہ زیر و زبر نشد
در صدر چوں حضور نبود آستاں گزید — ہرگز گدائے کوئے مغاں معتبر نشد

پس نغمہا بگوشش نظیری ہوس کشید
در از دروں بہ بست و بہ بیروں در نشد

قاصد ولے آزردہ تر از آبلہ دارد — مے آید از آں کوئے و ز رفتن گلہ دارد
کس خیمہ نیفراخت بسر چشمۂ حیواں — گاہے گذرے خضر بریں مرحلہ دارد
شاید کہ شود جلوہ گر از غیب جمالے — چشمے ہمہ کس بر رہِ ایں قافلہ دارد
معشوق جمیل است و غیورانہ بگویم — مجنوں نسب از لیلی ایں سلسلہ دارد
آہوئے بفراغت نکند در ہمہ صحرا — دیوانہ کہ آہوئے رماں در گلہ دارد
دریاش ہمے باید و در ظرف نہ گنجد — صد گونہ الم طائرِ کم حوصلہ دارد
فارغ نشوم یک نفس از بندگی عشق — شکرانۂ فرضے کہ کنم نافلہ دارد

بے بادہ کنم مستی و بے نغمہ زنم ذوق　　اینک مے و نے ہر کہ بسر مشغلہ دارد

چوں گفتہ و ناگفتہ بسنجیدن بخت است
شعرے کہ نگفتست نظیری صلہ دارد

کمال عاشقی حیرانئ دیدار مے آرد　　چو آتش دیر می ماند سمندر بار می آرد
نہ رشک خود فروشاں میکشد نے ناز کم سنجاں　　فریب حسن غوغا از سر بازار مے آرد
تو در خواہ از قضا چندانکہ فیروزی شود روزے　　بہ بخت ار در بندی اختر از دیوار می آرد
بہند خط جمال یار سودائے عجب دارد　　ہمہ اقرار و ایماں بردہ انکار مے آرد
مسلماں عاشق رخسار و ہندو والہ زلفش　　موحد بیں کہ باہم مصحف و زنار مے آرد
مبارک فال صبح دولت دیدار میخواراں　　کہ دست و پائے بخت خفتہ را در کار می آرد
زخود بیناں چہ میگوئی بزم بیخوداں منشیں　　کہ آب خضر اگر حاجت شود خمار می آرد

نظیری از نواز شہائے درد دوست در ذوقم
کہ چوں چنگم بضربت بر سر اسرار مے آرد

چوں ابر بہاری لب ہر سایہ فگن شد　　بر ہر بہ دو بوم کہ نظر کرد چمن شد
چوں شمع کہ شد رہبر پروانہ زنالش　　دلسوزی او باعث جاں بازی من شد
میخواست شود قابل نظم بلاغت　　صد پایہ نشیب آمد بر اوج سخن شد
بے جام ہمہ میکش و بے بادہ ہمہ مست　　از نظم من آئین مغاں رسم کہن شد
شک نیست کہ از نیم نظر کار بر آید　　آنرا کہ دلیل آصف اعجاز سخن شد
ہمسائگیش را اثر ابر بہار است　　ہم خانہ گلستاں شد و ہم خار سمن شد
از یار و دیار ار نہ کنم یاد عجب نیست　　از رشک من امسال غریبی بوطن شد
بر خاک درش جائے شہیداں ندہد کس　　لطفیست کہ کافور تن و عطر کفن شد

مہمان بہشتی مخور اندوہ نظیری
نزہت گہ حوران چمن بیت حزن شد

بگوشم از پریدن ہائے چشم آواز می آید　　کہ از غربت دریں زودے عزیزے باز می آید

مبارک پے ہوائے کز دیارِ دوستے خیزد
کہ بے بال و پر آنجا مُرغ در پرواز مے آید

بفل بکشائے پُر کن از غنیمت ہائے ایمانے
کہ از تاراجِ حسنِ مملکت پرواز مے آید

بساطِ جادوے برہم خورد جادو نگاہاں را
کہ لب با حجّت و رخسار با اعجاز مے آید

محالست اینکہ بر دامِ نگاہِ من گذر افتد
غزالے را کہ از پے صد کمند انداز مے آید

سپہ را روح در پرواز و شہ را بخت در نازست
کہ از بالا ہما در چنگ آں شہباز مے آید

بترتیب صبوحے صبحدم دیدم کہ دولت را
کمر می بست دَوران خانخاناں باز مے آید

سعادت ہاے گوناگونست دوراں را کہ حُسنِ او
بہر انجام فصلے بر سرِ آغاز مے آید

نباشد محرمِ آہنگ دولت قدرہر سمعے
نوا نازک بروں زیں پردہاے راز مے آید

چو شد تسخیر دلِ مشتاق را درماں شکیبا نیست
کہ دل مینا زد و دلبر ز روئے ناز مے آید

نظیری دوستاں را راز دل ناگفتہ کے ماند
تحمل کن کہ او خود بر سرِ ایں راز مے آید

بہوش سیر چمن کن کہ شاہداں مستند
قرابہ بر سرِ ابر بہار بشکستند

چمن پیالہ کش است و صبا قدح پیما
معاشرانِ صبوحی ز خواب برجستند

بزیر خرقہ نہاں بادہ می خورد صوفی
حکیم و عارف و زاہد ہمہ ازیں دستند

جہان و عیش جہاں حرف قاف و سیمرغست
در حریم قناعت کہ نیست آں ہستند

تو نخل خوش ثمرِ کیستی کہ باغ و چمن
ہمہ ز خویش بریدند و در تو پیوستند

بغربت تو چناں تشنہ ام کہ صبرم نیست
بقدرِ فرصت آں ماہیاں کہ در شستند

ز بیقراری افلاک داغہا دارم
کہ تا ز شوق تو برخاستند بنشستند

نوا فزوں است ز اندازۂ بریشم عود
غزل بزمزمہ خوانم کہ پردہا پستند

بر مزنکتہ ادا مے کنم کہ خلوتیاں
سرِ سبو بکشادند و در فرو بستند

تو نخل میوہ فشاں باش در حدیقۂ دہر
کہ کم درخت قوی خشک شد کہ بشکستند

ز کاہلی تو نظیری خزاں ایں چمنی
کہے بہار غ شدی کز نشاط وارستند

اینجا نه بهر سنگ سیه نور فروشند
این پایهٔ بینش نه بهر کور فروشند

فریاد که هر کس باسیری فتد اورا
شرط است که از خویش و وطن دور فروشند

غیرت نگذارد که بچشم و دل منکر
یک ذره ز خاکستر منصور فروشند

زیبنده بود دعوی مستوری خوبان
هر چند که جولان بسر طور فروشند

سرد است چنان خانقه و دیر ز آتش
دردادی دوری شب دیجور فروشند

آں دردکشانے که شناسائے عیار ند
فردوس بیک خوشهٔ انگور فروشند

اخراج مغل خواهیم و تاراج قزلباش
کز هند بر ندم به نشاپور فروشند

در عشق تو با قدر و بهائیم که عزیز است
ویرانه که در کشور معمور فروشند

قربان شدگان تو لقصاب سر کوئے
یک سینه بصد ضربت ساطور فروشند

بارِیش دل و سینهٔ ناسور نظیری
خوش باش که کم بندهٔ رنجور فروشند

ما بید بوستانیم مارا ثمر نباشد
مردود دوستانیم از ما بتر نباشد

از لب برون نیاید آواز عشقبازاں
پرواز مرغ بسمل جز زیر پر نباشد

تاراج دیدگاں اند آوارگان معشوق
راهے نمیرود عشق کانجا خطر نباشد

صد در اگر کشایند بر خلق گاهِ دیدار
آنرا که چشم بستند راهش بدر نباشد

اول نشانِ مردی اخفائے کار خوبست
بهتر ازیں که گفتی دیگر هنر نباشد

فیروزی ضعیفاں در عجز و انکسار است
تا نشکند صفِ ما مارا ظفر نباشد

تا دل بجائے خویشست دارد عنانِ دیده
عاشق که شد پریشاں صاحب نظر نباشد

از تیغ کے هراسم دیدار مزدِ قتل است
خونے که عشق ریزد هرگز هدر نباشد

در گوشهٔ قناعت سیر گل ست و نسریں
زیں خوبتر نظر را هرگز سفر نباشد

هر جا رود مسافر حرف تو ارمغان است
یک خانه نیست کز تو پر از شکر نباشد

قاصد که مے فرستی رطل گرانش درده
کز ما خبر نباید تا بے خبر نباشد

از شاخ لهو برگے حاصل نشد نظیری

لب تشنہ باد گشتے کز گریہ تر نباشد

زگردشہائے چشمش مستئ پیمانہ می خیزد — گرہ کز ابروں می خیزد ش مستانہ می خیزد

چو در روز قیامت ہر کسی خیزد بسودائے — شہید نرگس او از لحد دیوانہ می خیزد

ہیولئے فنایم جلوہ در کار می خواہم — مہم بر بام تا بد آتشم از خانہ می خیزد

چراغ اہل عشق از کلبۂ من میشود روشن — نشیند ذرہ گر بر روزنم پروانہ می خیزد

زبس محو تصور کردن یارم نمے دانم — کہ در کاشانہ می آید کہ از کاشانہ می خیزد

سبق از یک ورق لیلیٰ و مجنوں را چہ حالست ایں — یکے دیوانہ مے گردد یکے فرزانہ می خیزد

ز شرح قصۂ ما رفتہ خواب از چشم خاصاں را — شب آخر گشتہ و افسانہ از افسانہ می خیزد

بر دنیا و دیں خواہی سر شکے بر جراحت ریز — کز آب زمیں صد خرمن از یک دانہ می خیزد

نگر گاہے نظیری مے کند آرامگاہ اینجا

جنوں از سایہ دیوار ایں ویرانہ می خیزد

دوش بر سوز دل و سینہ براتم دادند — سر چو شمعم ببریدند و حیاتم دادند

نالہ کردم بہماں عشوہ خموشم کردند — گریہ کردم ز شکر خندہ نباتم دادند

درد و صاف غم و شادی بمن ارزانی شد — تا خمم و خم کدۂ عشق براتم دادند

پارہ پارہ جگر طور ز غیرت خوں شد — کہ کہے بودم و چوں کوہ ثباتم دادند

گرسنہ دیدہ تر از مفلس کنعاں بودم — خواجہ گشتم کہ از اں حسن زکاتم دادند

تا بمقصد سپرم کشتی مشتاقاں را — از خضر عمر ہمت و از نوح نجاتم دادند

اختر م شعشعہ بر چرخ نظیری زدہ است

کس چہ داند کہ چہ عالی درجاتم دادند

گلزار شہر آمد و بازار چمن شد — گوش ہمہ کس محو غزلخوانی من شد

تا جیب کشادم کہ از اں نامہ بر آرم — دیدم کہ صبا قاصد صد بیت حزن شد

ہر دخل کہ منخواست کند دشمن حاسد — آمد بزبانش ز دل و مہر دہن شد

از ظلمت شب مرغ خروشاں نشد امشب — ہر چند کہ در بند پر و بال زدن شد

پرزور تر از بادۂ تلخ است محبت
عشقے کہ برو سال گذر کرد کہن شد
الفت دہ ہجراں و وصال است صبوری
مخموری من توبہ دہ و توبہ شکن شد
تا می شنوم حسن و وفا ہر دو غریب اند
عاشق نشنیدم کہ ز غربت بوطن شد
تا ہمسفر اشک خودم کار خرابست
ہر جا کہ شدم در پے ویرانی من شد

ہر زخم کہ برداشت ز ایام نظیری
نے چاک گریباں شد و نے چاک کفن شد

آخر بمن آں مغبچہ ہم کیش برآمد
واں کافر بیگانہ بمن خویش برآمد
نیش سیہم گرچہ نمود از صف مژگاں
نوشیں نگہے از عقب نیش برآمد
چشمش زکماں خانۂ ابرو بمن انداخت
ہر تیر کہ چالاک تر از کیش برآمد
اقبال دو گیتی بکلاہ نمدے بود
دیہیم شہ از خانۂ درویش برآمد
کامے کہ بشمشیر و سناں دیر برآید
از دیدۂ لہ خونیں و دل ریش برآمد
بر خلق نگر دیدگراں ہر کہ دریں بزم
پس از ہمہ رفت و ز ہمہ پیش برآمد
دیدیم ز سر تا قدمش حسن و شمایل
لیک از ہمہ خوبیش وفا بیش برآمد
دادیم بجاں منصب ہمرازی جاناں
دل نیز دو ردی و غرض اندیش برآمد

ساماں نشد از سعی خسرو کار نظیری
دیوانہ شد و از خود و از خویش برآمد

یغمائے تو دستے بکم و بیش برآورد
تاراج تو دلق از بر درویش برآورد
عشق تو شک انداخت بہفتاد و دو ملت
حقیت آئین خود از کیش برآورد
حسن تو بتقیید دو جہاں سلسلہ افراشت
آوازۂ آزادگی خویش برآورد
از نیلک مژگاں تو شد کشتہ جہانے
باآنکہ ندیدیم کے از کیش برآورد
چوں از تو رہد صید کہ کنعبین غزالت
چوں پنجۂ شیراں لغضب نیش برآورد
خط نیست کہ بر عکس رخت سایہ فگندست
از صیقل تیغ آئینہ ام ریش برآورد
در مصلحت کس نزنم چنگ کہ عشقم
از کشمکش عقل کج اندیش برآورد

عشق از خردم خوب رہانید نظیری
خوں گرمی بیگانہ ام از خویشش برآورد

درد و غمت کہ ہمچو ہما استخواں خورند — بر من مبارک اند کہ مغز جہاں خورند
بر نامہ ام مخند کہ آشفتہ خاطراں — مو کز قلم کشند نئے اندر بناں خورند
مست آئیم بصلح اگر نکہتے بری — زاں مے کہ در محبت ہم دوستاں خورند
نیشکر آنچناں نخورد کس ز دستِ دوست — کازادگاں ز دستِ مبارز سناں خورند
جانے و صد کرشمۂ مژگاں چہ می کنم — ایں تیرہا تمام اگر بر نشاں خورند
چشم ہزار تشنہ جگر در کمیں تست — ترسم کہ خام میوہ ایں بوستاں خورند
آزادگاں بجائے رسیدند ما ہماں — زاں رہرواں کہ گرد پس کارواں خورند

ہر جا گلیست بہر نظیری طرب ہمیست
کے بلبلانِ مست غمِ آشیاں خورند

مجلس چو بر شکست تماشا بما رسید — در بزم چوں نماند کسے جا بما رسید
دلّال عشق بود خریدار دستاں — خود را فروختیم چو سودا بما رسید
مے خندہ بر بضاعت درویش لبش — صد کارواں شکر بہ نئے بوریا رسید
بال و پر از درازیٔ منزل بسوختیم — پیغام بے نیازیٔ عنقا بما رسید
آموخت ہر چہ عشوہ زکبرے بما فروخت — اندوخت ہر چہ غمزۂ زلیخا بما رسید
گر گم ہیم تیرہ شب از خواب جستہ ایم — حسن تو شور کرد کہ غوغا بما رسید
بعد از ہزار سعی ثواب و مجاہدت — زنّار راہب و بتِ ترسا بما رسید
ما را کجاست ارزشِ زخمِ التفاتِ تو — شد عام آنچناں کہ تمنّا بما رسید
رحمے نما و مستیٔ ما را زیادہ کن — زاں خم کہ یک پیالہ صہبا بما رسید

مشکل عناں نالہ نظیری تواں گرفت
باد بہار و نکہت صحرا بما رسید

ہر سحر سلسلہ از پائے صبا بکشایند — گر کشادش گرہے از دل ما بکشایند

در دنا یافتنم سوخت ندانم زکجا
بلبلاں را بچمن راہ نوا بکشایند

کارم از زلف گرہ گیر تو پیچیدہ تر است
سر ایں رشتہ ندانم زکجا بکشایند

آخر اے گل گذرے کن بگلستاں تا کے
چشم نرگس برسد صبا بکشایند

برہم افتادہ دلؔ دیدہ برانداز نقاب
تا ہمہ عقد گہر روئے تما بکشایند

ہر کجا فتنہ آں چشم سیہ در کار است
کفر باشد کہ زباں را بدعا بکشایند

سیر ایں دائرہ بہ نسیت ولے مے ترسم
چشم از خویش بہ بندند چو پا بکشایند

گر بمیخانہ نظیری برم ایں زمزمہ را
مطربانم گرہ از بند قبا بکشایند

نمی تواں بگریزند از من انتقام کشید
کہ دایہ زہر بطفلی مرا بکام کشید

زمانہ یک نفسم بر مراد خود نگذاشت
بہر کہ داد مراد از من انتقام کشید

ہزار نقش خوشم داد چرخ تا دیدم
قلم گرفت و خط سہو بر تمام کشید

مرا فریب نبرد از رہ ارنہ ایں جادو
عنان خاص گرفت و کمند عام کشید

باہ و نالہ حریفم زجام و نغمہ گو
کہ کارم از مے و مطرب بایں مقام کشید

شراب دور بجز آں بے تفاوتے نگرفت
کہ گر حلال رسید و اگر حرام کشید

چہ جائے من کہ بجام شراب و طرۂ حور
فرشتہ را ز فلک میتواں بدام کشید

چناں تزار فتادم بعشق نیم نظر
کہ سایہ از سر کویم بزیر بام کشید

بساط عافیت اے عقل و ہوش برچینید
دگر نظیری بے ظرف یک دو جام کشید

رشکے بمن گہے ز ادائے سخن رسد
صد جا نگہ مقام کند تا بمن رسد

من بر در از تجلی ایں نور سوختم
پروانہ چوں بعرصۂ آں انجمن رسد

در راہ تو شمال و صبا در تردد ند
تا بو کرا دہی کہ بہ بیت الحزن رسد

گر زیر گلبنے قفسم را نمے نہی
جائے بنہ کہ نالہ بگوش چمن رسد

گفتند کم بقا ست سمن عندلیب گفت
اے کاش عمر گل بحیات سمن رسد

جیبے کہ پارہ شد بملامت رفو نشد
دست جنوں مباد بایں پیرہن رسد

زاہد ز سرِ نکتۂ صوفی چہ آگہست
در شیوہ ہائے چشمِ صنم برہمن رسد

بازیچۂ تو معجزِ عیسیٰ بباد داد
در نرگسِ تو کس بچہ افسون و فن رسد

اے جاں بسعی درد نظیری نمے رود
مرگے مگر بدادِ دل زیستن رسد

خونم ار برخاک ریزی نقصِ پیماں کے شود
خاکم ار بیروں در ریزی پریشاں کے شود

گرمئ اہلِ محبت از دمِ گرمِ من است
نالہ ام تا نشنود بلبل غزلخواں کے شود

شورِ بختی را چہ سازم چارہ نتواں ساختن
چوں نمک بر ریش آمد در نمکداں کے شود

بازوے ما دل خراشاں را کمندی لازم است
ہر چہ دستِ ما رسد در وے گریباں کے شود

بشکست بازن بہوس آنگہ ہوائے عشق کن
تا بتِ خود نشکند کافر مسلماں کے شود

ہیچکس بر روئے بستر کسبِ جمعیت نکرد
بر سرِ کو تا نخوابد دل بساماں کے شود

دار وئے غم گریۂ مستانہ بیند بیش ازیں
آں ہم از کیفیت افتادست درماں کے شود

بندہ نتواں کرد ما آزادگاں را جز بمہر
جنسِ ما بسیار کمیابست ارزاں کے شود

تنگدستے چوں تو کے یابد نظیری قربِ دوست
آنچناں نو بادہ ہرگز فراواں کے شود

ہوائے کوئے او آوارہ ام از خانہ می سازد
فسونِ او پدر را از پسر بیگانہ می سازد

صلاحِ عشق شد کفرم یقیں انکار ایمانم
محبت کعبہ ویراں میکند بتخانہ می سازد

قلم در اختیارِ دستِ من چوں نقشِ موہومم
گرم فرزانہ می دارد گرم دیوانہ می سازد

بناخن ریشۂ جاں می کنم از ہم خوشا دستے
کہ گاہے چنگ در زلفِ نگارے شانہ می سازد

دل از ردّ و قبولِ مجلسم خوں شد خوشا رندے
کہ شب با کنجِ گلخن روز با ویرانہ می سازد

چو گنجشکے از پئے بازی عزیزم در کفِ طفلی
ز زلفم دام مے بافد ز خالم دانہ می سازد

مکن از بزم چوں بیگانگاں بیروں نظیری را
اگر مے نیست بالائے تہ پیمانہ می سازد

چو عریاں شد چمن مرغ از ضرورت خانہ میسازد — چو قحط گل بود بلبل بآب و دانہ میسازد
چو بر بام و در مردم نشیند جغد ناسازست — مبارک پے بود آندم کہ با ویرانہ میسازد
ز دشمن خیل در خیل از محبت گوشۂ چشمے — فسون جادواں را معجزم افسانہ میسازد
محبت جزو جزو دم راز ہم بیتاب تر دارد — تجلی ذرّہ ذرّہ کوہ را پرواز مے سازد
پیام نو بہاری لالہ گوئم ابر نوروزی — کلید باغ را کے شاخ گل دندانہ میسازد
بچشم کم نباید دید قدر زیردستاں را — فلک صد جا سبو گل میکند پیمانہ میسازد
بجز زلف پریشاں در خیالم نگذرد چیزے — پری را گوشۂ ویرانہ ام دیوانہ میسازد
مبادا برگ بارم کم اگر افشاندہ ام تلخی — کہ شد سندہ آنزا نقل عہد کاشانہ میسازد

نظیری لازم عشق و جنوں جنگست و ناسازی
تو معذوری بمردم مردم فرزانہ مے سازد

امشب چمن از گریۂ ما تازہ و تر بود — بر ہر سر خار مژہ لختے ز جگر بود
می رست رگ و ریشۂ جاں از بن ناخن — صد لالہ ستاں کاشتہ در سینہ و بر بود
در زیر لبم گاہ طرب زمزمہ مے سُفت — بر دور رخش گاہ ہوس حلقہ ثمر بود
تا در بخلوت گہ مقصود اجابت — در پیرہنم نالہ ہم آغوش اثر بود
از کثرت آمد شدن دزد خیالی — پیرایۂ خوابم ہمہ شب زیر و زبر بود
وز بہر نثار قدمے چشم ترم را — تا گوش گریبان نظر پُر ز گہر بود
گفتم بدعائے سحری وصل تو خواہم — بے ہوش شدم بوُے تو با باد سحر بود
قاصد جگرم سوخت چہ پیغام و چہ نامہ — دل بود ہماں خوش کہ بامید خبر بود

بگذشت گریباں نزدے چاک نظیری
پیشش چہ بلا دست دعائے تو بسر بود

با آنکہ ز مہرش بدلم ہور نگنجد — در دیدۂ او نقش من از دور نگنجد
پروانہ بمہتاب کند بال فشانی — کز عیش بخلوت گہ او نور نگنجد
از گریۂ من عشرت او تلخ مسازید — در بزم گہ خوش بمکاں شور نگنجد

سلطان و گدا ابر درِ میخانه خرابند — در حلقه با شوکت فغفور نگنجد
مارا چه محل لیک عزیزان نپسندند — هر دل که در دو ناله رنجور نگنجد
نومیدی و آنکه ز تو ایں تیرگی بخت — در روز سیاه و شب دیجور نگنجد
ما و روش دیر که دریا خطا شوست — در شرع غلط گوئی منصور نگنجد
از صدرهِ دیرانه پری جلوه کنانست — زانست که دیوانه بمعمور نگنجد

گر مست نهٔ دم مزن از عشق نظیری
کیں ذوق و هوس در سرِ مخمور نگنجد

در آشیانِ ما پر و بال بهار رسید — هر جا رسید سایهٔ دولت ز بار رسید
بلبل نمے شود که ننالد بهٔ بوستاں — گلبن ز صوت و نغمه به نشو و نما رسید
کس ماجرائے بلبل و پروانه حل نکرد — سرگشته ماند هر که بایں ماجرا رسید
با غمزه ایں معامله پیش از الست بود — حرفِ بلی نبود که زخمِ بلا رسید
هر کس بقدر طاقت خود مے کشد غمش — آهن بقدر جذبه بآهن ربا رسید
شب خنده بر بضاعت درویش زد لبش — صد کارواں شکر به نئے بوریا رسید
کردند تلخ عیش حریفاں ز حسرتم — لذت نشد از طعام چو چشم گدا رسید
آزار از جراحت بیگانگاں رسد — مرهم منه که زخم دل از آشنا رسید
مے ده که رفت نوبت مستوری و صلاح — طرف نقاب غنچه بدست صبا رسید

کس در جفا طریق رضا را بسر نبرد
در حیرتم که کار نظیری کجا رسید

پا بیمالم فتنه را هر که در شور آورد — بر سرِ راهم بلا از هر طرف زور آورد
تخم غم در آب و خاک من مگو بر میدهد — خرمنے حاصل کنم گر دانهٔ مور آورد
آنکه شامِ زندگانی شمع بالینم نشد — کے پس از مرگم چراغے بر سرِ گور آورد
عشق و تشریف هم آغوشی مجالست اینکه کس — خلعتِ سلطاں برائے مفلسِ عور آورد
نے همیں هنگامهٔ رسوائی من شد بلند — عشق دایم بر سرِ بازار مستور آورد

حسن گل برقے بہ بستاں زد کہ اکنوں شاخ گل — بلبل و پروانہ را مجروح در رنجور آورد

مجلس عشق از فروغ من نظیری روشن است
موسیٰ از بہر چراغم آتش طور آورد

ہوس پروانہ است امّا بگرد دود میگردد — نظر خو بست امّا دل غبار آلود میگردد
زکاوشہائے مژگاں تو پر خوں دیدہ دارم — کہ گر شویم بآب بحر خوں آلود میگردد
دلم را کردہ ذوقت خوش دگر نگذارم از دستش — دہد تا باز ذوقے دست غم فرسود میگردد
تو گر برہم زنی سودائے دل بازے زیاں داری — مرا سرمایۂ دنیا و دیں نابود میگردد
دریں مدت غم ہجراں عبث برخود پسندیدم — ندانستم کہ از مرگم دلت خوشنود میگردد
کس این بے اعتدالیہائے حسنت را کجا گوید — کہ عاشق پیشت از مہر و وفا مردود میگردد

بشفقت گاہ گاہے سوئے میخواں نظیری را
جدائی [illegible] از وصلت تسلی زود میگردد

گہے کہ وقت علاج دماغ من باشد — نسیم در چمن و نافہ در ختن باشد
مقیدم بہ بت خود چنانکہ می خواہم — نہ بت پرست نہ بت گر نہ بت شکن باشد
ز طور عشق ہمہ کار عقل دیگر شد — چو آصفے کہ سلیمانش اہرمن باشد
مشو بخویش مقید کہ مرغ زیرک را — خطر گہیست کہ مشغول خویشتن باشد
سفر گزیں کہ نہال اول از ملول شود — زمین غربتش آخر بہ از وطن باشد
چو ذرّہ ام بہوائے در تو بازار یست — کہ در گردئی من رشک انجمن باشد
زبسکہ جامہ ز شوق تو پارہ پارہ کنم — بہر پر دست زنم چاک پیرہن باشد
تواں ز نالۂ من یافت اشتیاق مرا — غم ز شوق بانداز ہ سخن باشد
ز نالہ بس نکنم زانکہ کم رسد آسیب — برای درخت کہ مرغ صفیرزن باشد

چو شاخ گل ہمہ مرغاں سبزہ را گوش شوند
کہ بلبلے چو نظیری دریں چمن باشد

آنرا کہ قبول تو خریدار نباشد — در ہیچ گہے ہیچ دلش بار نباشد

از قیمت یوسف نشود یک سرِ مو کم
هر چند خریدار به بازار نباشد

گویا تو بر دل میروی از سینه وگرنه
جا دادنِ کس این همه دشوار نباشد

از نرگس مخمور تو در بستر و بالین
بر پائے رود فتنه و بیدار نباشد

از جادوِ حسن تو که در پیش جمالت
بر خاک طپد صید و گرفتار نباشد

غم یار من و بخت سراسیمه که این غم
گر از تو بود چون زنش عار نباشد

آن شعله که افتد بخس و خار نه عشق است
هر سوخته زین نشاء خبردار نباشد

با دردِ تو از کس نه کند یاد نظیری
پروانه که سوزد بگلش کار نباشد

دوشینه سرودے ز دل افگار برآورد
کاهو ز حرم مرغ ز گلزار برآورد

امسال دگر اشک صلاح و دم زهدم
رنگ مئے پار و گل پیرار برآورد

من توبه نیاورده ام از کعبه که کافر
بت را ز گرو خانه خمار برآورد

تنها نه مرا راه زد از بوالعجبی عشق
بس شیخ که از خرقه و زنار برآورد

هر خار که اندر رهِ ما بر کفِ پا خورد
صد رنگ گل از گوشهٔ دستار برآورد

بد کرد بما هر که در خلوت ما زد
یار از سرا پردهٔ دیدار برآورد

چون کبک خرامنده بهر ره که گذشتی
جولانِ تو طاوس ز رفتار برآورد

بس سر که بزد بر در افلاک نظیری
کین صبح طرب را ز شب تار برآورد

بخاطرم که اگر گشت دوست دشمن شد
دو دل چو شیر و شکر بود سنگ و آهن شد

چو خانه بسر گشتت عهد را بنیاد
ز هر طرف که نسیمے وزید روزن شد

مرنج اگر نشدم مضطرب ز آمدنت
چراغ دیده نمے داشت دیر روشن شد

در اشتیاقِ تو چندان صنم صنم گفتم
که شرمسار ز خود زاهد و برهمن شد

سر از غبار تو گفتم برون توانم برد
کمند پا و سرم طرفه جیب و دامن شد

کشید بر سرِ دیوار بوستان دامے
که گل ملول ازین بلبلان بشیون شد

مساز خندهٔ گر رنجه یا که نکشاید
لب ملول نظیری که وقف شیون شد

این کعبه را بنا نه بباطل نهاده اند — بس معنیٔ جمال درین گل نهاده اند
درمانده گشته است باین کار و بار عشق — هر شو هزار عقدهٔ مشکل نهاده اند
زین گل چه دیده اند مگر حاملانِ عرش — کز رنج راه پایهٔ محمل نهاده اند
قلزم بشور رفته و عمان نشسته تلخ — زین آبِ زندگی که بساحل نهاده اند
آه این چه دوستیست که سرہاے یکدگر — خویشاں بریده در رہ قاتل نهاده اند
خوارم مکن که ریختن آبروے را — با خون صد شهید مقابل نهاده اند
بر هر که هوشیار بود اعتراض نیست — مستاں قدم ببزم تو غافل نهاده اند
بنمائی رخ تمام که شاهانه چیده اند — شاہاں که خوانِ دعوت سائل نهاده اند
در بزم خلد نعمت هر گونه چیده شد — حسب مراد دعوت سائل نهاده اند

گردن بنه به تیغ نظیری که عاشقے
بر سرِ کلاه مردمِ عاقل نهاده اند

بدل ز شوق تو چوں ناله در سماع آید — اجابت از درو بامم باستماع آید
مے ست در خم شوقم که گر بجوش رود — هزار ذره پروانه در سماع آید
چناں بنالش من روزگار خوش دارد — که گر خموش شوم بر سرِ نزاع آید
به بیع عشوه برم جاں که مست نازمرا — اهانتے ست که خود بر سرِ متاع آید
بجاست نالهٔ مرغ چمن که گل بشتاب — چناں رود که مگر از پیے وداع آید
چساں فسانهٔ بلبل برم که درد سرش — سریست آنکه ز بوئے گلشن صداع آید
سر از اطاعت فرماں کشم جم و کے را — که بندهٔ که مطیع تو شد مطاع آید
نمونهٔ ز وصالِ تو و نمایش ماست — که ذرهٔ در نظر از هستیٔ شعاع آید

بصبر داد نظیری قرار و فرمان ده
که غم ببدعت و هجراں اختراع آید

کس چو من نیست کہ پیش نظر از دل برود — غائب از دیدہ نگردد مقابل برود
دولتے بود کہ مردیم بہنگام وداع — آں قدر زندہ نماندیم کہ محمل برود
راہ بیگانگیٔ پیش نداری کہ کسے — بدلیل رہ وطے کردن منزل برود
صبر داریم کہ ایں تہمتِ عشق از سر غیر — ہمچو خونِ بحِل از گردن قاتل برود
قصۂ ما بعزیزانِ وطن خواہد گفت — ہر کرا تختۂ ایں ورطہ بساحل برود
نیکوئی دوستی آرد بدل دشمن و دوست — ہمہ جا سر زند ایں ریشہ چو در گل برود
مرد عاشق ندہد دل بتماشائے جہاں — آں دہد کیسۂ طرّار کہ غافل برود
سر چشمانِ تو گردم کہ زبس خونخواری — قطرۂ خوں نگذارند ز بسمل برود

من و آزار نظیری ز کسم عار مباد
بزباں آید از آنم گلہ کز دل برود

بزمت غمِ بار ما ندارد — عیش تو غبار ما ندارد
ما چہرہ بخوں کنیم گلگوں — مشاطہ نگار ما ندارد
چوں شعلہ ز سوز سینہ روئیم — نم ابر بہار ما ندارد
بس بوئے ببرد گل کہ دستش — زخمِ سر خار ما ندارد
ما عربدہ مے کنیم بسیار — مطرب سر کار ما ندارد
آئینہ بعیب ماست گویا — عیب آئینہ دار ما ندارد
ہر نامہ کہ دل نمی کند خوں — پیغام دیار ما ندارد
خوشحالی روز وصل دیدیم — شوقِ شب تار ما ندارد
ایں غم کہ ملال آرد از کیست — رنگِ غمِ یار ما ندارد
بے نام ز دلستاں خوشست مرغے — کو نالۂ زار ما ندارد
گردوں مہ و مہر دارد اما — نقدے بعیار ما ندارد

خونابہ کشیم ما نظیری
مے عشرت کار ما ندارد

من آں صیدم کہ ہر کس را نظر بر حال من اُفتد
زبس زخم دلم کاری نیست در دنبال من اُفتد

شکارت خوش بر آید کز خود منزل بروں آئی
نگاہت جانب مرغ مبارک فال من اُفتد

نیم مرغے کہ بس دشوار باشد صید من کردن
زبس سستم گرہ از بال من در بال من اُفتد

ازاں بر جم کہ ہر گہ عقدہ در پیش چرخ آید
زدوراں ماہ من ماند ز گردش سال من اُفتد

بزن در نامہ ام اے ابر محشر از کرم برقے
کہ می ترسم ملک را چشم بر اعمال من اُفتد

بقاتل خون خود پیش از سوال حشر می بخشم
کہ می ترسم کہ در درماندگی نا اہمال من اُفتد

مرا گستاخ گوئیہا ست در مجلس نخواہد شد
کہ دایم بند حسرت بر زبان لال من اُفتد

مراں از گوشۂ چشمے کہ از عالم ہمیں دارم
کہ در ہر شادی و غم قبلۂ آمال من اُفتد

بسے پر شوق مے آید نظیری کعبہ مے ترسم
بتے ناگہ ز طاق از شوق استقبال من اُفتد

فلک مزدور ایمائے تو باشد
نوازد ہر کرا رائے تو باشد

بدل تنگی کنم دل خوش ہمیشہ
کہ تنہا جائے غمہائے تو باشد

نیازارم ز خود ہرگز دلے را
کہ مے ترسم درو جائے تو باشد

شود مجروح مغز استخوانم
سر خارے چو در پائے تو باشد

مے کاشفتگی در شور آرد
نگاہ کار افزائے تو باشد

حریفے کز خرد بازیچہ سازد
عتاب گریہ فرمائے تو باشد

نہایت نیست طومار دلے را
کہ مضمونش تمنائے تو باشد

کدورت نیست کاخ سینہ را
کہ رامش بر تماشائے تو باشد

گل صد رنگ میروید ازاں خاک
کہ دردے نوش صہبائے تو باشد

سحر گہ ہر کہ پیش از خواب خیزد
حریف بادہ پیمائے تو باشد

دو عالم نقد جاں بر دست دارند
ببازارے کہ سودائے تو باشد

نظیری زندگی در درد دل جو
کہ درد تو مسیحائے تو باشد

پس از نہ مہ جہازرا دامنِ عیشے بچنگ افتد
مرفع تا کدا ایں خار و خارا را برنگ افتد

نخستین جامہ بر اندازۂ حسنِ تو ببریدند
قبا بر قد سرو از بہر آں کوتاہ و تنگ افتد

بعشق ردیت از دلِ ارغواں و لالہ مے چینم
شرارے لعل گردد مہر خورشید ار بسنگ افتد

فگندہ دل خراشیہائے رنجش خستہ زارم
مبادا آئینہ را قسمت کہ در چنگال زنگ افتد

پس از وارستگی در قید زلفش تازہ افتادم
تر از نو مسلمانے کہ در قید فرنگ افتد

ز حسرت سوختم وز شرم دودے بر نیاوردم
الٰہی آتشے در خانۂ ناموس و ننگ افتد

ترقی در توجہ کم شود عشق مجازی را
بمنزل کے رساند مرد را ہمت چو لنگ افتد

تمنائے گہر سر گشتہ ام دارد بدریائے
کہ در ہر گام صد جا راہ بر کام نہنگ افتد

جنیبت دار راہند اندوہ ذوق جہاں ہم را
نہ سوئے بے عزا آید نہ شہدے بے شرنگ افتد

ہمیشہ ہمچو اجزائے خط پرکار درکارم
کجا در دورِ چرخ و گردش انجم درنگ افتد

نظیری ہر خط تن مطیع نفس گر دیدی
چہ نصرت در گذرگاہے کہ آہو پا لہنگ افتد

آمد دگر بصلح و در جنگ باز کرد
صلحے بمصلحت پئے جنگِ دراز کرد

شد عمر و سر گرانی او بر طرف نشد
بر من بقدر مرتبۂ عشق ناز کرد

خود را بکام دشمن خود دید آنکہ او
با دوستاں تغافل دشمن نواز کرد

عقلم نظر بآئینہ دوستاں فگند
از دوستیٔ دشمنیم بے نیاز کرد

چشم طمع بدوز کہ در قسمت کساں
ہر کس کشود دیدہ محبت فراز کرد

صد معجز از کرامت لعل تو دیدہ ام
از تو نمی تواں بخطا احتراز کرد

ہر جائے بینم از تو سزائے پرستشے
بر کعبہ می تواں ز ہمہ سو نماز کرد

صوت نوا ز ترانۂ ناہید بر گذشت
شد بلند مطرب حسن تو ساز کرد

طبل وجود عیش نظیری بہم نزد
کوتاہ دید مرحلہ خوابِ دراز کرد

یکے فلسم ہوس ہر روز در سیمابم اندازد — خرد فرسایدم زنگش ز آب و تابم اندازد

ز رصافی بدم از زیب و رنگ طبع بیگانہ — چہ دانستم کہ دوراں در کفِ قلابم اندازد

ز سلطانے بکنج گلخنے افگندہ تقدیرم — کہ خاکسترم بجائے بستر سنجابم اندازد

ندارم مستیٔ طاؤس اگر ہمرنگ طاؤسم — فریب طبع رو بہ در شراب نابم اندازد

بچوں سرگشتہ تر دارم ولے از چرخ دولابے — نیفتم در خیال خود کہ در گردابم اندازد

حیات و مرگ خود چوں حاصل افسانہ می بینم — شبم بیدار دارد روزہا در خوابم اندازد

چو مرغانِ سحر خوانست از بس ذوق فریادم — بنور صبح رشکے بہ تو مہتابم اندازد

ادا تا کردہ فرض صبحدم تا چند مخموری — بنزدِ صالحان ز گوشۂ محرابم اندازد

بعیش و ناز نتواں تکیہ بر احسان گردوں کرد — شبانم بر درد تا در کفِ قصابم اندازد

عزیزاں از تعلق سخت در رفتن گرانبارم — کسے خواہم دریں طوفاں نخست از سیلابم اندازد

ندارم شورش و ذوقے نظیری ناشکیبائی کو
کہ چوں شکر در آتش چوں نمک در آبم اندازد

دل با ہوشش دم بروں ندہد — چشم با دوست نم بروں ندہد

در کشد بحرہائے غم عاشق — رنجۂ از قلم بروں ندہد

دل اسرار بیں حدیثِ قدیم — جز بحکم قدم بروں ندہد

حبیب نوشتند نامہ حاضر باش — نشو کاغذ رقم بروں ندہد

منکر آں نگاہ وحشی را — راہ از دیدہ رم بروں ندہد

نگہ از چشمش از بروں آید — زلفش از پیچ و خم بروں ندہد

ایں نغم از بہر مرگ شور جہاں — غیر نیل از نقشم بروں ندہد

ہد آب خضر کہ در دو دشت — خاک جز جام جم بروں ندہد

مرد باید کہ فکر یار از دل — تا نہ یاد نسیم دم بروں ندہد

بکفم جام شاداں گوں دہ — تار غم رنگ غم بروں ندہد

نتواں کم ز پیر ترسا بود — میبرد از کفِ صنم بروں ندہد

گر نگیرد قلم نظیری را
ابر سیراب نم بروں ندہد

جہاں جواں شدہ عقد بہار مے بندد — بہار پائے جہاں در نگار مے بندد
ز صنع نشو و نما آب و خاک الوان شد — جماد نامیہ خود را بکار مے بندد
نکاح باغ و بہار است دایۂ بستاں — میان نرگس و دستار خار مے بندد
چمن ز صوتِ بلند ہزار پندارد — کہ رنگ لالہ و گل برقرار مے بندد
ازیں حدیقہ چو گل زود بایدش رفتن — کسیکہ دل بنوائے ہزار مے بندد
مسافرانِ چمن نارسیدہ در کوچند — شگوفہ میرود و شاخ بار مے بندد
ز بے ثباتی گل بر درخت پنداری — کہ غنچہ بر سرِ آتش شرار مے بندد
گہے کہ دامن صحرا ز لالہ رنگین ست — بداں کہ خونِ دلش در کنار مے بندد
چہ عیش و سوز میسّر شود ز دور اسلے — کہ عقد نشاء مے با خمار مے بندد
وصال شمع چہ مہلت دہد بہ پروانہ — کہ موم گردن آتش بنار مے بندد
ندور چسپ رخ چو ہیست ناں بگر دائم — کہ طعمہ بر رسن تا بدار مے بندد

متاعِ بخت نظیری نیافت در غربت
امید بار بعزم دیار مے بندد

باز نرگس را گلستاں صاحب افسر کند — شاخ گل منبر نہد بلبل حکایت سر کند
غنچہ گردد سبز مغفر سبز زنگاری قبا — روز عرض آید کہ ہر کس بر و خود در بر کند
از گل مستاں بروید تاک مشوریدہ دار — لالہ خونیں ز خاک کشتگاں سر بر کند
حسن گل برقے بہ بستاں افگند کز تاب آں — بلبل شوریدہ را ہمرنگِ خاکستر کند
شاخ گل شد پنجۂ آذر کہ بر زعم خلیل — باد آزارے بہر سو لعبت آذر کند
جلوہ شور انگیز باشد ہر کہ آید در سماع — بادہ عطر آمیز گردد ہر کہ در ساغر کند
ترسم از مخموری ساقی کہ ہنگام صبوح — صبح را آلم از فروغ لالہ احمر کند
بر تن رنجور سودا مے وزد بادِ بہار — استخواں را مومیائی مغز را عنبر کند

صبحدم دامن کشاید حله عطر آگین شود　　از گل اخگر بر فروزد غنچه را مجمر کند
سنبل اسرار مے روید که از راز سپهر　　هرچه گوید ابر در گوش زمین باور کند

در روانی گوئیا طبع نظیری شد چنان
کانچه آید در ضمیرش ثبت در دفتر کند

دریغ نقش املها بر آب جو بستند　　بجز لاله و گل رنگ آرزو بستند
چو موج روئے هوا بر سراب میرانند　　کسان که دل بتماشائے رنگ و بو بستند
مپرس حال کاین مطربان چابکدست　　دل از نوائے جز نیم تار مو بستند
بخست چون زدم این مغنیان گوئی　　خراش سینه تراشیده بر گلو بستند
نه عاقلست که تن در دهد بخلعت خاک　　هزار رخنه درین کهنه از رفو بستند
بکشت و زرع هر احسان رسید آسیبے　　که مفلسان همه بر چنگ آبرو بستند
مجوز ناموران غیر نام کین خانان　　صلا زدند بیغما و در فرو بستند
بغم پیاله که از بے نشاطئ ایام　　مغان بدیر دهان خم و سبو بستند
درین جزیرهٔ جهان میسرایم شعر　　پدرند مست که بر گردنش کدو بستند
ازین جهان دلم آماده گریختن است　　چو کودکان که میان جست در غلو بستند

هزار نقش درین کارخانه در کارست
مگیر خورده نظیری همه نکو بستند

افسانهٔ شیرین مرا گوش نکردند　　صد تلخ چشیدند شکر نوش نکردند
یک خرده گرفتند پس از نکتهٔ بسیار　　گشتیم فراموش فراموش نکردند
ما روزه ازین مائده بر چنگ کشادیم　　در کاسهٔ ما جرعه سر جوش نکردند
معلوم نشد از مستی ما حوصلهٔ ما　　دادند بحکمت مے و بے هوش نکردند
باید بعصا رست چو موسی که درین راه　　یک چاه نکندند که خس پوش نکردند
در حلقه نشدم ز آن خط رخسار فریبم　　تا کوکب آن صبح بناگوش نکردند
اشجار چمن دست بهم داده و یاران　　سیرے بچمن غمزده همدوش نکردند

جانم بره پردگیانِ سحری سوخت   سویم نگہے از تہ شب پوش نکردند
خون نابہ بجو آمده بر جیب و کنارم   زاں سنبل خوش بوم در آغوش نکردند
امروز نہ رحمست کہ لبِ تشنہ گذارند   آنرا کہ لبے تر ز مے دوش نکردند

فریاد ازیں شوق کہ در جاں نظیری
تا مردنش از زمزمہ خاموش نکردند

ہوش چو دیر کشد شعلہ در نہادم افتد   بجادۂ عشق رسد میل چوں زیاد افتد
نشاطِ صحبتِ فرہاد رشک خسرو داشت   خوشست عشق اگر کار بر مراد افتد
بشہر و بادیہ فرسودم و کسے نخرید   بلاست جنس گرانمایہ در کساد افتد
چو قیمتے بہندم روزگار بفروشید   نہ یوسفم کہ خریدار بر مراد افتد
مرا بدست تہی گوشۂ نقاب سپرد   کم است آدم مفلس باعتماد افتد
خدنگ غمزه گره بر کماں ابرو چند   کشاده ده کہ ہمہ کارہا کشاد افتد
عنانِ دل ز ملالت بتاب دستم گیر   کہ ہر کرا تو بگوئی زپا فتاد افتد
ضمیر روشن تو لوح مجو داشباتست   کہ تا زیاد بر آید کہ تا بیاد افتد
چو ذره خلق جہاں در ہوات میگردند   بشر نادیده کسے کافتاب زاد افتد
تنم ز سنبل بند زمانہ کاستہ شد   چو طفل شوخ کہ در قیدِ اوستاد افتد

حذر ز آه نظیری کہ خانماں سوز است
مبادا ایں خس سوزاں بدست باد افتد

ہنوز راه نگاہم ببال و پر ندہند   کبوترے کہ نیامو ختند سر ندہند
خراب نرگس سنگیں دلاں سر مستم   کہ بر طریق نظر مہر را گذر ندہند
زغم نگو نہ ززیں شدم چہ چاره کنم   قبول صحبت صاحبدلاں بزر ندہند
ازیں کشاده جبیناں ثبات عیش مجو   کہ گل دہند بخر دار و یک ثمر ندہند
بزہر یاس بسازند مجو حلاوت کام   دوا چو دارد تلخت کنند شکر ندہند
زخواں بہ نعمت دوراں رضا بقسمت ده   کہ طعمہ نعمت خوشگوار تو ندہند

بدرد سوز که بر بستر آب عنابت
بغیر تپ زدگی و تفِ جگر ندهند

چه یاد جور رفیقاں کنم نصیبم بود
که تشنه بر لب جو میرم و خبر ندهند

مثال مالبِ دریا و حال مستسقی ست
دهند شوق ولے رخصتِ نظر ندهند

سزد که مقنعه بر سر کنند آں مرداں
که تاج عشق بخواهند و ترک سر ندهند

ظفر تراست نظیری که محوِ ذوق شدی
بهر که غوطه بدریا نزد گهر ندهند

وقت شد سبزه فرش در پیچد
ابر خرگه بیک دگر پیچد

آفتاب از کمیں برآرد سر
پنجهٔ ابر باد بر پیچد

مسند سبزه نخل بگذارد
زافسر غنچه شاخ سر پیچد

همه ذرات خاک بت گر را
تار زنار بر کمر پیچد

حسن رنگے جہاں نمودہ بہم
سیمیا را بساط در پیچد

زاغ کز نه بجد کند پرواز
همش چرخ بال و پر پیچد

اصل بهتر که ترک فرع کند
پاے در دامن اثر پیچد

دیده سیل بهارست که جهاں
بهم اوراق خشک و تر پیچد

تر و خشکی که کوه و صحرا راست
غیرده لاله در شرر پیچد

زحمت خار و رنج خارا را
لاله در پارهٔ جگر پیچد

ارغواں را که خوں کند سیلاب
ساعد از نوک نیشتر پیچد

بس فریب چمن نظیری دید
از بهشتش عنان نظر پیچد

عشقست طلسمے که در و بام ندارد
آنکس که از و یافت نشاں نام ندارد

بس حله الواں بقد عشق بریدند
یک جامه بر اندازهٔ اندام ندارد

با دیگر وزد وجد کند مست محبت
عاشق سر و سوداے مے و جام ندارد

بس زاد بهٔ حال مرا روز لطیف است
تاب نفس صبح و دم شام ندارد

آغاز جنونم شده پایان محبت — کاریست بانجام که انجام ندارد
از خویش تسلی نشوم تا رمقی هست — پروانه بجان باختن آرام ندارد
کوته نظران در طلب توشه راهند — عرض دو جهان وسعت یک گام ندارد
زان دانهٔ مشکین و خط سبز ندیدم — مرغی که دلے در گرو دام ندارد
جان زیر لب از پا و سرش بوسه بچیند — کان نخل بهشتی ثمر خام ندارد
سرخوش ز لبش بیش شدم کز لب ساغر — مے چاشنی تلخی دشنام ندارد
عریانی ما را شرف کعبه بپوشد — درویش حرم جامه احرام ندارد

جز طبع نظیری که حق عشق ادا کرد
کس نیست که در گردن از و دام ندارد

نه دل آزاده پای بست شود — بپرد از دل و ز دست شود
همتے کان باعتدال افتد — گے بعلت بلند و پست شود
عشق را پایه معین نیست — مومن از عشق بت پرست شود
بهوائے که در دماغ افتد — ناقه در زیر بار مست شود
کار از انکسار بگشاید — عشق را فتح از شکست شود
شرم از چشم پارسا ببرد — خط که بر روی خوش نشست شود
هر که بیند طلوع حسن ترا — سرخوش از نشئهٔ الست شود
چون نقاب از جمال برداری — هر چه نابود گشته هست شود

بحر در آستین نظیری راست
کے کرم پیشه تنگدست شود

اینکه دل نامند چون حرز حمائل کرده اند — هیکلے از اضطراب چشم بسمل کرده اند
از کدامین دود دلها این دلیل افروختند — چرخ را پروانهٔ فانوس محفل کرده اند
این گل از هر شاخ خود روئی نمے آید ببار — تخم یک جا کشته صد جا آب در گل کرده اند
در خیال قید زلف و خال هر کس مانده ماند — فکر دیگر کن که حل عقدهٔ مشکل کرده اند

از قدم تا فرق نازونوشش دبرابرُو گرد — خوانِ دعوت چیده اند و منع سائل کرده اند
از پئے دنیا مشو پویاں دریں موج سراب — ہر نفس نقشے پدید آوردہ باطل کردہ اند
خلق را در ہر نفس موت وحیاتے مضمر ست — در زلالِ زندگی زہرے ہلاہل کردہ اند
روئے از میداں سربازاں بگرداں کاہل ذوق — پائے کوبان سرشار راہ قاتل کردہ اند
ما بچیں زلف کشتی بر کنار آوردہ ایم — عشق دریا بیست کش دیدار ساحل کردہ اند
گرد خود گردم چو بنیم در ہوائے گیستم — ذرّہ ام امّا بخورشیدم مقابل کردہ اند

عشق را ہنگامہ امروز از **نظیری** روشنست
ہر طرف از گفتگویش گرم محفل کردہ اند

بغمزہ روز الستم ہمیں معاملہ بود — ابد رسید و نیا سودم انچہ مشغلہ بود
نصیب من ز ازل درد بے دوا گردید — کہ بُردباری ہر کس بقدر حوصلہ بود
تصور طرز نگارم تمام حسن شکست — کہ از میانہ ہمیں با منش مجادلہ بود
بموئے من سبب اجتماع دلہا گشت — جنوں کہ باعثِ آشفتگی سلسلہ بود
بصفحۂ نقش خط و خال خویشتن نقاش — نکو کشیدہ کہ آئینہ در مقابلہ بود
دلم ز سر دہانش بقیل و قال اُفتاد — لطیفۂ ز لبش صد ہزار مسئلہ بود
لبش بداد ن کامم نمود جہد امّا — بغمزہ کرد حوالت کہ بد معاملہ بود
فریب قول بد اندیش گرگ فاسد گشت — ربود یوسفے از ما کہ چشم قافلہ بود

بنکتہ گفت خجل می کنم **نظیری** را
ز قول خویش فراموش کرد ایں صلہ بود

کسے بملک حدوث از قدم نمی افتد — کہ بر گذر گہ شادی و غم نمی افتد
بروشنائی دل روکہ رفتگان رفتند — گذار زندہ دلاں بر عدم نمی افتد
من ایں مرقع ایواں بے نگم ردنے — کہ طرح زندی و تقویٰ بہم نمی افتد
زبان دعوت و تسخیر بہ کہ بر بندم — کہ در چراغ کس آتش بدم نمی افتد
مسافرے کہ ہنا بود و بود خود بیند — بفکر منفعتِ بیش و کم نمی افتد

دلیل عشق نزیبد کسے کہ در ہر گام　　سرش چو شمع بہ پیش قدم نمے افتد
چناں زشوق تو گردیدہ اند سر گرداں　　کہ راہ کعبہ رواں بر حرم نمے افتد
چناں پرستش روئے تو جذب دلہا کرد　　کہ عشق برہمناں بر صنم نمے افتد
بذکر من خط نسیاں کشیدۂ اما　　بفکر غیر ز دستت قلم نمے افتد
زسہو خاطر یاراں چناں سقیم شدم　　کہ سایہ قلم بر رقم نمے افتد
نویسی ار بنظیری دعا و گر دشنام
زشوق نامہ بفکر رقم نمے افتد

نہ ہر مغزے کہ بوید نکہت از مصر و یمن گیرد　　مشام تیز باید تا نصیب از پیرہن گیرد
نسیمے گر نہ تر دارد دماغ پیر کنعاں را　　پسر گم کردۂ چوں انس با بیت الحزن گیرد
ورق از کس چہ میخواہی سبق از کس چہ میگیری　　زدل جوہر چہ میجوئی کہ فیض از خویشتن گیرد
دمے نقاش از نیرنگی صورت نیاساید　　فریب نقش شیریں دل ز دست کوہکن گیرد
نفس تلخست تا طعم حقیقت نیست با مغزش　　سخن شیریں بود وقتیکہ او رنگ سخن گیرد
زخود گر بگذری شاہی کنی در ملک بیخویشی　　عزیز خلق گردد ہر کہ در غربت وطن گیرد
دریں دیر کہن چوں امن گردد خاطر انساں را　　کہ اول اہرمن بگرفت و آخر اہرمن گیرد
زعریانی ازیں شادم کہ از تشویش آزادم　　گریبانے ندارم تا کسے از دست من گیرد
چہ راحت از وطن آنرا کہ یارش در سفر باشد　　کجا بے روئے گل آرام بلبل در چمن گیرد
بعہد زندگانی چاک زد ہر کس گریبانے　　بوقت مرگ نتواند قرار اندر کفن گیرد
زبس بوئے کمال شرک می آید ز توحیدم　　در ارشاد مغاں تکبیر از من برہمن گیرد
سخن ہر روز عالمگیر تر گردد نظیری را
کہ مردم بیش جا در سایہ نخل کہن گیرد

دریں دیار عجب مطرباں یک رنگ اند　　کہ دل برند بصد راہ و بر یک آہنگ اند
زصحن سینہ کشایند چشمہ چشمہ نور　　بزخمہ صیقل آئینہائے پر زنگ اند
کلید شادی و شمشیر غم بکف دارند　　بہ بسط بر سر تعلیم و بقبض در جنگ اند

بدل ز نغمۂ شیریں حرارت انگیزند
بصوت چوں شکر و شیر آہن و سنگ اند

چو حد زیر و بم نغمہ را نگہدارند
بہر مقام خفیف و ثقیل ہم سنگ اند

سبکدلان چو بقتراک شاں در آویزند
بطیّ نیم قدم در ہزار فرسنگ اند

بفتح یک خلش ایں زاہداں چو نغمۂ چنگ
بروں روند کہ بر سینہ و بغل تنگ اند

ز سرِ عالمِ لاہوت مے دہند نشاں
زیر دہ دگر اند ایں گروہ نیرنگ اند

ہزار رنگ بر آرند ایں فسوں سازاں
کہ آفریدۂ صنع ہزار نیرنگ اند

سواد صومعہ را نسخۂ فسوں سازند
کہ طبع کارگہ نقشہائے ارژنگ اند

بگوش کر شدہ تحریر شاں زند آتش
کہ بر فروختہ جرعہائے گلرنگ اند

مشاطۂ رخ مستند با مے و قدح اند
مقالۂ غم عشق اند و با دف و چنگ اند

اگرچہ قاطع زہد ند مایۂ ہوش اند
دگرچہ رافع شر عند جان فرہنگ اند

دلیل اہل فنا بیند در عروج و نزول
با وج در طیراں در حضیض رہ لنگ اند

نظیری از پے ایں جاوداں بسیار
کہ در ربودن ادراک چابک و تنگ اند

بقصد ہر کہ سوئے کعبہ ناقہ راہی کرد
نشانِ پاش بہر گام قبلہ گاہی کرد

کبود روئے ازاں شد بنفشہ در گلشن
کہ با کلالہ جعد تو کج کلاہی کرد

ز چین زلف نسیمے نزد بموج عذار
سفینہ مردم چشم مرا تباہی کرد

ز روئے و زلفِ تو ام سایہ در ضمیر انداخت
فلک منجم از ماہ تا بماہی کرد

نشاں کو کیم اختر شناس بد مے یافت
مشاطۂ خال ترا صرف در سیاہی کرد

کسے چہ خال نہ حسن تو کامیاب نشاند
مقیم کنج لبت گشت و بادشاہی کرد

دلم ملاطفۂ از لبِ تو داشت امید
ہزار قاصد موزوں بشکنہ راہی کرد

من از ملامتِ مردم بعشق آزادم
ز سوئے من رخ تو خوب عذر خواہی کرد

بمحل مبارکی حسن تو صبح صادق داد
کہ آفتاب دہنش شبت بر گواہی کرد

دل از تو آب خورد کاروانِ مصری را
کہ عارضِ دو قنت یوسفی و چاہی کرد

تبارک الله از آئینہ شمائل تو | کہ دل مطالعۂ صورت الہی کرد

عبادت سحری را مکن نظیری کم
کہ ہرچہ کرد دعاہائے صبح گاہی کرد

گردش چشم بتاں مستئ من حالی کرد | دور واژوں نتواند قدحم خالی کرد
قبض در کار ندیدم چو شدم مست مدام | حل ہر عقدہ کہ مے کرد بخوشحالی کرد
پائے جبریل بکرسئ خیالم نرسد | عشق بیں پایہ معراج مرا عالی کرد
شور ایں بادیہ از بادیہ گردیست مدام | رخت مجنوں بعدم بردو مرا والی کرد
ہرکہ برخوان طمع دست بیازید رسید | مگس آلودہ شد از شہد گراں بالی کرد
عجز در مجلس اصحاب بکارست کہ چنگ | جائے از خستہ درونی و حزیں نالی کرد
دلم از خندۂ نوشیں حریفاں بگرفت | گوشۂ کو کہ دل از گریہ تواں خالی کرد
قصۂ عشق بوصف تو طویلیست طویل | درک تفصیل جمالت خرد اجمالی کرد
یوسفؑ از خواری اخواں بکسادی افتاد | کہ فروشندہ بہ پیش آمد و دلالی کرد
بود نزدیک کہ کام از لب شیریں گیرم | دست می یافت ظفر بخت کم اقبالی کرد

کرد بازیچۂ معشوق نظیری خود را
آنچہ خرداں نکنند او بکہن سالی کرد

خوشا کز بس ہجوم گریہ ام در دامن آویزد | سر دست نگارینم نگار از گردن آویزد
چناں در دست آویزم بدل گرمی دمسازی | کہ در ہنگام جانبازی بدشمن دشمن آویزد
نسازد بوئے یوسف دیدۂ یعقوب را روشن | اگر عشق زلیخا ایش نہ در پیراہن آویزد
مقیم کوئے تو بے روئے تو با بلبلے ماند | کہ صیادش نگاہ بے قفس در گلشن آویزد
گرفتم در پر پروانہ سوزم در نمی گیرد | حذر کن زانکہ ناگہ آتشم در روغن آویزد
دلے دارم بدست طعن ناصح چون کہن دلقے | کہ در ہر بخیہ بختے خرقہ از سوزن آویزد
چراغ ماچہ زیب فرد ہد محفل سرائے را | کہ قندیل مہ و مہرش فلک در روزن آویزد
بہ بینی گر جلائے از مہ و پروین مشو ایمن | بشکل خوشہ گہ صیاد دام از خرمن آویزد

پئے درد نظیری ایں ہمہ گفت و شنو دارم
گلے مے چینم از گلشن کہ خارے در من آویزد

نگاہت چشم جادو بر نتابد — فریبت خال ہندو بر نتابد
چو گل از تابشے بر میفروزی — مزاجت گرمیٔ خود بر نتابد
تعالی اللہ ازاں لطف بناگوش — کہ بر تابیدن رو بر نتابد
چناں در دوستی توسن عنانے — کہ رخش طاقتت مو بر نتابد
صبا ترساں وزد سو بیت کہ ترسد — دماغت عطر گیسو بر نتابد
مزاج وحشی داری کہ از دور — نگاہِ چشم آہو بر نتابد
ز بس وحشی غزالانت رمانند — دل شوریدہ ام ہو بر نتابد
کلاہ ناز نیک از سر نہادی — جبینت چیں ابرو بر نتابد
خدنگ چشم زود از رہ فگندی — کمانت زور بازو بر نتابد
چو عزم بدعتے خوبیت نماید — عناں ز آنسو بایں سو بر نتابد
بقہر و ناز تو گردن نہادیم — کہ سر از صولجاں گو بر نتابد

چو آید در بیاں کلکِ نظیری
لآلی تار صد تو بر نتابد

رشحہ از حسن جاناں ریختند — بر جہاں از عشق طوفاں ریختند
زاں ہمہ طوفاں کہ بر انگیخت عشق — جرعۂ در جامِ انساں ریختند
از قضا آں جرعۂ چوں آمد بجوش — ہر طرف در قالبِ جاں ریختند
رشح نورے شد ہویدا ہر کجا — پرتوے بر شرط پیماں ریختند
از خمار مستیٔ آں نور پاک — دُردِ کفر و صاف ایماں ریختند
ہر طرف رنگے بگل بسر شتہ شد — قالبِ گبر و مسلماں ریختند
شہوتے انگیختند از مغزنے — پیکرے از آبِ حیواں ریختند
و آنکہ از الماس بہرِ جانِ ما — تیغ ابرو رمح مژگاں ریختند

تیز کردند دانان آلوده زہر　　سوزشے بر زخم پنہاں ریختند
آب کردند از دلِ ما پارۂ　　دانۂ یاقوت رماں ریختند
لالۂ حمرا و لعلِ آبدار　　کوہ را در جیب و داماں ریختند
عکس از داغِ دروں برداشتند　　بر چمن گلہائے الواں ریختند
اینہمہ گلہائے سبز و زرد و سرخ　　از دمِ ما بر گلستاں ریختند
جوہرے از قولِ شور انگیزِ ما　　عندلیباں را بہ الحاں ریختند
غنچہ را دل زاں نوائے جانخراش　　پارہ پارہ در گریباں ریختند
رنگِ ہر نقشے کزاں انگیخت طبع　　چینیاں بر قصر و ایواں ریختند
داغِ ہر سودا کزاں انگیخت عشق　　مصریاں بر قصر و ایواں ریختند
نکہتے بر خاست زیں سودائے مصر　　بر قمیصِ ماہِ کنعاں ریختند
اصلِ ایں فرع از یمن شد عطر بیز　　بر نبی از فیضِ رحماں ریختند

مایۂ مے ماند باقی زیں عبیر
بر نظیری در خراساں ریختند

پیراں کہ وقعِ فیض بتاثیر بردہ اند　　آبِ رخِ جواں بدرمِ پیر بردہ اند
چوں من بر آنکساں کہ نفس کردہ اند سحر　　نورِ سحر بنالۂ شبگیر بردہ اند
سرگشتہ اند اگرچہ بتحصیلِ تجربہ　　پے تا فرازِ طارمِ تدبیر بردہ اند
از سالخوردگاں نبود خوش فضول ازانکہ　　صحبت لطیفہ خانۂ تقدیر بردہ اند
پیراں زر روز تیرہ سیہ کار مے شوند　　باآنکہ موسفید سر از شیر بردہ اند
بیباکی و غرور جوانی نماند حیف　　پیراں ہمہ خجالت و تقصیر بردہ اند
شادی بشیب گرمی و افیوں بود چہ خط　　ایں قوم رہ بعیش تبذیر بردہ اند
گر کج شود بما دلِ نازک پیراں سزد　　بار گراں بقامت چوں تیر بردہ اند
باموئے ہمچو سبحۂ کافور نگر دند　　آنانکہ پے بزلف چو زنجیر بردہ اند
یوسف فریب گرگ ممثل کجا خورد　　رو بہ لصید کردن نخچیر بردہ اند

وحشی چو تو شکار نظیری کجا شود
شہباز را بدام مگس گیر بردہ اند

چو خوست کیں دل کافر نہادِ من دارد   نہ مذہب من و نہ اعتقاد من دارد
بآب و آتشم از سرکشی نمی سازد   ہزار عربدہ با خاک و باد من دارد
ز تیر نالہ فلک را کمیں برانگیزد   کمان فتنہ بزہ از عناد من دارد
ندیم غصہ کہ روے زمن بگردانند   عدوے رحم کہ راہے بداد من دارد
بچشم دل ز سویدائے دل ضعیف ترم   اگرچہ قوت دید از سواد من دارد
مبارزے کہ ہدف سدِ آہنیں سازد   کجا ہدف ز کمین و کشاد من دارد
چہ اعتماد کنم بر دو روئی عمّاز   کہ حادثات جہاں را بیاد من دارد
بصد علاقہ دل با یدم مقید بود   بایں گماں کہ سر انقیاد من دارد
من آں عزیز زمانم کہ بخت ہر ساعت   متاع مصر دگر در مراد من دارد
رسالت دست تجرّد کہ نزل من گیرد   تو لیست توکّل کہ زادِ من دارد
بمصرعے کہ ندیماں ز نظم من خوانند   ہزار فخر بمن اوستاد من دارد

زمکر چرخ نظیری عجب ہراسانم
کہ کارہائے مرا بر مراد من دارد

دریں سپید رقم قسمت و حوالہ نماند   اثر ز مہر و خط ایں کہن قبالہ نماند
ہزار قرن بریں قصر مردماں بگذشت   مسائل و حکم و دفتر و رسالہ نماند
ز باب رحم و مروّت نشاں چہ میخواہی   ازیں مقولہ حکایت دریں مقالہ نماند
زبس مرور زماں منفعت ز اشیا رفت   خواص مہر گیائے ہزار سالہ نماند
ہر آنچہ صاف قدح بود محرماں خوردند   بغیر دردی مے در تہ پیالہ نماند
مجوئے رحم ازیں گرگ ماہِ کنعاں در   کہ مشتری کلہ مشتری کلالہ نماند
شکوہ حشمتِ پرویز حسن شیریں رفت   مہ تمام فلک شد نزار و ہالہ نماند
ز جنس خویش ہمہ صید مے کند ایام   ز سبزہ زار فلک غیر یک غزالہ نماند

زمین گداختهٔ آتشین عذار آنست | کجاست خاک که داغے بروئے لاله نماند

نواله حصهٔ تن پروراں نظیری شد
بیا که قسمت ما و تو غیر ناله نماند

عالم از عشق در وجود آمد | عشق معمارِ هست و بود آمد
در لبشر کبریائے عشق نمود | ملک از عجز در سجود آمد
رو شد از صدر بارگاهِ شهود | آنکه بر کار ما حسود آمد
عشق بر تخت از زبر نگریست | عقل و لوح و قلم فرود آمد
هرچه اهلیت نمودن داشت | همه از عشق در نمود آمد
نیست جز عشق و عاشق و معشوق | هرچه در معرضِ شهود آمد
عقل بر کار عشق سوخت سپند | شکلِ ایں گنبدِ کبود آمد
عشق صنعت نمود بے آلت | بود هر چیز از نبود آمد
جامهٔ مجنوں درد که خلعت عشق | عاری از جنس تار و پود آمد
عشق را عشق دی فردا نیست | دیر هم زود و تر ز زود آمد
شد جوانی و عشق و حرص و هوا | شعله بنشست و خس بدود آمد

زد سخن بر لب نظیری جوش
عشق در گفت و در شنود آمد

اشک در دیده نیارم که حجابم نبرد | حایل گریه کنم شرم که آبم نبرد
تپش و تابش من گرم سوالش سازد | صد ادا هست که کس پے بجوابم نبرد
گشته ام پے سپر حادثه چوں گنج یتیم | جز خضر راه بدیوار خرابم نبرد
خواهد از عجز و تنزل شده ام میخواهم | که بصلحش نزدم تا بعتابم نبرد
بسکه عطر گل و مل راه مشامش بگرفت | بوئے از سوختگیهائے کبابم نبرد
سرخوش از گردش چشم و لب میگوں کندم | زود مستم بسوئے بزم شرابم نبرد
قطعهٔ سبز خطش دیده ام از چشمهٔ نوش | هوس از راه بهر نقش سرابم نبرد

نکنم یاد لب بادہ فروشش بنماز ‏ — ‏ کہ ز مسجد بخرابات خرامم نبرد
نبرد مرغ کہ والہ نکند امیدم ‏ — ‏ نہ وزد باد کہ از بادیہ شتابم نبرد
ہر شب از نرگس فتاں بکمیں نظرم ‏ — ‏ صد فسوں ساز نشاندست کہ خوابم نبرد

نیست از بادہ بجز باد نظیری در دست
نگذرد آب رز از کام کہ آبم نبرد

دیدہ ام نیم نگاہے کہ بدیدن نرسد ‏ — ‏ صف آہوش بدنبالہ کشیدن نرسد
سوئے وحشت زدگاں بس بسیاست نگرد ‏ — ‏ کار بسمل ز نگاہش بطپیدن نرسد
ہیچگہ ذوق کلامش برگ جاں نخلد ‏ — ‏ کہ ز رگ تا بر گم شہد چشیدن نرسد
طرۂ باد فشاں عشوۂ گلزار فروشش ‏ — ‏ در چمن سرو چالش بخمیدن نرسد
رام خاطر شود اما بشارت برمد ‏ — ‏ دست صیاد بصیدش برسیدن نرسد
بارخ ہوش شکارش چہ کمیں وچہ کمند ‏ — ‏ فکر نخچیر ز شوقش برمیدن نرسد
ندہد جلوۂ عارض کہ تماشائی را ‏ — ‏ کار از حسرت بادست بریدن نرسد
کرد لخت جگر شور گزک مستاں را ‏ — ‏ کہ بسیب ذقن آسیب گزیدن نرسد
خضر توفیق با و راہ نما شد ورنہ ‏ — ‏ کس بسر چشمۂ حیواں بدویدن نرسد
جذب اقبال عروجم بمقامے انداخت ‏ — ‏ کہ ببال و پر جبریل پریدن نرسد
اگر از چاہ بایں جاہ برآید یوسف ‏ — ‏ بالک از گرمی سودا بخریدن نرسد

ہوش از گوش شود محو نظیری ترسم
گوش کیں لذت دیدن بشنیدن نرسد

عناں دل ز خود رائی بقہر یادم نگہدارد ‏ — ‏ بنالم کاندراں دل نالۂ مظلوم راہ دارد
دل دیوانہ ام را گنج در ویرانہ افتادہ است ‏ — ‏ گدائے عشقبازی با جمال بادشہ دارد
چہ گوید کفر مجذوبے باستغفار حاجت نیست ‏ — ‏ کسے کز عشق گمرہ شد چہ پروائے گنہ دارد
مرا گر ہست کبرے در دماغ از کبریائی اوست ‏ — ‏ حباب از جوش دریا باد نخوت در کلہ دارد
تجلّیٔ جمالی ہست در ہر جا کہ ذوقے ہست ‏ — ‏ بیاباں شور اگر مے آورد یوسف بچہ دارد

فقیرے را کہ شبہا تکیہ گاہ از خشت اندر شد   چناں خواہد کہ گوئی تکیہ بر خورشید و مہ دارد
حکایتہائے عہد دوستی را کردہ ام از بر   چو ہیمہ ورے کہ بعد از سوختن ہیزم نگاہ دارد
جہاں بہتر کہ بکشائی سر راز دل ما را   کہ حرف ہجر خونیں نامہ ما تہ بتہ دارد
بخاک پائے گلبن مے نویسد شکوہ از غربت   اگر بر شاخ طوبیٰ بلبلے آرام گاہ دارد

شبے خونِ غم از جادو نمے آرد نظیری را
ز اشک و آہ شب سلطانِ ما خیل و سپہ دارد

ناوک غم جاں شگافد سینہ گر جوشن شود   عشق مقناطیس گردد دل اگر آہن شود
سینہ پر حسرتے دارم کہ از اندوہ او   تا بنہ در یک لب آرم خندہ را شیون شود
بیش شد دلبستگی چندانکہ پایم بیش شد   سر بتاریکی نہادم تا رہے روشن شود
یک توجہ از تو در کار ست و صد عالم مراد   غم ندارم گر اجابت با دعا دشمن شود
شب ترنم ہائے غم بیدار دارد خلق را   ہر کرا سوز دے چراغے نالہ ام روغن شود
من ہم از فریاد خود آزردہ ہنگیر دم دمیکے   گر بہ بند لب افغاں سینہ ام روزن شود
بسکہ بے تو جامۂ جاں بر بر من تنگ شد   گر گریباں را بدوزم چاک از دامن شود

وصل گر خواہی نظیری شوق را سرمایہ ساز
نور عشق است ایں چراغ وادی ایمن شود

دلم از نالہ خوش گردید امید اثر باشد   بسے آسودہ شستم ایں خدنگم کارگر باشد
اگر دزدیدہ دیدہا نباشد بہر پاس دل   محبت از تغافلہائے بیجا در خطر باشد
ز ہجراں روز ما را در غبار عالمے دارد   نباشد در شب ما روشنی گر صد سحر باشد
نگویم جرم او را گشت شرم غمزہ را نازم   کہ بادرد غمزۂ او ام زبیدہ زعالم بیخبر باشد
مکن دورم کہ بس دشوار باشد بال افشاندن   اسیرے را کہ گرد ے زیں حرم بر بال و پر باشد
دلم تا خو بآسایش نگیرد زود خرسندی   بخاطر شیوہ آید کہ آں جانسوز تر باشد

نظیری شاد ہم باشی کہ خدمتگار دیرینی
کدامیں قدر و قیمت بیش او خاکت بسر باشد

هرگز بسیرِ گل دلِ محزوں نمے رود — یار از خیالِ غمزده بیروں نمی رود
عشق از جہاں بریدن و از خود گذشتن است — کارِ وفا ز پیش بافسوں نمی رود
مرداں بجا بعزم و توکل رسیده اند — یک دل رمیده نیست که در خوں نمی رود
از زخمِ عشق در ہر بنِ سنگ کشته ایست — از خونِ ما کجاست که جیحوں نمی رود
لذت بخواب برده و شادی بغافلی — در ہر دلے که او بشبیخوں نمی رود
در حرفِ [illegible] نوشِ لبِ [illegible] نہفته است — کوتاه بیں ز لفظ بمضموں نمی رود
مرغانِ دشت را ز غمِ دل ترانه است — شب نیست کیں خروش بہاموں نمی رود
از بسکه رد شد از درِ مقصود حاجتم — آہم ز انفعال بگردوں نمی رود
آنرا که گوشِ دل شنود نالۂ بس است — عاشق بدرس پیشِ فلاطوں نمی رود
راهِ وفا ز تفرقۂ عشق بسته شد — دیریست ناقه بر سرِ مجنوں نمی رود

بوئے نسیمِ فقر نظیری شنیده است
از ره بتاج و تخت فریدوں نمی رود

سازم آں مے نمک آلود که بے غم باشد — افگنم مشک دراں حقه که مرہم باشد
ہست راحت المِ کلبۂ احزاں بر من — غم ازاں خانه کنم دام که ماتم باشد
ہر شبم عشق بافسوں نوے بندد خواب — کا گہے بیش شود بند چو محکم باشد
شرحِ سودائے دلم را سر و ساماں مطلب — کار آنست که چوں زلفِ تو درہم باشد
دعوئ ذره دروغست که عاشق باید — کم بقا تر بر خورشید ز شبنم باشد
ہر کسے راز تو نشنائے بگماں می گوید — کس نه بینم که در بزمِ تو محرم باشد
ہرگز از نخلِ بدی کس ثمرِ انس نچید — تخمِ ایں مہر گیا در گلِ آدم باشد
غیرِ اخلاص و محبت بنود شیوۂ ما — جور و بیداد برآں غمزه مسلم باشد
نکند بندۂ مجبور گناہے امّا — ادب آنست که در پیشِ تو ملزم باشد
گر ملائک ز سرِ سدره بحاجت آیند — زلف از کف ندہد گر ہمه حاتم باشد

از تنگ حوصلگی ہائے نظیری بدل

عشق حرماں اثر گر دہدش کم باشد

کسے کو تشنۂ وصل است با کوثر نمی سازد   بآب خضر اگر عاشق رسد لب تر نمی سازد
کلہ بخشی و سربازی شراب عشق می آرد   سرے کیں نشاء گرمش ساخت با افسر نمی سازد
بشیدائی مزن طعنم کہ ہست از آب و خاکے دل   کہ طفلش غیر حرف عاشقی از بر نمی سازد
عجب گر آسماں ساماں تواند داد کارم را   چو طالع از کسے برگشت با اختر نمی سازد
کدامیں شعلہ روشن می کند امشب چراغم را   کہ موے رانمی بینم کہ بال و پر نمی سازد
اگر بیگانہ گر محرم دلش می سوزد از دردم   کسے سویم نمی بیند کہ چشمے تر نمی سازد
ز روز وصل در رشکم ز شام ہجر در افغاں   دلے دیوانۂ دارم کہ با دلبر نمی سازد
رہ غیرت خطرناکست پہنایش تماشہ کن   دراں وادی کہ عشق اوست با تن سر نمی سازد
برائے امتحاں آرد چہ مانی راچہ آذر را   اگر خود میشود بت گر ز خود بہتر نمی سازد
ہماں عشق است بر خود چیدہ چندیں داستاں ورنہ   کسے بر معنی یک حرف صد دفتر نمی سازد

ندانم حال شبہائے نظیری ایں قدر دانم
کہ جز بالیں نمی گرداند و بستر نمی سازد

بیا کہ بے تو غم از خاطرم بدر نرود   و داغ از دل ہجر الم از نظر نرود
دراں بساط کہ من خوان عشرت آرایم   مگس ز تلخی من جانب شکر نرود
ز شہر خویش مرا شہرۂ تو دور انداخت   باختیار کسے جانب سفر نرود
چہ میشود چو کریماں رہ غریب زنند   رہ دیار بہ بندند تا خبر نرود
بطبع شوق تو نازیم و آں پذیرائیش   کہ گر سخن رود از خاطرت اثر نرود
دل نزار و تن بُرد بار خواہد عشق   کہ از نسیم بجوش آید و بسر نرود
چو خوں مردہ سیہ روئے باد در تہ پوست   دلے کہ بر سر پیکان و نیشتر نرود
دلم بیادِ تو دریا نمود چشم ہنوز   مے خیال تو در ظرف مختصر نرود

بر آستانہ رہے مے نما نظیری را
کہ قدر مجلس خاصاں بایں قدر نرود

آمد سحر که دیر و حرم رفت و رو کنند　　تا بازم از نصیب چه خوں در سبو کنند
ما قابل نشاط و شکر خنده نیستیم　　تا شهد خوشگوار کرا در گلو کنند
انانکه تنگ ظرفیٔ ما را شنیده اند　　مے بهر آزمایش ما در سبو کنند
آلودگی بگریهٔ نوامان نمے رود　　دل تا به الشعله نگر شست و شو کنند
تسدیع اگر کنند گل و باده تا بکے　　در کار بے دماغیٔ ما آبرو کنند
کو زخم عاشقانه که در جلوه گاهِ حسن　　صد چاک دل بتار نگاهے رفو کنند
تو کارِ دل بغمزهٔ معشوق واگزار　　بے طاقتی مکن که نکویاں نکو کنند
حقِ عطائے عشق نسازند هیچ ادا　　کز خلق عمر در سرِ ایں گفتگو کنند

دیگر به آب دیده نظیری بجز اشک شست
چندان نماند دل که غم و غصه نو کنند

عیشم خوش ازاں شعلهٔ افروخته باشد　　نقلِ دل ما نیشم جگر سوخته باشد
از محنت لب بستنم آنکس شود آگاه　　کز تیغ جفا چاک و لے دوخته باشد
در غنچهٔ گلزار کند ناله ز تنگی　　مرغے که بکنج قفس آموخته باشد
نیکوئی ما در رهِ بازار خریدند　　عیبش نه متاعیست که بفروخته باشد
محتاجی ما باعثِ آسایش ما شد　　غارت نخورد هر که نیندوخته باشد
گرمی مفروشید که در مجلس ما نیست　　شمعے که نه از سوز خود افروخته باشد

از صدق نفس چند زنی لاف نظیری
مشکستِ همه سر بسر و جگر سوخته باشد

زاں خم که زاهداں بقدح آب جو کنند　　شوریدگان صومعه مے در سبو کنند
پابند حلهٔ مهر سلیماں و جامِ جم　　گر خاک راه میکده را شست و شو کنند
در خشت و سنگ میکده کردم معائنه　　ذوقے که سالکاں بخیال آرزو کنند
از خود گذشته دامنِ پرهیز تر نکرد　　در چشمهٔ که خضر و سکندر وضو کنند
ظرفے بهم رساں که مبادا بسر دری　　منصور را کمند بلا در گلو کنند

خونابه زخم فاش کند ورنه عاشقان — تار جگر کشند و گریبان رفو کنند

با کاهلان گذار نظیری شراب را
شاید گلے ز گلشن این دشت بو کنند

شب فغان را بدرِ خلوت ما بارے بود — ناله هر چند اگر در دل ریش آزارے بود

شورش و عربده در شب آن نه لغب نداشت — بخت من بود اگر فتنه بیدارے بود

خویشتن را بدرم سحر بدمے بستم — هر سر موئے مرا با رخ و قد کارے بود

نه غمِ مدعیان بود نه آشوب ندیم — گل بخار مگو گلشن بخارے بود

مصر ویران دلم راز بس آمد شدِ او — یوسفے بر سر هر کوچه و بازارے بود

بر دلِ خستهٔ من بود نگاهش هر چند — هر طرف جان بکف استاده خریدارے بود

حسن و حیرت هم افشائے غرض میکردند — نه غمِ پرسش و نے زحمت گفتارے بود

در وصالش بنظیری نفسے باقی بود
دیدمش بر سرِ آن کوے عجب خوابے بود

میروم جائیکه غم آنجا ز دلها می رود — ناله از هر جا که می خیزد بآنجا می رود

وقت جان دادن بدنبال اجل بنیم چنانکه — گوئیا صد یوسف از پیش زلیخا می رود

تحفهٔ رضوان اگر برکف ندارم دور نیست — تا مرگ از طفلیم ایمان به یغما می رود

شاید از دُرّ سے بجتا جان فروشند میفروش — هر کرا یک درهم است آنجا بسودا می رود

من نخواهم رفت اما بهرِ تسکین دلش — هر کجا بینند گویندش که فردا می رود

بر من اندوهے هجوم آورده از هجران او — گر زدش تا میروم دل در ته پا می رود

میردم نوعے ز کوے او که پنداری بخشم — صد کشم پیش و پس از بهر تقاضا می رود

گر ز لوح چهرهٔ لیلیٰ همی آرد سبق — خاطرِ شوریدهٔ مجنون بصحرا می رود

شهر و صحرا را نظیری سوخت از آه وداع
میرود نوعیکه پنداری ز دنیا می رود

بکش بسوز که نام امان نخواهم برد — دعا بدرد سرِ آسمان نخواهم برد

مکن ملاحظه از کشتنم که روز جزا
ز رشک نام ترا بر زبان نخواهم برد

ز دل طپیدن آغاز عشق می گفتم
کزین معامله غیر از زبان نخواهم برد

ز اضطراب دلم روز وصل معلوم است
که از بلاے شب هجر جان نخواهم برد

بس است چند کنی اے فراق بیرحمی
دگر بخویش تحمل گمان نخواهم برد

اگر ز دامن یوسف کمند بابینم
سرے که وقف تو شد ز آستان نخواهم برد

باین ملال که من میروم بسوے چمن
چه جاے غنچه که برگ خزان نخواهم برد

نظیری اینچه بلندی و تیز پروازیست
ز شوق ره بسوے آشیان نخواهم برد

حسن چندے سر بدل شوخی و خودرائی دهد
شه چو گیرد مملکت اول بیغمائی دهد

دیدهٔ عاشق نیابد ذوق از دیدار دوست
گر نه اول ترک دیدنهاے هرجائی دهد

لذت دشنامش از من پرس کاب تلخ و شور
ذوق کوثر در مذاق مرد صحرائی دهد

گر دوا زجان داد کم معلوم شوق روے دوست
زان نمی میرم که ترسم مرگ رسوائی دهد

در بیابانها نمی گنجم اگر طغیان شوق
بند بکشاید چو تسلیم سر بشیدائی دهد

گریهٔ ما تلخ و طبع میزبان زحمت پذیر
صوت مطرب بادلش بگذار گیرائی دهد

شکوه کمتر کن نظیری گر کسے یاری نکرد
رخت ما سوزد چه نقصان تماشائی دهد

گل آمد و لعلم ز دل سنگ برآورد
اشکم ز تماشاے چمن رنگ برآورد

میخواست ز مرغان چمن شور برآید
یک نغمهٔ مغنی بصد آهنگ برآورد

عشق آمد و در شهر خود آئین خرد دید
تا شهر بتاراج رود جنگ برآورد

مطرب ز بم خرقهٔ سالوس بدر کرد
گرد همه شهر هم بدف و چنگ برآورد

شب نیست که از شادی بسیار نگریم
غم خوردن کم حوصله را تنگ برآورد

یکبار بعیب و هنر خویشتن ندیدم
در جیب و بغل آئینه ام زنگ برآورد

در راه وفاے تو نه طولیست نه عرضے
شوخی تو ز سنگ بغیر سنگ برآورد

این خون شده دل بسکه خرابست نظیری
در پیش تو نتوانمش از ننگ برآورد

ناله را نیست اثر گز تو شکایت دارد — ورنه ما گرم دعائیم و سرایت دارد
مرده را زنده نماید دم مابوالعجبان — آتش از گرمی ما چشم حمایت دارد
ذوق هر مرغ باندازهٔ پرواز خود ست — عشقبازی نبود هر چه نهایت دارد
عملِ صالح و طالع بجوئے نستانند — هر کجا کار تعلق بعنایت دارد
کس چه داند بهمه مایه بنا بود رود — جنس نایاب خریدم که کفایت دارد
دفتر نالهٔ ما را نکشایند ز هم — مُهر در دست برد تا چه حکایت دارد

کفر و ایمان نبود شرط نظیری در عشق
بتو کافر بنمایم که ولایت دارد

باعثِ راندنم از بزم بجز عار نبود — ورنه کس را بمن و بودن من کار نبود
تا شدم از تو جدا تفرقه پامالم کرد — دولت آن بود که این فرقت دیدار نبود
همه آسان ز جدائی تو مشکل گردید — هیچ دشوار بدیوار تو دشوار نبود
به بدی در همه جا نام برآرم که مباد — خون من ریزی و گویند سزاوار نبود
ناله از بهرِ رهائی نکند مرغ اسیر — خورد افسوس زمانے که گرفتار نبود
عشقم از سود و زیانِ دو جهان فارغ کرد — از چه کارم بهمه عمر همین کار نبود

خوشدلی کرد نظیری برش امشب خالی
صد سخن گفت که شایستهٔ اظهار نبود

محبت با دل غمدیده الفت بیشتر گیرد — چراغے را که دودے هست در سر زود تر گیرد
پس از وارستگیها بیشتر گشتم گرفتارش — چو صیدے جست صیادش ز دل سخت تر گیرد
محبت بیشتر قایم شود چون بشکند پیمان — شگوفه اول افشاند درخت انگه ثمر گیرد
اگر بادے ز درد مشتاق را شور و سماع آرد — وگر بوئے رسد مخمور را مستی ز سر گیرد
مشو از حال من غافل که زخم کاری دارم — مبادا دیگرے صیدِ ترا از خاک برگیرد

مرا این می که برد از هوش دل مجروح خواهد کرد   حریفی آگهی یابد که از عالم خبر گیرد
نظیری کوی عشق است این نه شاهد بازی رندی
که گر پا بر رود از دست کس پای دگر گیرد

به هجر و وصل تو جان الفت و نزاع ندارد   نشاط آمدن و کلفت وداع ندارد
بشهر ما نفروشید جز رضا و محبت   کسی دکان نگشاید که این متاع ندارد
بدان فراز که من میکنم عروج مقامیست   که هیچ پایه بران پایهٔ ارتفاع ندارد
چنان حقارتم از چشم اعتبار فگنده است   که دهر بر من و حال من اطلاع ندارد
برطل خون جگر میخورم ز بخت بشکرم   که سر ز جام تنک مشربم صداع ندارد
ز تیرگی شب انتظار شمع امیدم   برابر پر پروانهٔ شعاع ندارد
عبث بوعدهٔ لطفش دلت خوش است نظیری
کدام لطف که با بخت تو نزاع ندارد

کمند و دام ما غیر از شکار غم نمی گیرد   مگس بر خوان ما چیزی بجز ماتم نمی گیرد
نصیب دیگران هر لحظه رطل خنده لبریز است   بجام ما تبسم نوبت ما هم نمی گیرد
بشیرینی محبت در دل دیگر زیادت کن   که ظرف ما ازین یک قطره بیش و کم نمی گیرد
مریضان دیار عشق خوش بیماریی دارند   کسی دارو نمی خواهد کسی برهم نمی گیرد
حساب امشب و فردا بزلف درهمی دارم   شمار ظلم و بیدادی کسی مرهم نمی گیرد
همی از خاک کو گم گشته را بر کند شاید   دل ما را بهیچ آن زلف خم در خم نمی گیرد
باه و ناله میجوید نظیری بر درت راهی
سکندر صف نمی آراید و عالم نمی گیرد

ز بیداد تو حرف مهر از ایام و نشان گم شد   کتاب حسن را جز و محبت از میان گم شد
ز مهر بوالهوس گرد دولت عاشق نمی گردد   طفیلی جمع شد چندانکه جای میهمان گم شد
سحر بیتی مغنی می سرود از تو بیاد آمد   چنان شوری برآوردم که دقت دوستان گم شد
بنالش خواستم جا در دولت افتادم از حشمت   گدا آمد که صدر قرب جوید آستان گم شد

پس از عمرے شدم غنچہ خنداں پیش آید　　که مضمون سخن صد بار از دل تا زباں گم شد
متاع دیر اگر داریم برباد مکن زاہد　　بعزم کعبہ می رفتیم راہ کارواں گم شد
ہوس تا یافت رو از من مزاج کار ہا برگشت　　طرب تا بست در بر من کلید آسماں گم شد
ہوس را در فراق مرحمت خواب گراں بگرفت　　طرب را در سراغ عافیت نام و نشاں گم شد

اگر پرسد کسے حال نظیری را بگوئیدش
کہ در دانست آں مرغے کہ شب از آشیاں گم شد

ز نکہت سحری شوق یار مے خیزد　　جنوں ز سایۂ ابر بہار مے خیزد
بروئے یار نگہ رشحہ ریز مے افتد　　بزلف یار شکن قطرہ بار مے خیزد
سحاب دل شدہ در کوہسار مے گردد　　غزال شیفتہ در مرغزار مے خیزد
بدستگیریِ عشاق ناتواں احوال　　ز زیر ہر شجرے صد نگار مے خیزد
تنے کہ رفت ز پا بر عذار مے غلطد　　سرے کہ رفت ز دوش از کنار مے خیزد
نہ از وصال ملولاں ملال مے گیرد　　نہ از فراق حریفان خمار مے خیزد
سماع رندی و گلگشت لذتے دارد　　کہ بادشہ ز سر اعتبار مے خیزد
ہمیں کہ طائر فرصت رسید صیدش کن　　کہ صید افگنش از ہر کنار مے خیزد
ہمیں کہ قسمت خود یافتی غنیمت داں　　کہ از کمیں گہ شیراں شکار مے خیزد
دریں ہوا در خلوت حکیم نکشاید　　کہ ہوش میرود و اختیار مے خیزد

جہاں خوش است نظیری قلم بجلوہ درآر
کہ گل شکر ز سر نوک خار مے خیزد

چہ شور بود کہ عشقت بمن کرامت کرد　　کہ نارسیدہ قیامت دلم قیامت کرد
حدیث من کہ ز مجموعۂ وفائے تو خواند　　کہ نے بخون دل و دیدہ اش علامت کرد
بکعبۂ دل من عاشقاں نماز آرند　　کہ قبلہ شد صنم و برہمن امامت کرد
بہر نماز کنم صد ہزار سجدۂ شکر　　کہ در دیار تو دل نیت اقامت کرد
قضائے کفر ادا می کنم کہ بر من عشق　　نماز و طاعت چل سالہ را غرامت کرد

نثار دیده تصدق دہم که بخت جواں — بکوے زہد و ریا تو بر ندامت کرد

مزاج عشق نظیری حریف سودائیست
دریں معامله نتواں ترا ملامت کرد

بے تو بر بال و پر مرغان گلستاں تنگ بود — صوت بلبل در حریم باغ بے آہنگ بود
حال آں گل گشت صحرائی که من کردم مپرس — لالہ ہا را در تہ ہر سنگ پر خوں چنگ بود
بے تو بر چشم نمک می بیخت باد صبحدم — گرچه مروارید مے سائیده ہر جا سنگ بود
سایه مجنوں ہے شد از راہے که من کردم گزر — کز خیالت خیل صد لیلی بعد فرسنگ بود
نامه دشمن ملالت بے تو مے برد از دلم — آنچه بر مے چید زنگ سینه ام را زنگ بود
گر نبردم از نشاط دیدنت از من مرنج — بانشاطم خصمی با جان سختم جنگ بود

پیش ازیں چندیں نظیری شورش مستی نداشت
تا نبودی جام بے ساقی و می بے رنگ بود

تو میرانی و جانم با تو ذوق گفتگو دارد — گدا ہنگام مردن بادشاہی آرزو دارد
تو شمع بزم ہر کس گشته صحبت غنیمت دال — که ایں پروانه ہم با گوشه تاریک خو دارد
حرارت از برائے گرمیم بسیارے باید — دل چوں موم از سختی جدل با سنگ رو دارد
کدامم مجلس و ساماں که میخوردن بیاد آرم — چراغے تیره دارم که مردن آرزو دارد
به بد مستی سزد گر متہم دارد مرا ساقی — ہنوز از باده پارینه ام پیمانه بو دارد
سزد گر باغباں درہائے باغ از ناز بکشاید — که بلبل گشت مست و غنچه اش می در سبو دارد

گدا ہیں بود جام لطف کے دادی نظیری را
ہنوز آں تشنه لب آب غریبی در سبو دارد

روز آں آید که با صد خواریم بر در کشند — پرده ناموس شب از روزگارم بر کشند
بر سر پروانه شمع از بہر آں سوزد که ہست — جذبه عشقے که خاکستر بجا کستر کشند
ہیچ جا نگذاشت کز کوے فتنه باقی نماند — کاش چوں آید ز شست خفت از در دگر کشند
از درش تصدیع کم کردم چو دانستم که او — خط نسیانی مرا یکباره بر دفتر کشند

غم که هر شب مجلسم افسرده رو میگشت رفت
امشب از جرأت چراغم دشنه بر صرصر کشند

چاره کز بیقراری تشنهٔ وصلِ ترا
بر سر آب از چشم افتد دست از کوثر کشند

از فراق امشب نظیری مجلسم ماتم گهیست
بوی خون آید چو عودم شعله در مجمر کشند

منم مرغ اسیری مضطرب از بیم جانِ خود
نه ذوقِ دانه دارم نه امید آشیانِ خود

دل از امید وصل و بیم هجران کرده‌ام فارغ
نشسته گوشهٔ وارسته از سود و زیانِ خود

ز قوتِ خویش با طعم زهر و شکرها گویم
کزین نعمت تهم پر درد مغز استخوانِ خود

بباغ روزگار آن خودستا مرغ کهن سالم
که خود می‌سنجم و خود میسرایم داستانِ خود

بنزد محرم و بیگانه عیب خویش میگویم
بدشمن میدهم از سادگی تیر و کمانِ خود

در صد شکوه بر لب می‌گشاید باز نومیدی
کسی کو تا زند قفل خموشی بر دهانِ خود

نظیری صبر کن کین بند از دل بگسلد روزی
هنوز امید دارم می‌کند ضبط زبانِ خود

تبسمش بلب از شرم خشم و کین گردد
کرشمه‌اش گره از ناز بر جبین گردد

کند بدیده شکر ریز اشک تلخم را
بخنده که ازو زهر انگبین گردد

ازو بقیمت آسایش ابد بخرم
جراحتی که دلم یک نفس غمین گردد

چو باد از سرِ عالم بجهد برخیزم
اگر دمی بمن از مهر همنشین گردد

نه قبله دانم و نه کعبه کافر عشقم
چو سجده پیش بت آرم قبول دین گردد

گهی که جامهٔ تقوی ز رند گویندم
که دستِ کیست که پنهان در آستین گردد

سخن طرازی و دانش هنر نظیری نیست
قبول دوست مگر نالهٔ حزین گردد

دلم را نور رحمت از در و دیوار جان فرو گیرد
شهادت خانه‌ام را پرتو ایمان فرو گیرد

دلِ پر حسرتی دارم که هر سو چشم بگشایم
سرشک گریه‌ام از دیده تا دامان فرو گیرد

ز بس ساید بهم در کیش طاقت ناوکِ آهم
خراش سینه‌ام را سوزش پیکان فرو گیرد

ز خورسندی بدان کز بیتو بر بستر نهم پهلو
سرم را اضطراب از زانوی حرمان فرو گیرد

دران ساعت که هم گرد راه از چهره افشاند
جراحتهای اهل درد را حرمان فرو گیرد

بحسرت می سپارم جان به بند از گریه چشمم را
که گر اشکی بیفشاند و هر را طوفان فرو گیرد

اگر آید بجز یاد تو در خاطر نظیری را
ز دل تا بگذراند صد رهش نسیان فرو گیرد

نشان آنکه کردم قطع امید از دیار خود
نهادم در حریم کوی او سنگ مزار خود

برهمن از حرم برگشت و حاجی از حرم آمد
من و اخلاص عرض بندگی و کوی یار خود

تو خواهی کافری دان طاعتم خواهی مسلمانی
مرا کاریست با صدق دل امیدوار خود

خلل گر در بنای دین و ایمانم شود سهلست
ندانم نقص در بنیاد عهد استوار خود

زر کامل عیارم در وفا و دوستی خالص
گرم صد بار بگدازی نگردم از عیار خود

لب امیدواری بسته ام از حرف نایابی
محبت میکند نوعی که باید کرد کار خود

نظیری از تو در خون زینت هر دام از صیدی
تو هم فتراک را آرایشی ده از شکار خود

در بروی عیش تا بستیم دیگر وا نشد
صد کلید آورد بخت و قفل این در وا نشد

در گریبانی که غم آویخت کمتر شد درست
خوش شدی گر دوخت دامانی که یکسر وا نشد

تا غم از ویرانهٔ ما راه آمد شد گشود
دیدهٔ شمع امید ما ز صرصر وا نشد

همچنان مکتوب ناکامی بهم پیچیده ماند
نامهٔ سربستهٔ ما هیچ جا سر وا نشد

سعی کردم تا مگر از عشق بردارم دلی
قطرهٔ خون نابه از روی اخگر وا نشد

اضطراب از بهر جان بردن بسی پروانه کرد
پیچ و تاب شعله اش از بال و از پر وا نشد

آنکه شب خواب نظیری را بافسون بست بست
هیچ کار بستهٔ او زان فسون گر وا نشد

دل نمیدانم کجا زین آستانم میکشد
مرگ می بینم که با هجران عنانم میکشد

هر سر مو بر تنم دارد خروشی از دماغ
هجر پیوند تو از رگهای جانم میکشد

داشتم در سینه پیکان خدنگ کاریی
دست غیرت این زمان از استخوانم میکشد

میکند آسودگی سیرے بگردِ خاطرم
گریہ ہم پائے ز چشمِ خوں فشانم مے کشند

قصۂ وارستگی امروز پیشِ دل گذشت
طرفہ حرفِ ناامیدی از زبانم مے کشند

بر سرِ بازار جانبازی کماں آویختم
دستِ غیرت بشکنم ہر کس کمانم میکشد

میکشم سر از کمندِ او **نظیری** بعد ازیں
گر بصد زنجیر آں نامہربانم مے کشند

بر قفا چشمت نمی افتد چو ایں در وا شود
آں زماں درگاہ شناسی کہ صدرت جا شود

آنکہ او در کلبۂ احزاں پسر گم کردہ یافت
تو کہ چیزے گم نہ کردی از کجا پیدا شود

دوست دارد از غریباں نالہ بیچارگی
عشق میخواہد کہ کشتی غرقہ در دریا شود

ہر کہ میخواہد کہ منشورِ خراباتش دہند
باید اول خانماں برہم زن و رسوا شود

ز ہمہ خوبی زمانہ شستے ہما نالایق است
پردۂ ما بستہ ماند پردۂ او وا شود

شد بہار عمر ناپخت است انگورم ہنوز
نیست معلوم کہ آخر سرکہ یا صہبا شود

غمزۂ آں کو بر آرم پایم ار آید بکار
حلقۂ آں در بگیرم و ستم ار گیرا شود

کم **نظیری** راست بر جائے نظر افگندہ ام
وائے گر روزِ جزا چشم و دلم گویا شود

ہر سرِ شاخ دریں باغ ہوائے دارد
ہر گلے رنگے و ہر مرغ نوائے دارد

یک شکر کام امیدم ہمہ شیریں کردہ است
نزد خود ہر مگسے فرِّ ہمائے دارد

برہمن ہم درِ بت کدہ نومید نشد
در ہر خانہ زنی خانہ خدائے دارد

حسن ہر جلوہ کہ از جلئے دلت را ببرد
از پیش گر بروی راہ بجائے دارد

نیست در حلقۂ مستاں زمن آلودہ تر ے
اہلِ ہر سلسلہ انگشت نمائے دارد

تا ز خورشیدہ وصالش بفراق افتادم
ہر کہ بر من گذرد طعن خطائے دارد

بفسونِ دہنش بار اقامت مکشا
کاں سر چشمہ عجب برگ گیائے دارد

تا نماند بغلط مہرہ فلک نمی بازد
گرچہ خصلے بنہد ذوقِ دغلئے دارد

حذر از شہرتِ خونریز کسے باید کرد
کہ اگر کشتہ شود نوحہ سرائے دارد

بمن آں کن کہ سزاوار جمالِ تو بود   شمع در سوزش پروانہ سزائے دارد

غم مخور الفتِ معشوق نظیری بانست
بود ہر ذرّہ بخورشید لقائے دارد

گر تشنہ بر سر خم میرم عجب نباشد   رحمے نمے نماید تا جاں بلب نباشد
با صد امید خوانند کز انتظار سوزند   چوں در نمی کشایند کاش ایں طلب نباشد
صہبائے راز دادند سرمست شوق کردند   گویند لب کشودن شرط ادب نباشد
من یک سبب ندارم در گیر برور بخت   یک مدعا نسازند تا صد سبب نباشد
چوں ذلتے بہ بینند آمرزشے نمایند   پائے اگر نلغزد جائے طرب نباشد
ہرگز دل تونگر لذت نیابد از عشق   غم نیست عاشقاں را گر قوت شب نباشد

از عقدہائے دوراں دل بد مکن نظیری
آنرا کہ واگذارند جز از غضب نباشد

آں بخت فتنہ جو کہ تو دیدی بخواب شد   واں دل کہ بود سخت تر از خارہ آب شد
گلگونہ ہوا و ہوس رنگ واگذاشت   خال و خط عروس طبیعت خراب شد
دل را کہ حرف سوختگاں داغ کردہ بود   میرفت تا بر آتش ایشاں کباب شد
در بحر شوق کشتیِ دل ریسماں برید   در کوئے یار خیمہ تن بے طناب شد
ایں نور سنبل و گل ہر کشور ختاست   تا در خطا کدام گیا مشک ناب شد
دایم کسے بقافلہ بودہ است پاسباں   بیدار شو کہ چشم رفیقاں بخواب شد
خشکی لب بہ تشنہ لباں آب می دہد   تا مستعد شدیم دعا مستجاب شد
مستی چہ خوب کرد کہ ایں پردہ بر گرفت   رخسارۂ حقیقت ما بے نقاب شد

تاریخ واقعاتِ شہاں نا نوشتہ ماند
افسانۂ کہ گفت نظیری کتاب شد

دوراں مے حسرت ہمہ در ساغر ما کرد   بر ہر چہ نہادیم دل از دیدہ جدا کرد
نکشود قضا شست کہ آہے نکشیدم   بر دوست ترم خورد خدنگے کہ رہا کرد

بازوئے ہنر دارم و اقبال ندارم — می کوشم و کارے نتوانم بسزا کرد

فریاد بر آریم از اں یار مشعبد — کو از ازل ایں شعبده چرخ رہا کرد

خود طلعت خود دیده دگر پرده بر انداخت — خود فتنه خود گشت دگر فتنه بپا کرد

با آنکه لبش داد منادئی محبت — نه بر سر مهر آمد و نے عهد وفا کرد

ناوک فگنے بر سر ہر راه نشانید — در عشق کمندم بگلو بست و رہا کرد

دشمن یارم انگند و دوست بآتش — با اینهمه حد نیست که گویم که جفا کرد

چندیں سخن عشق که گفتند و شنیدند — کس حق محبت نتوانست ادا کرد

برند بجائے پر و بالش سر و منقار — مرغے که بلند از سر ایں شاخ نوا کرد

خورسند بتسلیم و رضا گشت نظیری
مسکیں نتوانست خصومت بقضا کرد

نه ز جهدم بکف بخت عناں مے آید — نه بزورم زه دولت بکماں مے آید

نه مرا بازوئے قایم نه مرا دیدهٔ راست — همه بے قصد خدنگم بنشاں مے آید

تو که آسوده دلی از نفسم سود مخواه — منکه شوریده ام آتش بزباں مے آید

سخن مردم دیوانه حقیقت دارد — در عبارت به اشارات نهاں مے آید

عشق در مملکت عقل چو سلطاں گردد — روش و عادت دیگر بمیاں مے آید

میکنم شور چو از خانه علایق برود — میدهم خیر چو از راه زیاں مے آید

همه بر خویش ز بیم دم آخر لرزند — جائے خوفست که کشتی بکراں مے آید

مرد درگاه و سراپردهٔ عزت باشد — هر که دامن بسر پائے کشاں مے آید

وصل جویان تو بر بوئے نسیمے گردد — که از و بوئے تلف کارئی جاں مے آید

طاقت جور و جفا نیست تنک حوصله را — گریه چوں نکند دل بفغاں مے آید

اینکه با طبع قضا بست نظیری چه عجب
میرود پیر بمیخانه جواں مے آید

بیگانه رو شود بدر آشنا رود — آنکس که آشنا بتو باشد کجا رود

از خاک بوس کوئے تو تا پا کشیده ام — بر راه من جدا روم و دل جدا رود

احرام عهد روز ازل کعبه کوئے تست — جز راهِ عشق هر که رود بر خطا رود

صهبائے راز بیش ز اندازه می دهند — گر دم زند حریفِ سرش بر هوا رود

عشاق ناز حسن نه ارزاں خریده اند — بسیار سر که بر سر ایں ماجرا رود

شادی که غبن مے کشی و دم نمی زنی — در شهر ایں معامله با هر گدا رود

عشق آمد و تمام بگوشم در دل دمید — رازے که در میان مس و کیمیا رود

ایں حاجیاں ز دور صدائے شنیده اند — کس در درونِ پرده چه داند چها رود

زاں بحر موجِ زن چه کم آید اگر نصیب — بر کشت زار سوخته آبِ بقا رود

عریاں تنی عارف معنی جمال اوست — فر هما بماند و پر هما رود

ما پیرهن ز سادگی از بر فگنده ایم — در کینه دیر در بر دشمن قبا رود

غمگین مباش زود نظیری فرح دهند
چوں بنده مطیع همه بر رضا رود

دل کز تو شد بریده کم از سنگ رو نبود — پیوند روح بود بتو انس و خو نبود

قهر تو ناگهاں بسر آمد سبب نداشت — هجر تو اتفاق فتاد آرزو نبود

ناسازئ نزاکتِ طالع سبو شکست — با آنکه دردم آں قدر اندر سبو نبود

چشم و دماغ مردم عاقل گرفته بود — با خود گلِ جنوں مرا رنگ و بو نبود

عقلم که امتیاز گهر استخواں نکرد — کامِ هما برید و درشش در گلو نبود

گر پل براه نامه و قاصد نمے شکست — بسیار تیره آب محبت بجو نبود

معجز فرو گذاشت ز سرکان گل عذار — لایق بروئے مفلس ناشسته رو نبود

گفتم که عهد بستن و تنها گذاشتن — دانی بدست اگرچه نگویم نکو نبود

حسن تو در ترازوئے ابرو بلا فروخت — روزے بمن که دسترس سنگ و رو نبود

گفت آنزماں که غمزه ام ایں ماجرا نوشت — هیچم بهستئ تو سر گفتگو نبود

اے طائرے که نامه سوئے دوست می بری

گر پرسدت کہ بود نظیری بگو نبود

ساقی قدح نداد در سفال سبو نبود
چندانکہ جرعۂ بچشم آبرو نبود

میخواست بوسہ رخت اقامت بگسترد
از فرش جبہہ راہ بران خاک گو نبود

دندان زد ہزار نگاہ گرسنہ بود
لعل لبش کہ بادہ بایں رنگ و بو نبود

درباخت دل العشق مقمر ہر آنچہ داشت
ہرگز قمارخانہ بایں رفت و رو نبود

از بیقراری دلم ابرو ترشش نکرد
بآنکہ مے فروش مغان نیک خو نبود

تا جرعۂ نداد کہ اسرار دوستی
لایق بہرزہ مست سر چارسو نبود

تا صبحدم صنم صنمم بود بر زباں
کانجا مجال عابد اللہ گو نبود

زاں حسرتے کہ در دلِ من میفروش کرد
بزم مۓ نشد کہ لبم خشک ازو نبود

بس آرزو کہ داشت نظیری بچنہ گو
امروز گنج یافت کہ در آرزو نبود

صبحے بنالہ راہ فلک بر نبستہ اند
ہر چند دیر آمدہ در نبستہ اند

حرماں تو ز ہمت کوتاہ بیں تست
ہرگز درِ کریم بکافر نبستہ اند

سرمایۂ شناخت چراغیت دادہ اند
آمارۂ چراغ ز صرصر نبستہ اند

بر تشنگان ببار بخیلی برائے چیست
دریا کریم و ظرف ترا سر نبستہ اند

ما مے ز سیم رخش ترا پے نکردہ اند
ما وحشی ایم باز ترا پر نبستہ اند

عالم ز ظلمتِ شب حرماں سیاہ شد
کو آفتاب اگر رہ خاور نبستہ اند

مکتوب دوست داری ما را جواب نیست
غیر از سرش ببال کبوتر نبستہ اند

ہر مرغ بر رہِ ہوائے گل آشیاں نہد
بر شاخ شعلہ بال سمندر نبستہ اند

تا چند عود خام نظیری فروختن
دودے بر آر روزنِ مجمرہ بستہ اند

حسن جنبید ز خواب و مژہ برہم زد
فتنہ برپا شد و نیشے بہ رگ عالم زد

ہر چہ در پردہ نہاں بود ہویدا کردند
چہ شبے بود کہ ایں صبح سعادت دم زد

بے محبت نہ نمود ندا اجابت ہر چند
بانگ تسبیح ملک بر فلک اعظم زد

طلب جملۂ ذرّات ز جا بر جستند
مایۂ عیش چو بر خاکِ نبی آدم زد

خواست آئینۂ تحقیق بما بسپارد
قفل کورے بدل و دیدۂ نامحرم زد

غرض آن داشت کہ از عشوہ اش آگہ باشم
بر در دل زخم ز اندیشۂ نمک از غم زد

عقل چوں دید کہ عشق آمد خونخوار آمد
لب فرو بست دوم از سلطنت خود کم زد

روح آزاد کزیں معرکہ جاں بیروں برد
دست در حلقۂ فتراک خم اندر خم زد

سر ایں قصۂ نظیری نہ بیارد بیروں
اگر عمرے بسخن گشت و ورق برہم زد

شادیٔ عشق تو ہنگامۂ غم برہم زد
شور حسنت نمکے بر جگر آدم زد

شب ز دیدار تو گردید بمہر آبستن
جامہ بر سنگ ز شور رُخ تو ماتم زد

شہد لبہائے تو دکّان مسیحا در بست
دست در دامن تیغ نکہت مریم زد

کعبہ آمد حجر الاسود خالت بوسید
غوطہ در موجہ چاہ ذقنت زمزم زد

تا قضا خال بہشتی جمال تو بدید
شست آں خال کہ بر ناصیہ آدمؑ زد

بسخندانی تو طفل ندید ست کسے
گرہ اعجاز لبت بر نفس مریمؑ زد

عشق دو شاب دل آنروز کہ سودا می پخت
مایۂ مہر بریں شیرۂ جانہا کم زد

دوش میخواست قدم بر منِ افتادہ نہد
کند خاکِ من و بر دیدۂ نامحرم زد

دولت از فیض دم صبح نظیری دریافت
در ندادند بغوّاص کہ بے جا دم زد

نہ فوت صحبت ایں دوستاں غمے دارد
نہ مرگ مردم ایں عہد ماتمے دارد

میانِ اینہمہ احباب عیب پوشی نیست
دریدہ پردہ تر است آنکہ محرمے دارد

بخوش بیانی ہم صحبتاں ز جائے مرو
کہ پر ز نیش بود ہر کہ مرہمے دارد

بہرزہ دفتر امّید ہر کجا مکشا
کہ مبتلائے ہوا کار و ہمے دارد

ہزار حربہ زہر خارہ بایدش خوردن
نکو بہ سرشتی اگر طبع خورمے دارد

زطعن گرسنہ چشماں دلیر ننماید | ہلال عید کہ ابروئے پرخمے دارد
بکاوش مژہ رگہائے جانش بشگافد | تنک دلے کہ چو من چشم پرنمے دارد
زخویش واہل گذر کن کہ ملک بیخویشی | بروں زعالم ایں خلق عالمے دارد

بجاہ و حشمت دنیا چرا قفا نکند
کسے کہ ہمچو نظیری مسلّمے دارد

بادۂ خاص محبت کے بنا محرم رسد | محرماں را دوستگانی از قفلئے ہم رسد
وقت عارف شب نکو گردد کہ نسبت در خواب عام | یکدل بیدار را فیض ہمہ عالم رسد
یافت گر دیوانۂ جائے تعجب بہر چیست | از عجایبہائے ویراں دیو را خاتم رسد
زاد مسکیناں برہ بردار کاب زندگی | تا سفال خضر باشد کے بجام جم رسد
برگل ما ابر اگر ہرگز نبارد خرمیم | مزرع نمناک ما را خوشہ از شبنم رسد
شکر للہ کز خوش و ناخوش بیادش میرسیم | بس ہمیں شادی کہ ما را از نصیب غم رسد
ہر کجا تن چاک گردید از نمک انباشتیم | زخم ما بیباک جاناں را کجا مرہم رسد
عشرت ساغر پرستاں زندہ دارد مردہ را | سور گردد در سرائے ما اگر ماتم رسد

سود از طاعت فروشیہا نظیری بر نداشت
ہر کہ را سرمایہ رو باشد کفایت کم رسد

ردیف الذال

برخوان من نمک بملاحت نشد لذیذ | صد بار تا نہ سوخت جراحت نشد لذیذ
ہر کس بلے نداد ردائے تکلفے | در کام او شراب اباحت نشد لذیذ
در بحر و بر بجز الم تلخ و شور نیست | جز بر امید سود سیاحت نشد لذیذ
تاجر بعشق خانہ بدریا شنا در است | محنت جز از تصور راحت نشد لذیذ
رخسار خوب را بوفا قدر و قیمت است | بے میوہ بوستاں بفلاحت نشد لذیذ
تا صبحدم نزد نمکے بر جراحتم | با آں کمال حسن و صباحت نشد لذیذ

لذتِ ورق زکلک نظیری گرفته است
درناپها سخن بفصاحت نشد لذیذ

ردیف الراء

بزم خاص ست درو نکته بدستور بیار
معنی به دُر طلب کن سخن دُور بیار

تلخ روئی مکن و توبهٔ شیریں بشکن
رخ چوں حور نداری سخن حُور بیار

چشم وا یافته داری خبر وصل بگو
دل افروخته داری دم پُر نور بیار

راز دل فاش مکن پردهٔ آں غمزه مدر
محرم ستر شده نکتهٔ مستور بیار

مطرب بزم جگر سوز سرودے دارد
شکر ایں مست نمک سینهٔ رنجور بیار

قصهٔ وصل ببانگ غزل انشا کن
راز دیرینه بیار و نے و طنبور بیار

بکر هر نغمه که در پردهٔ نے مستور است
مست و مجنوں کن و آشفته و پرشور بیار

ایں غزل در صف ایوان شهیداں بخواں
زاں محک گاه افاضل خط منشور بیار

گل و نرگس قدح و شیشه نظیری دادند
خبر از خواب دماغ و دل مخمور بیار

اے صبا از گلِ عطار نشانے بمن آر
در گلستانِ نشاپور خزانے بمن آر

خطِ ترخانی جاوید بعالم ندهند
بگذر از عالم و منشور امانے بمن آر

فرصتم نیست که از سنگ قضا سر خارم
گر امانے نبود تاب و توانے بمن آر

تیر باراں ستم از پے هم چند رسد
ناوکے می کشم از سینه کمانے بمن آر

هر نشانی که بسوداش دهی سود دهد
اگر از مایه نمانده است زیانے بمن آر

گشت ز اطرابم تشنهٔ آتش شده است
مطرب ابر دم برق زبانے بمن آر

چوں شرر در دل سنگست زجاناں سختم
تا بر آرم نفس سوخته جانے بمن آر

ملک گیرانِ سخن سکّه بباطل زده اند
زیں همه سیم و غل نقد روانے بمن آر

دلم از صنعت الفاظ نظیری بگرفت

از دم پرہیزی ساده بیانے بمن آر

فارغ تر از دلِ تو ندیدم دلِ دگر
ایزد ترا سرشته ز آب و گلِ دگر

گر مرغ سدره را بکشی مالکے که باز
در خاک و خوں طپیده شود بسملِ دگر

ہر مشکلے که عاجزئ ما بیاں کند
آساں کنی که پیش نہی مشکلِ دگر

از آب و گل غرض شجر قامت تو بود
عالم نداشت بہتر ازیں حاصلِ دگر

از نور محفلِ تو جہاں درگرفته است
نفروخته چراغ تو از محفلِ دگر

خاطر بمنت ہائے جمالت نمی رسد
دارم بہر مشاہده ات منزلِ دگر

از ماہتاب روئے که غیر از جمال دوست
دریائے عشق را نبود ساحلِ دگر

مستاں اساس میکده زیبا نہاده اند
رسمے اگر ز نو نہند عاقلِ دگر

ساقی قدح بکف تو نظیری نظر بغیر
دوراں ندیده است چو تو عاقلِ دگر

طلوع باده ز شام و سحر دریغ مدار
ز خاک جرعهٔ خود چوں قمر دریغ مدار

اگر بگنج سرابیل باغباں آید
بگو که آب زر از جام زر دریغ مدار

حیات تلخ مده عیش خوشگوار بگیر
چو عشق تیغ کشد جاں و سر دریغ مدار

بشکر آنکه حدیثے چو انگبیں داری
ز سائلانِ ترش شیر و شکر دریغ مدار

ترا به بینش کوتاه خویش نتواں دید
مگر ترا بتو بینم نظر دریغ مدار

دروں جانی و در پردهٔ ز مردم چشم
جمال اگر ننمائی خبر دریغ مدار

ہمیشه چشم باحسان آشنا دارد
ز خاک کشتهٔ غربت گذر دریغ مدار

جراحت دل شوریده خشک می گردد
ازاں دو زلفِ سیه مشک تر دریغ مدار

بیان شوق نظیری دراز انشائیست
بیاض چہره ز خون جگر دریغ مدار

دارم دلے ز طائر وحشی رمیده تر
ہر چند دور تر ز کساں آرمیده تر

تا آں خدنگ قامت از آغوش من برفت
پشتم شکسته تر شد و قدم خمیده تر

خونے کہ حکم بود بریزد خطا نشد		چندانکہ داشت دامن عصمت کشیدہ تر
آنجا کہ شحنۂ تو بدرگاہ مے رود		شاہد زعاشق است گریباں دریدہ تر
خورشید از کماں تو یک تیر می کشد		ماہ از تو کس ندیدہ تمام آفریدہ تر
دنداں زدہ ہزار امیدم بدرگہت		از سگ گزیدۂ سر کوئم گزیدہ تر
خارے کہ در رہ تو بخاطر شکستہ بود		ہر چند بیش کافتمش شد خلیدہ تر
در کام ناروائی عشق پری وشئے		از سحر کردہ ایم بافسوں رسیدہ تر

نازاں مرو کہ بارِ علایق گذاشتی
ہستی تعنقست نظیری جریدہ تر

ہردم از زلفِ تو دارم کافرستانے دگر		دمبدم نو مے کنم از رویت ایمانے دگر
باتوئی با حسن رخسار ترا دردیدہ است		چونتوئی گر سر برآرد از گریبانے دگر
چاشنی گنج آں لب از مذاقم کے رود		گر بگیرد آلم زباں را در نمک دانے دگر
نیست ہم دعوی حریفے حسن تنہا ہر زماں		رخش می تازد ز میدانے بمیدانے دگر
چابکے بنویش طرح ترکتاز افگندہ است		گوے دیگر میبزند ہر دم بچوگانے دگر
تا بروں آرد سرے از لوح پیشانی او		طفل گرد عقل ہردم در دبستانے دگر
حسن ہر سو در لباس صورتے پنہاں شود		عشق ہر ساعت در آویزد بداما نے دگر
پیش حکمش گردم از عذر خطاے خود زند		می نہد بر روئے آدم خال عصیانے دگر

درد نایابی و نادانی نظیری مشکل است
غیر خاموشی ندیدم ہیچ درمانے دگر

درد دل را میکنم با صبر پیوندے دگر		بر طبیب خود تغافل میزنم چندے دگر
اعتمادے نیست بر عہدے کہ نقضد آنچہ ندید		ہست در پیماں گسستن مہر پیوندے دگر
گرچہ میدانم قسم خوردن بجانت خوب نیست		ہم بجان تو کہ یادم نیست سوگندے دگر
پائے تا سر دیدہ ام از شوق رخسار کہ ہست		ہر سر شکم بے تو چشم آرزومندے دگر
پیر کنعاں با کہ گیرد انس در بیت الحزن		بوئے یوسف را نمی یابد ز فرزندے دگر

چوں بستر مخشنم کشتی علالت ساختم
کیں مروت نیست با طبع خداوندے دگر

تاب می آری که از کف می نہی آئینہ را
از جمالِ تو ندیدم جز تو خرسندے دگر

شکوہ و شکر نظیری عکس یکدیگر است
آئینہ منما کہ طوطی نشکند قندے دگر

بہ بیرحمی دلے داری دلِ صیّاد ازاں خوشتر
زبانی درکتابت سیلیٔ استاد ازاں خوشتر

بخود قیدے نداری باوجود حسن و زیبائی
زہر خوبی کہ دارمی دارم و آزاد ازاں خوشتر

فریب خندہ میخواند عتابِ غمزہ میراند
زخوباں خوش بود مہر و وفا بیداد ازاں خوشتر

چو دریا میکشم دم در خود و در جوش می آیم
کہ خاموشی خوششش می آید و فریاد ازاں خوشتر

زبیدادش نمی نالم گرم زیر و زبر سازد
بنائے گو کنند ویراں نہند بنیاد ازاں خوشتر

نثاری بر رخِ او صد عوض در زیر لب دارد
بروجائے گر افشاندیم صد جاں داد ازاں خوشتر

نظیری جذب بے باعث نصیحت میکند صاحب
اگر فضلے نداری عشق مادرزاد ازاں خوشتر

اے مطرب جاں سوخت دلم پردہ دگر گیر
با پردہ ازیں راز بیک مرتبہ بر گیر

راہے بنواز ن کہ غم عشق در آید
گو شورش و مستی و جوانی رہ در گیر

راہے کہ بمطلوب قریب است عزیز است
تا سر برود پائے ازیں مرحلہ بر گیر

اسرار خرابات مغاں سادہ تواں یافت
ہاں اے بط مے بلبلہ پرداختہ تر گیر

زیں ہمنفساں آتش سردت نفروزد
یار دمِ گرمے شود چوں سوختہ در گیر

تو طفلی و ایں راحت و غم میدہدت دست
تا خونِ جگر سیر شود خونِ جگر گیر

جام فلک آمیختہ شہد و شکر نگست
کارے کہ از و ساختہ تر گشت بتر گیر

تا در طلب کام خودی کام نیابی
بگذر ز مراد خود و مقصود ببر گیر

دل تا اول شب طالبِ فیض است نظیری
لب باز کن و ساغر لبریز سحر گیر

چشمش براہے میرود مژگانِ نمناکش نگر
در سینہ دارد آتشے پیراہن چاکش نگر

دامے کہ زلف انداختہ در گردن سیمینش بیں　　خونے کہ مژگاں ریختہ بر دامن پاکش نگر
شرم از میاں برخاستہ مہر از دہاں برداشتہ　　گفتار بے ترسش ببیں رفتار بیباکش نگر
قصد فریبے می کند سوئے غزالے می جہد　　آں چشم آہو گیر را با زلف پیچاکش نگر
از کوئے معشوق آمدہ شوریدگاں در حلقہ اش　　از صید آہو میرسد شیراں بفتراکش نگر
دل بردہ در دل باختن معشوق عاشق پیشہ بیں　　بگرفتہ در انداختن بازوئے چالاکش نگر

وحشی غزالے کز حیا رم در بیاباں میخورد
رام نظیری میشود در ہوش و ادراکش نگر

ہمنشیں بشاہد آب رخ پارسا مبر　　آئینۂ صفا بدہم بے صفا مبر
دور از طریق تہمت اگر حبیب مرہم است　　دلہائے پاک معتقداں را زجا مبر
از کوئے چوں بجانب خلوت رواں شوی　　بیگانہ را دروں مگذار آشنا مبر
تا زخم طعن زن نخوری در سر آخویش　　گر سایۂ ہمرہ تو شود از قفا مبر
آئینہ ات زہمنفساں تیرہ مے شود　　سیمائے حسن مشکن و رنگ حیا مبر
تلخت شکر شود بلب انگبیں مدہ　　خارت سمن شود بگذار صبا مبر
نالاں مگرد و قیمت ما را سبک مساز　　گریاں مباش و آب رخ کار ما مبر
بودن بطبع خوش منشاں کار مشکل است　　نازک دلی بسر نرسانی غنا مبر

حرز جمال خود ز نظیری طلب نمائی
جز سوئے حفظ خاطر او التجا مبر

افلاک فتنہ زادہ بدامان روزگار　　برکردہ سر بلا ز گریبان روزگار
سیب ذقن مگوئے بگو گوئے آفتاب　　دلفش ربودہ از خم چوگان روزگار
گاہے کہ عقل بر سر جمعیت آمدہ　　عشقش بہم زدہ سر و سامان روزگار
دل چوں شناورے کہ عزیزش زکف رود　　خود را فگندہ بر سر طوفان روزگار
از سرنوشت ساقی دوران ما قضا　　بشکستہ خامہ در کف دیوان روزگار
ایزد چو کرد عامل چشمانش فتنہ را　　صد بار گفت جان تو و جان روزگار

نابود تا نگشتہ بسودائے زلف او — غو درانکردہ جمع پریشانِ روزگار
شور ملاحتش شدہ داروئے زخمہا — درد محبتش شدہ درمانِ روزگار
افغاں کہ جائے بودن و جنبیدنم نماند — زخم نشستہ بر سر پیکانِ روزگار
از قہر جیب و سینۂ خود پارہ مے کنم — دستم نمی رسد بگریبانِ روزگار
صبح اجل رسید و پر و بال مے زنم — در حسرت فروغ شبستانِ روزگار
راہے بسوئے قبلۂ حاجت نمی برم — سرگشتہ ام میانِ بیابانِ روزگار
جولانِ افتخار ازاں سو مکرر کنم — زخم گذشتہ از سر جولانِ روزگار

گوئی کہ کام کودک و پستان مادر است
زخم نظیری و سرِ پیکان روزگار

مے است چارۂ غم ہوشمند را چہ خبر — رموز بادۂ تلخست قند را چہ خبر
سماعِ دُرد کشاں صوفیاں چہ میدانند — ز شیوہائے سمندر سپند را چہ خبر
بزیر شاخ گل افعیٔ گزیدہ بلبل را — نوگرانِ نخوردہ گزند را چہ خبر
زدامنے کہ کشائیم ما تہی دستاں — تو میوۂ سرِ شاخ بلند را چہ خبر
ہزار دام تصور نہیم و بر داریم — تو مرغ وحشی فارغ ز بند را چہ خبر
بخاص و عام نہد داغ بندگی عشقت — قبول درد تو مشکل پسند را چہ خبر
ہزار شیخ و برہمن ز کیش و دیں برگشت — تصرف نظر ارجمند را چہ خبر
بے علاج نمایند پند نا شنواں — طبیب داروئے ناسود مند را چہ خبر

بہ بند عشق نظیری خجستگان افتند
ستارۂ بد و بخت نژند را چہ خبر

چشم زخم خلق را با حسنِ روز افزوں چہ کار — ہر کرا زلف و رخ اعجاز است با فسوں چہ کار
از عتاب و لطف می بالند مشتاقین عشق — بلبلاں را با نوا کار است با مضموں چہ کار
نزد عجائبہائے طور عشق حکمتہا کم است — عقل را با مصلحت اندیشی مجنوں چہ کار
کار ما با گردش طاس است و نقش کعبتیں — با حساب انجم و کجبازیٔ گردوں چہ کار

دولت وارستگی ہرگز نماید رو خوشست — عشق را با وقتِ خوب و ساعتِ میموں چہ کار
در بیابانے کہ خوبانند رہزن رہبر است — رہروانِ عشق را با دجلہ ہائے خوں چہ کار

سادگیہائے نظیری دستِ صد تدبیر بست
عشق چوں دکان فرو چیند با فلاطوں چہ کار

ہر روز ہست نالۂ مرغاں دراز تر — گلزار بے وفا تر و گل بے نیاز تر
پیداست عشق مجلسیاں را مدار چیست — می جانگداز و مطرب ازاں جانگداز تر
دارند زیرکاں ہمہ زاری کہ در چمن — شد بے بقا تر آنکہ بر آمد بناز تر
چندانکہ روز نرگس جادو بخواب رفت — شب شد سپہر شوخ تر و دیدہ باز تر
قانون شکست مطرب ما را و ہمچناں — ضربت ز ضربتِ دگرش دلنواز تر
کے دستِ ما بدامنِ آزاد مے رسد — ہر روز ہست سروِ رواں سرفراز تر

بر صوت خود مناز نظیری کہ ہر کہ رفت
دستاں بذوق تر شد و بستاں بساز تر

یکبارہ در وفا بر آور — ایں مہر قدیم را سر آور
یا محرم کعبہ صفا کن — یا بر سر کوے بت گر آور
گر نقش بدیم خامہ سر کن — در سطر تجسیم مسطر آور
پیراہن گل ہزار رنگ است — رنگینش ہم از وفا در آور
طوفانِ چہار موجہ داری — کشتی ہزار لنگر آور
گر مست بدیم بادہ کم دہ — در ست شدیم ساغر آور
دراز سرِ شورِ ما بہ تنگی — بر چیں بساط و بستر آور
اے ہادی کعبہ نظیری — مومن بر ویشش کافر آور

امروز برنگ دیگرش بر
فرداش برنگ دیگر آور

تعظیم پیام دل آگاہ نگہدار — پیغام دل خویش ز افواہ نگہدار

تا دامن گل پرده نگه دار دریده است | ای شاخ گیا رخنه کوتاه نگهدار
بر من که حریفان صبوحی بسحر و شند | تو قهقهه گل بسحرگاه نگهدار
شد عشق که از منزل جانان خبر آرد | ای عقل تو بنشین و سر راه نگهدار
بخل همه مراد است و محبت بتقاضا | از صدر گرانی برو درگاه نگهدار
عاشق ز کجا و سخن صبر و جدائی | یارب تو ازین تهمت ناگاه نگهدار
با خجلت جرم از در عجز و ره زاری | چون آمده ام خواه بکش خواه نگهدار
زندان وطن به که گلستان غریبی | از مصر بکنعان برو در چاه نگهدار

خواهی که بتو بیش شود شوق نظیری
از پیش خودش گاه بران گاه نگهدار

امروز نوبهار جهان را خراب گیر | فردا که شنبه است تنگول از شراب گیر
در باب سرخوشان چمن را بهر صبوح | شبنم بروی بستر و نرگس بخواب گیر
از سرو سر فراخته صوت حزین شنو | وز شاخ برفروخته مرغ کباب گیر
بهر دلبری که قوام حیات از وست | تن را نمود دان و روان را سراب گیر
هر وقت بد که روی دهد آب سیل دان | هر نقش خوش که جلوه کند موج آب گیر
اشعار خوش بگو و جلی بر ورق نگار | الفاظ تر ببار و شکر در گلاب گیر
خواهی ز کشف خلوتیان با خبر شوی | جام شراب درکش و ظرف نقاب گیر
خواه از طریق میکده خواه از ره حرم | از هر جهت که شاد شوی فتح باب گیر
هر ذره را بقدر طلب نور داده اند | در کار خویشتن سپره را آفتاب گیر

فردا دگر بدست نظیری حساب نیست
امروز هر سوال که داری جواب گیر

غم کرد فراق دید از دور | آویخت دگر بجان رنجور
از عشرت ناقص زمانه | کوتاه امل ترم ز مخمور
رخسارهٔ خوشدلی نه بینم | دل شد ز فراق چشم بی نور

تقصیر نشد بگریه پنهان — در آب نشد دفینه مستور
زخم جگرم که میزنم جوشش — کانِ نمکے که مے کند شور
کو نه نشود بخامشی حرف — مرهم چه کند بزخم ناسور
آنجا که شراب شوق دادند — ته جرعهٔ زمن گرفت منصور
بوئے ز نشاط ما ندارد — آب وگل صد هزار فغفور
مشکل حالے وطرفه کارے — خود شاهد و خود نشسته مهجور
کارِ تو همه بدل موافق — از نیکوئی تو چشم بد دور
زود از تو شود غنی نظیری
درویش یکے وشهر معمور

دو چار هر که شوی جز سراغ یار مگیر — سپند بر سر آتش شود قرار مگیر
چو وعده در رسد او خود بیاد خواهد داد — بذوقِ خویش سرِ راه انتظار مگیر
ز آب و دانه همه وحشیان برآمده اند — سرِ فتکار نداری پئے شکار مگیر
توان درخت نه کز تو بر توان خوردن — پئے نظاره خوشی گل فشان و بار مگیر
حقوق صحبتِ او نکته ایست کم مشمار — وفائے دوست متاعِ خوشی ست خوار مگیر
چو لاله سوخته دل یا چو سرو فارغ باش — هزار رنگ مشو طور نوبهار مگیر
شراب غیر نظیری خمار مے آرد
قدح ز ساقیِ بیگانه زینهار مگیر

مطبوعات ادارۂ افضلیہ

افضلگنج حیدرآباد دکن

بوقت خریداری کتب پیش نظر رکھئے جو ہر نوع
مفید کم قیمت اور عمدہ ہوتے ہیں

المعلن

نیشنل بک اینڈ جنرل ایجنسی ولبھ داس بلڈنگ
چارمینار حیدرآباد دکن

کتابخانه آستان قدس رضوی
شماره کتاب

دیوان

غزلیات نظیری نیشاپوری

معہ حالات مصنّف

حسب تصحیح

مولوی محمد جیلانی صاحب کامل الطب نظامیہ معتمد ادارہ افضلیہ افضل گنج حیدرآباد

ناشرین نیشنل بک اینڈ جنرل ایجنسی لمیٹڈ دار السلطنت حیدرآباد دکن

مطبوعہ عہد برقی اعظم جاہی شاہ علی